اَللّٰہُ الصَّمَد

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

مرزا عبد الصمد بیگ المتخلص بہ ذاکر میرے پیارے بڑے بھائی تھے نواب افضل الدولہ مرزا افضل بیگ اونکے اور میرے دادا اکبر ثانی خلد اللہ ملکہ بادشاہ دہلی کیطرف سے بعہدہ سفارت مامور ہوکر کلکتہ مین نواب گورنر جنرل بہادر کے دربار مین متعین تھے مرزا افضل بیگ کے فرزند یعنے میرے اور مرزا عبد الصمد بیگ کے والد مرزا عبد اللہ بیگ عرف مرزا دولہ مرزا مومن خان مومن کے حقیقی نواہر زادے تھے مرزا عبد الصمد بیگ کو ابتداءً مومن خان صاحب سے اور اونکی وفات کے بعد آخر مین چند سے مرزا اسد اللہ خان غالب سے کہ یہہ بھی قرابت قریبہ رکھتے تھے تلمیذ رہا ہے -

برادر مرحوم گو اپنی حیات مین اپنا دیوان مکمل کرچکے تھے مگر نوبت طبع نہ آئی تھی کہ بہ تقاضائے کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ رہ گرائے عالم بقا ہوئے . اونکی وفات کے بعد یہہ خدمت مین نے اپنے ذمہ لی تاکہ میرے پیارے بھائی کی یادگار پائیدار دنیائے ناپائیدار مین باقی رہے اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ دیوان ذاکر حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر شایع ہوا اور مین اپنی اس خدمت سے باحسن وجوہ سبکدوش ہوا - خوبی قسمت سے سنہ طبع دیوان اونکے اسم گرامی کے مطابق پایا محمد عبد الصمد بیگ ذاکر

۱۳۲۶ھ

رقیمہ عنایت اللہ بیگ شاکر عفی عنہ

براه حقیقت بود دستگیر
طفیل محمد بران پیر

در معرفت گر کشائی بدر
ز الطاف و رحمت نباشد بعید

کسی را که در رشد ... بود
که از ... نبود ندارد خبر

شنیدیم که از طلب ... هست
طلسمی کشاید مجال کراست

به اسرار ربانی پی یافتن
مجال بشر نیست دریافتن

شد ابر شان که لولاک گفت
که مدحت طه و یٰسین بصفت

نه ... جاه و ... که ... است
بجز ما عرفناک چیزی نگفت

در ... قلم را در ... شکست
اگر عاجزی راحت جان ماست

نگنجد به میدان دانش خداست
اگر معرفت تا بوسعت بجاست

چراغ دوئی را برافروختن
نه حاصل کند کس بجز سوختن

همین قدر دانیم ذاکر که بس
مگر ذات پاکست و باقی هوس

در نعت سرور کائنات علیه افضل الصلوات

شفیع المذنبین رهنمای اولیا هستی
امام انبیا هستی تو محبوب خدا هستی

بهر رنگی بهر سوئی نمایان مصطفا هستی
نداری سایه در عالم تو ظل کبریا هستی

به اول نور حق هستی به آخر شافع محشر
توئی اول توئی آخر توئی نور خدا هستی

تو ختم مرسلین ظاهر حبیب کبریا باطن
هو الظاهر هو الباطن تو محبوب الهی هستی

انا من نور حق گفتی همه شیئ از تو شد پیدا
شه لولاک هستی باعث ارض و سما هستی

طفیل مقدمش بوده ظهور آدم و حوا
تو فخر این و آن هستی عجائب دلربا هستی

اگر میرم تو بهر میرم اگر خیزم تو بهر خیزم
به دنیا و بدین شاها تو ما را مدعا هستی

دوئی را ... در رمیدارم ... دانم یکی خوانم
بهر کوئی بهر سوئی که بینم دلربا هستی

نه از عرشی نه از فرشی نه از آدم نه از حوا
تو چیستی که آنی خدا داند چها هستی

در منقبت علی کرم الله وجهه

باشد چرا نه عقدهٔ مشکل کشا علی — پیوسته است نام خدا با خدا علی

نور خدا است احمد مختار بیگمان — هم بیگمان ز نور رسول خدا علی

گفته رسول لحمک لحمی به شان او — یک جان دو قالب اند مگر مصطفی علی

ختم رسالت است به محبوب کبریا — نام تو هست شیر خدا مرتضی علی

حمد و سپاس هر چه بگویم بجا بود — بعد از خدا به احمد مختار و یا علی

در اشتیاق دید تو جانم بلب رسید — از شربت وصال مرا کن دوا علی

خواهم ز کبریا ز محبوب کبریا — وقت وداع روح بر آید که یا علی

گر صد هزار دشمن جانی پی من اند — کافی مرا است نام مبارک ترا علی

ز شستی کار خویش فتاد است در بلا — از دست نفس شوم مرا کن رها علی

در بحر غم فتاده و کشتی شکسته ایم — امداد کن تو بهر خدا ناخدا علی

ذاکر علیست نام خدا دافع بلا
با هر بلائے صعب نگویم چرا علی

در مناقب پیران پیر دستگیر

در بلائے نفس خود گشتم اسیر — دستگیر و دستگیرا دستگیر

من ز دست نفس خود عاجز شدم — الحفیظ و الامان یا دستگیر

نفس شومم غرق عصیان میکند — تو بیا بهر خدا یا دستگیر

درد فرقت می رباید جان ما — رهنمایم شو خدا را دستگیر

عقدهٔ مشکل کشائے خاص و عام — چون من افتاده یارا دستگیر

یا محی الدین محبوب خدا / در بلا افتادگان را دستگیر

تا نباشد رد تمنا راہے کجا / راه حق پیوسته شد باد دستگیر

مرده دل آشفته و ناشاد را / قم باذن الله گفته دستگیر

عاشق آشفته ذاکر خسته را

ره نما و لطف فرما دستگیر

طبیب درد پنهانی حبیب خاص یزدانی / رها کن از پریشانی محی الدین جیلانی

منم آواره سرگردان فتاده در چه عصیان / اغثنی اے شه خوبان محی الدین جیلانی

رہا از غم پریشانم صلاح خود نمیدانم / رہائی ده ازین حالم محی الدین جیلانی

ز دست نفس حیرانم پشیمانم پریشانم / در دیگر نمی دانم محی الدین جیلانی

بجز تو نیست مولایم که پرسد باز احوالم / بدرد دل گرفتارم محی الدین جیلانی

بدارم چون تو مولائے ندارم هیچ پروائے / چه ترسم روز فردائے محی الدین جیلانی

دلم دلدار می خواهد تنم آرام می جوید / مدد یا شاه گیلانی محی الدین جیلانی

دل آشفته میدارم ز دست دل پریشانم / ترحم از تو می خواهم محی الدین جیلانی

ز وحدت سیر کن ساقی عنایت کن مئے صافی / نماند جز توئی باقی محی الدین جیلانی

تو فخر اولیا هستی تو محبوب خدا هستی

ز ذاکر دور کن سختی محی الدین جیلانی

بسم الله الرحمن الرحیم

ادا ہو شکر کیا اے رب ترے احسان بیحد کا / بنا کر خاک سے ہم کو کیا پیرو محمد کا

تری حکمت سے قایم اعتدال طبع موجودات / تری قدرت سے باہم امتزاج اجزاء مفرد کا

دکھانا مجھکو دیدار اپنا اور اپنے پیمبر کا / نسیم لطف سے وا کیجو غنچہ دل کے مقصد کا

اگر دو چشم احول کو نظر آئیں تو شکایت کیا / تجھے دیکھا ہے اس نے جسنے دیکھا جلوہ احمد کا

ہوا جب نور پاک احمدی پیدا نہ تہا کچہہ بہی
عجب انداز سے کثرت مین وحدت جلوہ فرما ہے
نپوچہو میری مین ناشاد ہون یا شادمان ہی ہون

وہی یکتا ہے عالم مے سبب پان کل کی آمد کا
کہ ہے اک پردہ باریک احد پر میم احمد کا
غریق بحر عصیان ہون سہارا ہے محمد کا

یہہ ہی ہے آرزو دل کہ وقت نزع بہی یا رب
کبہی مین نام لون تیرا کبہی لون نام احمد کا

کیا لطف اسکو ہوگا شب ماہتاب کا
پہیکا ہوا ہے نور یہہ کیون آفتاب کا

دل دیکہہ ٹوٹ جائیگا رند خراب کا
ماہ صیام مین ہے پلانا شراب کا

کیونکر گذاری رات تمہارے فراق مین
دیکہو تم آکے حال دل داغدار کو

ہم تو شب وصال بہی بے دید رہ گئے
آئے جو برق وش کبہی دل کو جلا گئے

ہوکر ضعیف اب بنے عارف تو کیا ہوا
خود مین مریض عشق جو مانع ہین ہم کو وہ

اغیار بوالہوس ہوے احباب آپ کے
جب سے سنبہالا ہوش پہنسے دام عشق مین

یہان چشم اشکبار ہے کیا تاب کیا مجال
گو آنکہہ لگ گئی ہے مگر ہے عجیب بات

دیتے ہین ایک بوسہ پہ ایمان و جان و دل
جلوہ فگن ہے دلمین غضب اُسکی چشم مست

واعظ نے جب ذرا نہین چکہا شراب کا
شائد الٹ گئے ہوتے وہ پردہ نقاب کا

اے محتسب نہ توڑیو شیشہ شراب کا
زاہد یہی تو کام بڑا ہے ثواب کا

پوچہو نہ حال اس دل خانہ خراب کا
جو بن دیکہا رہا ہے شب ماہتاب کا

عالم بڑہا تہا یار کے شرم و حجاب کا
نکلا نہ حوصلہ دل پر اضطراب کا

کہویا تمام زندگی مین عالم شباب کا
کیا ڈہنگ جانتے نہین ہم شیخ و شاب کا

یہان جان نثاری اپنی ہے باعث عتاب کا
جانا ذرا نہ ہم نے عذاب و ثواب کا

ضد کرکے ہم سے روئے یہہ شب حجاب کا
دیکہا نہ موہنہ کبہی مری آنکہون نے خواب کا

عشاق مین طریق نیا ہے حساب کا
مہ سا برس رہا ہے میرے ہان شراب کا

تم آنکھہ مین بسے ہو وگرنہ ہزار بار / منظور امتحان ہمین چشم پر آب کا

یہان بیخودی مین اپنی ہی ہم کو خبر نہین / کسکو خطر ہے پرسش روز حساب کا

شایان ستم کے ہم ہین سزاوار عشق غیر / قایل ہوا مین یار ترے انتخاب کا

دل شیخ کا لڑا ہے تری چشم مست سے / جھگڑا پڑا ہوا ہے عذاب و ثواب کا

بیت الصنم مین ذاکر زاہد کو دیکھہ آئیے
معلوم تقوی ہو گیا سارا جناب کا

طالب قتل ادھر ہے دل مایل اپنا / اور کشیدہ ہے ادھر خنجر قاتل اپنا

روز محشر نہ کہین اور قیامت آ جائے / منہ چھپائے رہو تم حور شمایل اپنا

آنکھہ غیرون سے لڑائے تو لڑائے ہوگے / فیصلہ آج ہی ہوگا سر محفل اپنا

دہ دو اغیار کا تمکو ہے تمہارا مجھکو / شب فرقت مین کرو مجھکو بھی شامل اپنا

ایسا تڑپا کہ نہ خاک بنا یا دفن / کر چکا اپنو ٹھکانا ترا بسمل اپنا

انتظار شب وعدہ نے نبائی دم پہ / موت آتی نہین اور بچنا ہے مشکل اپنا

ستم ایجاد تھکے جور و جفائین کرکے / کون دنیا مین رہا مرد مقابل اپنا

کیسی کٹتی ہین شب ہجر بلا کی راتین / مجھہ سے پوچھو نہ مرا دیکھہ لو تم دل اپنا

کب وہ سنتے ہین کسے اہل غرض کی ذاکر
تم سناتے ہو عبث آن کے نادل اپنا

وعدہ عدو سے وصل کا پہر صبح دم ہوا / ایجاد تجھہ اور ستم پر ستم ہوا

انکار وصل ہی سے نہ تجھہ پر ستم ہوا / وعدہ کیا نہ آئے یہہ کیا اس سے کم ہوا

وہ وصل کیا جو وصل مین فرقت کا غم ہوا / شام نشاط مین بھی سحر کا الم ہوا

الفت کا کچھہ مزا تہا کہ رہتی تھی چھیڑ چھاڑ / مرنے سے غیر کے بہی ہمین تو الم ہوا

اچھا تھا وہ خیال خودی کا کہ ہوش تہا / گذرا خودی سے مین تو فنا فی الصنم ہوا

وہ آئے جب وعدہ تو موت آگئی ہمیں — صد حیف ایسے وقت میں کیوں دم ختم ہوا

ہم کو تمہارے وعدہ نے برباد کر دیا — آسان تھا ایک مرنا سو وہ بھی اہم ہوا

عیسیٰ سے بھی ہوا نہ مرے درد کا علاج — الٹا بھی اُس نے درد کو پھر بھی نہ کم ہوا

جلوہ فگن تھا یار جب آپے میں میں نہ تھا — آپے میں آیا میں تو غرورِ صنم ہوا

زخموں نے تیغ یار کے گلزار کر دیا — سینہ ہمارا رو کش باغ ارم ہوا

ناصح ہیں آپ یا کوئی پیغام لائے ہیں — حضرت کا آج کہئے کدھر سے کرم ہوا

تیری ادائیں قہر تری چال فتنہ زا — ہے ناز کونسا جو قیامت سے کم ہوا

مٹتے رہے بتوں پہ سدا جان و مال سے — ہستی ہماری واسطے ملکِ عدم ہوا

مطلب ہے جبہہ سائی سے اِس سے غرض نہیں — گرجا ہوا کہ دیر ہوا یا حرم ہوا

ذاکر زمین سے سیکو فلک پہ نہ جاؤ تم — جس نے کہ سر اٹھایا وہ آخر کو خم ہوا

دیدار سے صنم کے جو رفع الم ہوا — اے دل تو خوش نہو یہہ تو ہے حق میں سم ہوا

جلوہ دیا بتوں نے خدائی کا واعظا — موسیٰ کو طور تھا مجھے بیت الصنم ہوا

قسمت کا اپنے پھیر ہے کیا اس میں آپ کا — تجھے وفا کی غیر سے مجھپر ستم ہوا

آتا نہ آئے وہ نہ سہی شغل میں رہے — کیا موت کا بھی ہجر میں آنا قسم ہوا

دل تم کو دیدیا تھا سزا اوسکی یہہ ملی — جو کچھ ستم ہوا وہ مرے حق میں کم ہوا

الفت بتوں کی سمجھے تھے ہم ایک دل لگی — آسان تھا پہلے کام وہ آخر اہم ہوا

الطاف تھا کرم تھا عنایت کی تھی نظر — اُن کا ہمیشہ قہر بھی مجھپر کرم ہوا

ملتے تھے گاہ گاہ نہ کرتے تھے وہ حجاب — چاہت کا نام لب پہ جو آیا ستم ہوا

ذاکر یہہ شوخیاں بھی ستمگر کی دیکھنا
نامہ پہ غیر کے پتہ میرا رقم ہوا

بیکسی میں سچ تو یوں ہے کون کسکا ہو گیا — دل تھا اک پہلو میں وہ بھی دلربا کا ہو گیا

اضطرابِ دل کا اک عالم مین چرچا ہوگیا
مین بھی رسوا ہوگیا اور وہ بھی رسوا ہوگیا

عاشقون کا تیرے در پر اب تو میلا ہوگیا
عشقبازی کیا ہوئی گویا تماشا ہوگیا

کیا شعاعِ حسن تھی بیتاب دل کو کر گئی
تیر نظارہ حریف طور و موسیٰ ہوگیا

مجھہ مریضِ عشق کا کرنے نہ آئے مین علاج
تو طبیبون کی خبر ان کو بھی سودا ہوگیا

آنکھون آنکھون مین اڑایا دل کسی صیاد نے
تھا ابھی پہلو مین دل ملتا نہین کیا ہوگیا

تم نہ آئے پر نہ آئے زندگی آخر ہوئی
یہان قیامت آگئی ہنگامہ برپا ہوگیا

ہجر مین اٹھنا ہے مشکل ضعف سے چلنا محال
تیرِ جانان تک ہمین دشوار جانا ہوگیا

یہہ نشانی قتل کی قاتل رہیگی تا بحشر
خون میرا جو جبین پر تیرے قشقا ہوگیا

کٹ گیا سر عشق مین اچھا ہوا اچھا ہوا
تھا وبالِ دوش اپنا دوش ہلکا ہوگیا

کیون تڑپتا نیم بسمل مجھکو چھوڑا آپ نے
دشمنون کو میرا مرنا اک تماشا ہوگیا

آچکی تھی موت لیکن وقت پر تم آگئے
ڈوبتی کو ایک تنکے کا سہارا ہوگیا

ناز سے مارا کسی کو بات سے زندہ کیا
یار بھی جان آفرین رشکِ مسیحا ہوگیا

طے ہوئی سب لن ترانی وہ جو آئے بے نقاب
اہلِ تقوی سن ہوئے ناصح کو سکتا ہوگیا

سخت جانی اپنی آخر رنگ لائے دیکھنا
پھر گیا خنجر کا مونہہ قاتل کو کھٹکا ہوگیا

نیم جان پہلے تھا ذاکر اب ہوی فرقت نصیب
اونکے کو ٹہلنے کا اک بہانا ہوگیا

دکھلاؤن کس طرح مین تمہین زخم جگر کا
آسیب نہ پہونچے مجھے کھٹکا ہے نظر کا

کیا شکوہ اعدا مین شب وصل گنوائی
بیخود رہے ایسے کہ ہوا وقت سحر کا

کیا معنئ باریک سے تھے جو ملکِ عدم تک
مضمون نملا مجھکو کہین تیری کمر کا

ہے راحتِ جان مجھکو ترا دستِ حنائی
مر جاؤنگا سینہ سے مری ہاتھ نسرکا

سو بار ترے وعدۂ فردا پہ یقین آئے
پر میری شبِ تار مین کیا کام سحر کا

دشمن پہ وہ مرتے ہین یہہ کہدے کوئی ذاکر
دیکھیے کوئی پھر لطف مرے دیدۂ تر کا

مین اگر ابروے جانان پہ نہ مائل ہوتا
تیغ بیداد سے بسمل نہ مرا دل ہوتا

کہتا کس ناز سے محشر مین ہے مجھسے وہ شوخ
کیا مزا ہوتا اگر مین ترا قاتل ہوتا

کچھ حقیقت تری کھلتی مہ کامل شب کو
پردۂ زلف جو اُس رخ پہ نہ حایل ہوتا

کاش مین ہوتا گرانبارئے غمسے مجبور
بیٹھہ کر اٹھنا در یار سے مشکل ہوتا

محو کرتا تھا ب مجھے بادۂ الفت ایسا
حشر تک اپنی مین ہستی ھی سے غافل ہوتا

ایسا مین مضطر و بیتاب نہوتا ذاکر
گر نہ پہلو مین مرے یہہ دل بسمل ہوتا

گر کسی پر تو مبتلا ہوتا
مری الفت کا جب مزا ہوتا

گرم جولان جو پر جفا ہوتا
میرا خاکا اڑا دیا ہوتا

اُسکے در تک ضرور ہی جاتا
میرا نالہ اگر رسا ہوتا

تمسا ظالم نہ چھوڑتا مجھکو
دل کا حاصل جو مدعا ہوتا

تب ہجران سے تھا یہی بہتر
اونکی صورت پہ مین فدا ہوتا

اک نظر دیکھتے وہ غرفہ سے
کاش مین قتل بے خطا ہوتا

سایہ ہوتا جو اُس سہی قد کا
پھر تو اکدم نہ مین جدا ہوتا

مفلسی تھی اگر مقدر مین
تیرے کوچہ کا مین گدا ہوتا

زندگی ہوتی گر مقدر مین
کیون مرض مجھکو لا دوا ہوتا

خود وہ آجاتے خوامخواہ ذاکر
بخت تیرا اگر رسا ہوتا

موت آتی نہ دم قتل تو احسان ہوتا
آخری وقت تو نظارۂ جانان ہوتا

کب میسر مجھے یہہ رنج کا ساماں ہوتا
دل نہ دیتا جو تمہین سخت پشیمان ہوتا

وہ قیامت مین تو شرمندۂ احسان ہوتا
خوب ہوتا جو مرے خون مین افشان ہوتا

درد دل کا نہ اگر سینہ مین ساماں ہوتا
دلمین کیا جانیئے کیا کیا مرے ارمان ہوتا

ناتوانی سے لیا ورنہ ابھی وحشت کو تو ہون
کاش گہر ہی مین مرے کوئی بیابان ہوتا

تنگدستی سے گیا ہائے مرا وحشت کا
چاک کرنے کو نہ تار و نہ گریبان ہوتا

کسی صورت سے تو سوز تپ غم کچہہ جاتی
ہجر مین اُنکے نہ کسطرح مین گریان ہوتا

گر تصور مین بھی وہ آ کے لپٹتا ہم سے
زلف کو دیکھہ کے مین اور پریشان ہوتا

قتل کا میرے کیا غیر سے ناحق شورہ
مین تو ایک ترچھی نظر پر ترے قربان ہوتا

پیشکش کے لئے تہا جان و دل اپنا ذاکر
مرے گہر آکے جو دم بہر بھی وہ مہمان ہوتا

گر بزم یار سے وہ اٹھایا اٹھجائیگا
مجھہ سے عدو کے سامنے آیا نجائیگا

گر ہاتھہ اسنے ہجر مین کہا جاؤن نیش تک
کیا غم سے یہہ سوا ہے کہ کہا یا نجائیگا

ڈرتا ہون بہیجتے ہوے قاصد کو اُسکی
جاکر گلی مین اُسکے پہر آیا نجائیگا

بار غم فراق کا صدمہ کسی طرح
اِس لاغری مین ہم سے اٹھایا نجائیگا

یہہ لن ترانیان جو ہین الفت کی بوالہوس
ہو امتحان تو موںہہ بھی دیکھایا نجائیگا

بولے عدو بھی حال کو ذاکر کے دیکھکر
یہہ درد دل کسی سے اوٹھایا نجائیگا

اچھا کیا انہون نے جو مجھکو برا کہا
قاصد تجھے خدا کی قسم تو نے کیا کہا

مرنے کے بعد مجھپہ اُنہے رحم آگیا
آکر جنازہ پر مرے بخشے خدا کہا

خنجر بکف ہین چین بجبین ہین بعد عتاب
اتنی سی بات پر کہ انہین بیوفا کہا

فرقت مین مجھکو نیند نہ آئی تمام رات
آئی نہ موت بھی اُسے گویا رہا کہا

دل عشاق کو آرام کہاں ملتا ہے
چین ذاکر کو تہ قبر میں کیونکر آیا

لطف کیا یا دم نظارہ قاتل آیا
قتل کرنے کو جو وہ جانب بسمل آیا

ضبط افغان سے یہ حالت ہے کہ شب ہجر تڑپا
جگر آیا کبھی لب تک تو کبھی دل آیا

خال رخ پر نہیں پیدا ہے تیرا سا ...
مگر ایسی شکل سے یہاں ... آیا

آیا ہمراہ رقیبوں کے جنازہ پہ مرے
لو مسیحا ملک الموت کے شامل آیا

اپنی وحشت کی یہ شہرت ہے کہ مجنوں ...
دیکھنے کیلئے مجھکو کئی منزل آیا

کل تو یہاں پند و نصیحت کو ... آیا
آج کس شوخ پہ حضرت کا کہو دل آیا

کچھ مجھی پر نہیں گذرا یہ فقط اے ذاکر
جو گیا کوچہ میں اسکے وہی بسمل آیا

غیر سے کیوں مرا شکوہ کیا
خود تمھیں نے آپ کو رسوا کیا

تیرے یہاں آنکا شب اسے گذرا
غیر نے ہر ایک جا چرچا کیا

مری صورت دیکھکر کہنے لگے
تیری صورت نے مجھے رسوا کیا

قتل کو میرے وہ آکر رہ گئے
کچھ اشارہ غیر نے ایسا کیا

ہم نہ اٹھے اسکے در سے ...
اپنا مدفن ہمنے یوں پیدا کیا

شب کو وہ سوئے یہاں میں ...
اضطراب دل سے منہ دیکھا کیا

مر گئے پھر بھی نہ چھوٹے ... سے
قبر پر وہ غیر کو لایا کیا

دیکھ لیجو اپنی حالت اے فلک
میں نے فرقت میں اگر نالہ کیا

درد تجھ سے بچ گیا اچھا ہوا
قتل ذاکر کو کیا اچھا کیا

نہ چہرہ پہ زلفوں کو وا کیجئے گا
پریشان نہ مجھکو سوا کیجئے گا

وفا کی عوض گر جفا کیجئے گا
برا کیجئے کا برا کیجئے گا

شب وصل ہے اور ہیں نیم جان ہم
عدو کا نہ کچھ تذکرہ کیجئے گا

مجھے امتحان اپنا منظور ہے آہ
ستم کم ہے جتنا سوا کیجئے گا

پشیمان ہو مرے قتل سے آپ ہونگے
مرے بعد کس پر جفا کیجئے گا

[illegible] اچھا نہیں
مجھے بھی کہیں سے وفا کیجئے گا

یہاں آ گئے اب وہ [illegible]
مرے بعد پھر آکے کیا کیجئے گا

بہت کہنے کی باتیں ہیں پیار کی گر
عدو پر ستم آپ کیا کیجئے گا

جو شکوہ کیا ہو تو شاید کہیں پھر
کوئی حشر تازہ بپا کیجئے گا

مرے بعد احوال میرا کسی سے
بہت دلچسپ قصہ سنا کیجئے گا

وہ آتے ہیں [illegible] مبارک
گئے شکر کا سجدہ ادا کیجئے گا

گرد سر میں ہے رنگ بھی انقلاب کا
خود شیخ دیگا فتوی حلت شراب کا

پھکا فلک پہ رنگ ہے کیوں آفتاب کا
کیا پردہ اٹھ گیا ہے کسی کے نقاب کا

ابرو کے نیچے چشم سیہ مست دیکھنا
ہے طاق میں کہاں ہو شیشہ شراب کا

واماندہ آبلوں سے پھر آیا کیا مجھے
عالم دکھا رہے ہیں یہ چشم پر آب کا

پیری میں اب خدا نظر آیا مجھے تو
جب میکدہ میں کھو دیا عالم شباب کا

ہوں کشتہ چشم مست و خماری یار کا
تربت پہ رکھ جائیے شیشہ شراب کا

وہ ناتوان ہوں میں کہ مرے سینے [illegible]
کافی ہے ہاتھ آئے جو گنبد حباب کا

وہاں پاس رقیب بھی ملنا محال ہے
یہاں منتظر عبث ہوں میں خط کے جواب کا

مرے شفیع میرے رسالت پناہ ہیں
ذاکر نہیں ہے غم مجھے روز حساب کا

آج افسردہ تجھے کیون اے دل نالان دیکھا
ہم نے وہ رشک دہ یوسف کنعان دیکھا
بال و پر کھولے نہ تجھے بیچ و تاب گرفتار قفس
جوش وحشت ہے قربان ہون ہم تجھکو
شکر اللہ کہ اس بت کو جفا پر اپنے

شاید اس زلف کو پھر تو نے پریشان دیکھا
کچہ خجالت زدہ جس سے مہ تابان دیکھا
کبھی چہچہے نہ قفس ... گلستان دیکھا
کو تماشے ... سامان دیکھا
کچہ خجالت زدہ شرمندہ پشیمان دیکھا

شکوہ تجھکو شب فرقت کا تھا ذاکر
ہم نے تو وصل مین بھی تجھکو پریشان دیکھا

کیا یہ نیم نگاہ اوسنے فیصلہ دل کا
شب وصال بھی ذکر عدو رہا تم کو
قفس مین بند ہون مین ورنہ عدو صبا
انہین تو کھیل ہے دل لینا اور مکر جانا

رہا یہہ کام ہوا حسب مدعا دل کا
نہ پوچھا حال نہ کچھ ماجرا سنا دل کا
الٰہی کس سے کہون جا کے ماجرا دل کا
کوئی کرے تو کرے کیا معاملہ دل کا

تمھین سے دیکھئے ذاکر یہان ہے کیونکر
ہوا ہے حشر پہ موعود فیصلہ دل کا

روز اک جور نیا مجھپہ تو ایجاد رہا
جب نکیرین نے تربت مین کیا مجھسے سوال
ہون وہ لاغر کہ مجھے دیکھ کے قاتل بولا
وصل مین بھی نگیا دل سے خیال شب غم
بعد مرگ اوسنے کہا ہنسکے جنازہ پہ مرے
وعدہ قتل تھا لیکن نہ یقین تھا مجھکو
دل مین تھا وہ زر جزا وعدے دل نقش کردن یا
روتے روتے نہ رہا تن مین مرے خون باقی

عہد کے واسطے کوئی نہ ستم یاد رہا
مجھکو خبر نام صنم اور نہ کچھ یاد رہا
یہہ نہ شایان دم خنجر جلاد رہا
شاد اک دن بھی نہ میرا دل ناشاد رہا
گلشن دہر مین یہہ بھی عجب آزاد رہا
للہ الحمد کہ مقتل مین اوسے یاد رہا
دیکھتے ہی اوسے کچھ بھی مجھے یاد رہا
تجھسے شرمندہ مین اے نشتر فصاد رہا

وہ ستمکش ہون کہ لایا نہ زبان پر شکوہ
ہون وہ بلبل کہ مرے زمزمہ پردازی سے

شکر کرتا رہا اور طالب بیداد رہا
خود گرفتار مرے دام مین صیاد رہا

کس طرح مشق سخن ہو سکے مجھسے ذاکر
عمر بھر دہر مین مین ناخوش و ناشاد رہا

یہہ امتحان کا ہے وقت اے دل شکیب رکھنا کبھی نکرنا
ستم اٹھانا جفا بھی سہنا زبان سے شکوہ کبھی نکرنا

تمہین نہین ہو جہان مین دلبر یہان مین تمسے ہزار بہتر
کبھو دکھا دون تمہین بلا کر تم اپنے دل مین غرور ہی نکرنا

سنا ہے آئینکا اسکے فردہ ذرا تو دم لیلو تم شینو
کہ آکے مقتل پہ پھر سجا سے وہ دفن مجھکو ابھی نکرنا

نہین یہہ طاقت کہ غم اٹھاؤن اب ایسا مین ناتوان ہون
بلا سے چھوٹون مین اس بلا سے ستم مین اب تم کمی نکرنا

دکھایا مین نے جو حال ابتر کہ رحم فرمائین مجھہ پہ شاید
وہ ہنسکے کہتے ہین تم محبت کسی سے دیکھو کبھی نکرنا

اٹھایا ہم نے وہ بار الفت جو اٹھہ سکا تھا نہ آسمان سے
مین لاؤن خاطر مین کیا ستم کو تم اسمین ہرگز کمی نکرنا

وہی ہے کعبہ مین جلوہ فرما وہی ہے بیت الصنم کی زینت
یہہ عین ایمان ہے اپنا ناصح بس اسمین ہرگز دوئی نکرنا

سنی حقیقت یہہ تو نے زاہد بنا ہے عشق مجاز زینہ
یہہ بت پرستی ہے حق پرستی کچھہ اسمین نادان کبھی نکرنا

یہی ہے اخلاق عام ذاکر یہی شرافت کا ہے تقاضا
کہ ہو جو دشمن بھی کوئی اپنا تو اس سے ہرگز بدی نکرنا

جرم پر عشق کے تھا قتل بھی کرنا الٹا
اسپہ محشر مین ہے تکلیف کا دعوی الٹا

خیر ہے پیر مغان آج یہہ حالت کیا ہے
خم پہ خم اوندھے ہین اور ساغر و مینا الٹا

غش ہوا دیکھہ کے مجنون نہ رہی جان باقی
تو نے محمل کا جو پردہ کہین لیلا الٹا

کیا سناؤن دل آشفتہ کی وحشت ناصح
جا کے کعبہ سے پھر آیا مین کلیسا الٹا

دور مے پہونچا جو مجھہ تک تو دیا ساقی نے
دیکھکر میری طرف ساغر صہبا الٹا

غش بھی دشمن تھا مرا جاتے ہی سوتا مجھکو
پھر گیا گھر سے مرے وہ ستم آرا الٹا

یہہ وہ بیماری ہے جسکا نہین خبر گر علاج
کچھہ اگر سمجھے تو سمجھینگے مسیحا الٹا

وائے قسمت کہ ہوا یہہ بھی کچھہ اپنا دشمن
جاکے قاصد نے کہا حال جوا لٹا الٹا

جس کی فرقت مین ہم اس حال کو پہونچے ذاکر
دشمن جان ہے وہی شوخ ہمارا الٹا

حال دل انکو سنائین کیا کیا
کیا کہین اور چھپائین کیا کیا

ہوکے تنگ اہل محلہ مجھہ سے
دیتے ہین مجھکو دعائین کیا کیا

جوش وحشت مین نہ پوچھہ اے ناصح
چاک کین ہم نے قبائین کیا کیا

کچھہ تو انصاف کر اے نا انصاف
ہم نے جھیلی ہین جفائین کیا کیا

دیکھا اچھا نہ کسی دن دل کو
کی ہین ہرچند دوائین کیا کیا

دل جگر سینہ و پہلو یارب
اوسکی مژگان سے بچائین کیا کیا

لخت دل خون جگر الفت مین
ہم کو ملتی ہین غذائین کیا کیا

دوست اپنا وہ اگر ہوجائے
ہم بھی غیرون کو جلائین کیا کیا

کاش ہوجائے فلک ہی اپنا
بحظ عیش اڑائین کیا کیا

چاک دل زخم جگر چشم پر آب
اوس ستمگر کو دکھائین کیا کیا

شب فرقت مین فلک سے ہم پر
ہوتی نازل ہین بلائین کیا کیا

بھلے سے اپنا ہوا وہ ذاکر
ہم نے کین اوس سے وفائین کیا کیا

معلوم آہ کچھہ نہین ہوتا کہ کیا ہوا
قاصد کچھہ آج آتا ہے مجھہ سے پھرا ہوا

قاتل کا سر جو شرم سے دیکھا جھکا ہوا
محشر مین کرکے دعوئ خون غم سوا ہوا

کچھہ کہہ دیا تھا غیر نے شکوہ گر نہ کیون
وہ مجھہ سے بات بات پہ ایسا خفا ہوا

تجھکو زمین دکھائون گا اے چرخ کینہ ور
نالہ مرا جو کوئی کسی دن رسا ہوا

سنکر شکایت ستم و جور یہہ کیا
جو کچھہ ہوا ہماری طرف سے بجا ہوا

صبر و شکیب طاقت و آرام لے چلے
اک دل رہا ہے سینہ مین وہ بھی جلا ہوا

جاتے ہین آج غیر کے گھر وہ ہزار حیف
لا کھینچ اونکو خدا یہ دل تجھکو کیا ہوا

تھا خوف بدگمانئے قاتل جو روز وصل
مونہہ سے نہ میرے شکر بھی نکلا ادا ہوا

الٹی سمجھ کا ہو نہین سکتا ہے کچھہ علاج
شکر ستم کیا ہے تو وہ ہی گلا ہوا

کس سے برائیان کہون قسمت کی ہمدمو
دربان جو اوسکا دوست بنا وہ خفا ہوا

پھیلائے پانون جوش جنون نے یہان ہین
جو پائے خار پاؤن کا ہر آبلہ ہوا

کیا پوچھتے ہو چارہ گرو درد دل کا حال
جتنا کیا علاج یہہ اولٹا سوا ہوا

کچھہ تو کھنچا ہوا ہے وہ مجھہ سے وگرنہ کیون
رہتا ہے اوسکے ہاتھہ مین خنجر کھنچا ہوا

تجھکو قسم ہے خنجر جلاد دیکھنا
رکھیو مرے گلے کا نہ تسمہ لگا ہوا

خاطر مین بو بھی ہے کچھہ ایسی کہ دوستو
نقشہ بھی اوسکا رہتا ہے مجھسے کھنچا ہوا

بگڑے وہ بات بات پہ کیسے تمام دن
روز وصال بھی مجھے روز جزا ہوا

تھا جذب اشتیاق زلیخا کا واقعی
کنعان سے آیا مصر مین یوسف کھنچا ہوا

کوئے صنم کو چھوڑ کے کعبہ کی راہ لے
ذاکر تمہارے حال پہ فضل خدا ہوا

مستعد قتل پہ کس دن نہ وہ جلاد ہوا
کون سے روز نہ مجھہ پر ستم ایجاد ہوا

تیغ قاتل مین پڑے سوز جگر سے چھالے
تشنہ لب خون سے مرے نشتر فصاد ہوا

اک جدائی کو شب و روز مین روؤن کیا کیا
تاب نظارہ کہان جب وہ پریزاد ہوا

شب خلوت بھی انہین ذکر رقیبون کا رہا
شب وصلت بھی نہ مین شک سے دل شاد ہوا

کیا تغافل کی کرون انکے شکایت ذاکر
اپنا دل اپنے لئے ہم کو تو ناشاد ہوا

اس شوخ فتنہ زا نے یہہ قصہ بڑھا دیا
مین مر رہا تھا ہجر مین آکر جلا دیا

تاب و توان و صبر و سکون سارے چلدے
اک درد رہگیا وہی جو تھا خدا دیا

زخم جگر پہ آکے نمک سا چھڑک گئے
اُن شور شون نے ہجر مین کیا کیا مزا دیا

نقش قدم نے اونکی گلی مین رقیب کے
کن حسرتون سے خاک مین ہمکو ملا دیا

وعدہ کے دن گذر گئے آئے مگر نہ وہ
کیا جانے کیا رقیب نے انکو پڑھا دیا

ق

مین نے کہا کہ اتنو بہت دن سے آپ نے
اس دور افتادہ کو دل سے بھلا دیا

تم اُس بت شریر کی شوخی تو دیکھنا
سر کو جھکایا اور انگوٹھا ہلا دیا

بجلی گرے گی جان پہ لاکھون کے بیگمان
وہ شوخ برق وش جو کبھی مسکرا دیا

ہے دل کے اضطراب سے ذاکر کا حال غیر
اسوقت کام کچھ بھی نہ آیا لیا دیا

چلی

سینہ سے جو تڑپ کے یکایک جگر گیا
شاید خیال غیر مین وہ سیمبر گیا

اچھا نہ تھا کہ ضد تھی مجھے بات بات پر
گذری نہ رات ہجر کی اور دن گذر گیا

مرنے کا اپنے غم نہین ہمکو کہے گئے خلق
یہہ شخص بیگناہ تغافل سے مر گیا

وعدہ کی شب کو آکے وہ گھر سے چلا گئے
اے بخت نارسا ترا اُن پر اثر گیا

جیتا خیال وصل مین مین حشر تک مگر
رشک عدو ابھی سے مرا کام کر گیا

اے چارہ گر علاج اطبا سے فائدہ
اُن کا مریض عشق مسیحا سے مر گیا

اے چرخ فتنہ ساز بلا اسمین کیا تجھے
یہان تیرے ایک جور مین لخت جگر گیا

فکر معاش عشق بتان کا معاد ہے
خانہ خراب وہ ہے جو اس سے گذر گیا

کوئے عدو مین نقش قدم آپ کے نہین
ذاکر سا سر کے بل کوئی آشفتہ سر گیا

جور و جفا و ظلم دکھائے تو کیا ہوا
دل مین عدو کے تم جو سمائے تو کیا ہوا

تم آسکے اور نہ موت ہی آئی ہزار حیف
صدمے شب فراق اٹھائے تو کیا ہوا

تکلیف زندگی سے تو باری ملی نجات
تم دیکھنے کو میرے نہ آئے تو کیا ہوا

پیدا ہوا نہ چاہنے والا کہین تمہین
لاکھون ہے بوالہوس جو بنائے تو کیا ہوا

ذاکر ملین گے خلد مین حورین ہزارہا
یہان لطف زندگی کی نہ پاے تو کیا ہوا

روے قمر کو آج تو بے نور کر دیا
رخ سے نقاب یار نے جو دور کر دیا

گو مجھکو تیرے عشق نے رنجور کر دیا
پر شکر ہے کہ تجھکو تو مشہور کر دیا

توحید نے جہان کو معمور کر دیا
کثرت کا تھا جو پردہ اُسے دور کر دیا

افسوس دلمین یار کے تاثیر تک نکی
وہ آہ جس نے سینہ مین ناسور کر دیا

جوشِ جنون کا قیس کے ہم کو گلا نہین
صبر و سکون سے عشق نے معذور کر دیا

روزِ فراقِ یار قیامت سے کم نہین
یہان دن کو بخت نے شبِ دیجور کر دیا

میرے شبِ وصال ہوا غیار کیلئے
جور فلک نے اتنو جگر چور کر دیا

ہر دم کے تیرے ناز نے اور میرے ضعف نے
مجھکو دردِ فراق یہ ناسور کر دیا

گم نام مین رہا تو فلک سے رہی نجات
اتنو تنون کی چاہ نے مشہور کر دیا

مرتا شبِ فراق مین ہرگز نہ مین کبھی
تیری خوشی نے یہ مجھے مجبور کر دیا

دن رات خوابِ ناز مین سوتے ہو بے خبر
ذاکر یہ کس کے جلوہ نے مسرور کر دیا

کہتے کہتے سوچ کر کچھ دلمین دلبر رہ گیا
مدعا تھا قتل کا شاید یہ سمجھکر رہ گیا

اُف رے سوز آہ باقی دلمین اک قطرہ نہین
تشنہ لب خون سے مرے قاتل کا خنجر رہ گیا

دیکھنے کو حال میرا کب وہ آئے دیکھنا
آتشِ ہجران سے جب مین آہ جلکر رہ گیا

غیر کے کہنے سے چھوڑا اقدر الفت کی نکی
داغ یہ دل مین ہمارے او ستمگر رہ گیا

آتشِ فرقت سے جلکر چارہ ساز و دل کہان
جاے دل سینہ مین اپنے ایک اخگر رہ گیا

سیر گل کو کیا چمن مین کوئی گلرو آ گیا
سرو کو سکتہ ہوا شمشاد ششدر رہ گیا

کاکل پیچان سے چھوٹا دل رنجدان مین پھنسا
صورت گرداب الٹ قسمت کا چکر رہگیا

سوز غم سے حال اپنا ابتو ایسا ہو گیا
جس نے دیکھا ہم کو ڈاکر آہ بھر کر رہ گیا

یہان ازل ہی سے دل خراب ملا
ہجر کا یار کے عذاب ملا

چشم گریان سحاب رحمت سے
برق سے ہم کو اضطراب ملا

شب ہجران سیاہ بختی سے
زلف سے دل کو پیچ و تاب ملا

عشق نے مجھکو کر دیا مجنون
تم کو لیلا کا جب خطاب ملا

ذبح ہونے مین سخت جانی سے
مزہ الفت کا بے حساب ملا

پاک قصہ کیا جو بسمل کا
تم کو دارین کا ثواب ملا

حشر مین اے خدا انو ڈاکر کو
اس ستمگر سے بے نقاب ملا

ردیف بائے

آپکا وعدہ کرتے ہو کیون بار بار اب
کرنا ہے موت سے مجھے کیا شرمسار اب

کرتے وہ وعدہ آپکا ہر گز نہ اس طرح
جینے کا میرے ہوتا اگر اعتبار اب

جور فلک سے ہم یہ تو آہون کے زور سے
بنیاد اوسکی توڑ دینگے ہم خاکسار اب

رندانہ بزم ہے یہان واعظ سدھارئیے
دستار ہو نہ جائیے کہین تار تار اب

مدت سے تھی وصال کی ہم کو تو آرزو
کرتے ہین رنج مرگ کا کیون غمگسار اب

بعد فنا بھی اپنا ٹھکانا مین کر چکا
تیری گلی سے جائے کہان جان نثار اب

ہر دم بہار ابر ہے رحمت کا زور ہے
ملکر خوشی کرینگے بہت بادہ خوار اب

ناصح یہ سب نصایح و تقوی دہر مین
آجائے سامنے سے جو وہ گلعذار اب

انکی شب فراق نے نازک بنا دیا
عاشق کو ضعف سے رگ گل بھی ہے خار اب

زلف دوتا کو کھولکے بیٹھے سے مین لائے دل
سمجھے کہ نکلا ہاتھ سے میرے شکار اب

کافر کی کیا نظر ہے کہ جس سے نظر ملی
سونچا کہ ہم نے مار لیا یہہ شکار اب

ذاکر بتاؤ کس بت کافر کو دل دیا
تھامے جگر کو پھرتے ہو کیون بیقرار اب

شکوہ تاب و توان کا کیا صاحب
دل ہی پہلو سے یہان چلا صاحب

غیر سے تم کرو وفا صاحب
خاک مین مجھکو دو ملا صاحب

بخت ہے اپنا نارسا صاحب
غیر کا اس مین کیا گلا صاحب

مجھہ سے واعظ عبث بگڑتے ہو
مین نے حضرت کا کیا کیا صاحب

دیکھکر غیر کو ہوے بیخود
تم تھے کہنے کو پارسا صاحب

قطعہ
کرکے دعوی یہان تھے آئے مسیح
نا کرین میری کچھہ دوا صاحب

کچھہ نہ بن آئے چل دیے آخر
نام جب آپ کا سنا صاحب

قطعہ
تیرے قدمون سے عرش کو عزت
انبیا تجھہ ہین فدا صاحب

صنعت حق پہ ہین نثار ہون جب
کیون نہ راضی ہو پھر خدا صاحب

آرزو ہے کہ اب تو ذاکر کا
تیرے در پر ہو خاتمہ صاحب

تم کہو غیر کو برا صاحب
اس مین تقصیر میری کیا صاحب

بوجھہ مونہہ پر نقاب کا رکھنا
کونسی اس مین ہے ادا صاحب

مرگئے ہم تمہاری فرقت مین
فیصلہ آج ہو گیا صاحب

کیون رکے ہو خفا نہین ہو اگر
کچھہ تو فرمائیے بھلا صاحب

ظلم کرتے ہو مجھہ پہ حشر کو تم
دوگے حق کو جواب کیا صاحب

گر کہون حال دل تو کہتے ہین
سن چکے ہم بھلا بھلا صاحب

قطعہ
مجھہ سے احوال شیرین و فرہاد
سنکے پوچھا یہہ کیا کہا صاحب

آئینہ لیکے ہاتھ مین دیکھو
شیرین ایسی تھی کیا بھلا صاحب

کہتے ہین لوگ مرگیب ذاکر
تم نے بھی حال کچھہ سنا صاحب

آشیان پر کر رہی ہے ہائے ہائے عندلیب | گوش گل تک کوئی پہونچا نوائے عندلیب

قطعہ

ایک اہل درد نے سنسان جو دیکھا قفس | یون کہا آتی نہین ہے کیون صدائے عندلیب
بال و پر دو تین دکھلا کر کہا صیاد نے | یہہ نشانی رہگئی ہے اب بجائے عندلیب

باغبان سے پوچھتے ہین چھیڑنیکو وہ مگر | جور صیاد اور جفائے گل وفائے عندلیب
ڈال کر کنج قفس مین حکم ہے صیاد کا | روز اک قصہ نیا ہم کو سنائے عندلیب
یہہ اگر مرجائے تو ہوجائے اسکی زندگی | مرگ صیاد ستمگر ہے دوائے عندلیب
فصل گل تو ہو چکی باد خزان چلنے لگی | باغبان اب کیون تری منت اٹھائے عندلیب
تو وہ ہے گلزار خوبی جو کبھی دیکھے تجھے | اپنے خاطر مین کبھی گل کو نہ لائے عندلیب
گلشن عالم کی ذاکر اسقدر بگڑی ہوا | زاغ بھی کرنے لگے نغمہ بجائے عندلیب

روز زلفون کو یہہ بنانا خوب | دل کا تم نے کیا نشانا خوب
کہین تم پر بھی کچھہ نہ بن جائے | دل جلون کا نہین جلانا خوب
خاک چھانی ہے دل نے تیرے لئے | خاک مین اسکو تم ملانا خوب
وصل انکا نہین وصال تو ہے | اپنا ہوجائیگا ٹھکانا خوب
درد سر وصل مین کیا ظاہر | چل گیا ان کا یہہ بہانا خوب
ترچھی نظرون سے پائمال ہوا | نیچے نظرون مین دل چرانا خوب
تیرے مرنیکی جب سنی ذاکر | بولے عاشق تھا یہہ پرانا خوب

ردیف بائے فارسی

اغیار بوالہوس کے نہ اٹھیئے بر سے آپ | ڈرتے نہین ہماری فغان کے اثر سے آپ
فکر وصال غیر ہے روتے ہین باربار | ہردم نہاتے رہتے ہین آب گہر سے آپ

راہِ صنم مین خوب ہوا کام آگیا
اے جذبِ دل دکھایا مجھے اتنا ایک روز
مانع ہمارے قتل کو دہان ہے جو ناز کی
تو یہ ہے لب پہ کا ہیکو روتے ہو کس لئے
کوچہ سے آپکے نہ اوٹھون گا کسیطرح
ذاکر ہزار شکر خدا نے اوٹھا لیا

ہزار ہو رہے تھے یہان اپنے سر آپ
گھبرا کے روز ہجر دہ آجائین گہر سے آپ
پھوڑینگے سر کو ہم کسی دیوار و در سے آپ
ذرا ہمین بتاو کے کس شہر سے آپ
جائینگے بزمِ غیر مین اوٹھ کر کدہر سے آپ
ہی گر گئے خراب بتون کی نظر سے آپ

ردیف تائے

انتظاری تھی دم شماری رات
درد فرقت مین یہان گذاری رات
شب فرقت مین حسرتون کا ہجوم
شب ہجران تڑپ تڑپ کے کٹی
لب پہ آتی تھی جان سو سو بار
شب ہجران خیالِ ابرو سے
کیا شکایت کرون مین اے ہمدم
کیون نہ آنکھون سے خون جاری ہو
تیرے غم مین قرار جانے سے
دل مین اشکے غبار بن کے گئے
سہل نسخہ تہا عمر بہر کرتے
شک سے آنے کی موت کو پہیرا

کیا قیامت رہی ہے ساری رات
عیش مین وہان کٹی تمہاری رات
ہم سے تھے اور تازہ سوگواری رات
سچ ہے بیمار پر ہے بھاری رات
پوچھتے کیا ہو تم ہماری رات
دل پہ چلتی رہی کٹاری رات
گذری جسطرح سے گذاری رات
زخم کہایا ہے دل پہ کاری رات
کیسی کیسی تھی بیقراری رات
آگئی کام خاکساری رات
کام آتی جو آہ و زاری رات
تھی مقدر مین شب شماری رات

تم نے بھی دل دیا کہین ذاکر
اشک تھے آنکھ سے جو جاری رات

لذت جو شورِ شیون کی اٹھائی تمام رات
نالون سے ہم نے دھوم مچائی تمام رات

محفل مین ذکر نیر ہمارا جو آگیا
مجنون کو سنکے نیند نہ آئی تمام رات

کیونکر نہ رشک آے مجھے اپنے بخت پر
غیرون کو عیش ہم کو جدائی تمام رات

ناصح کو عقل آئی کہ مجھکو دمِ اخیر
تصویر اُس صنم کی دکھائی تمام رات

کہتے ہین مرگیا کہین ذاکر یہی دیکھنا
اہلِ عزا نے دھوم مچائی تمام رات

پورا ہوا نہ وعدۂ دلبر تمام رات
گزرا نہ چین سے مجھے دم بھر تمام رات

کیا کیا مصیبتین نہین مجھہ پر تمام دن
کیا کیا قیامتین نہین سر پر تمام رات

اے کاش شام ہی سے غنایت ہو موت کی
دیکھین نہ رنج دوری دلبر تمام رات

آئے وہ میرے گھر مگر آئے تو کیا ہوا
کہولا کئے وہ غیر کے دفتر تمام رات

دستِ عدو حمائل گردن وہان رہے
دل پر یہان چلا کئے خنجر تمام رات

کیا جانے کسکے گھر مین وہ مہمان ہوا کہ آج
بیٹھا رہا ہے غیر مرے گھر تمام رات

بستر پہ گل بچھائے شب وصل غیر وہان
پہلو مین میرے یہان چبھے نشتر تمام رات

تیرا بھی دل کسی پہ ہو مفتون خدا کرے
یہان یہہ دعا رہی ہے ستمگر تمام رات

ذاکر کہان گیا تھا بتا ہم کو بھی پتا
خالی تھا آج کیون ترا بستر تمام رات

ردیف ثائے

رنج کا مجھہ سے کیا ہوا باعث
کچھہ تو فرمایے بھلا باعث

میری رنجش کو خود سمجھہ لیجے
مجھہ سے تم پوچھتے ہو کیا باعث

کرتے ہم ترک عشق اے واعظ
پر کرین کیا کہ ہے وفا باعث

نکلے تم میکدہ سے شب واعظ
کوئی پوشیدہ اسمین تھا باعث

مجھکو وہ پوچھتے قیامت تھی
تھی مقدر مری جوان مرگی

ہوگئی شوخی و ادا باعث
عشق ظاہر میں ہوگیا باعث

مجھکو بخشش کی فکر کیا ذاکر
ہیں شفاعت کے مصطفیٰ باعث

ارمانِ جور ہستی کا باقی رہا عبث
آغاز ہجر میں ہمیں آئی قضا عبث

رشکِ عدو کا ظلم بھی ہر دم کی موت ہے
کوچہ میں میرے آکے وہ یار و رہا عبث

سوزِ تبِ فراق سے باقی رہی نہ خاک
کوچہ سے اونکے آئے یہاں تک صبا عبث

آکر تمہاری بزم میں بیٹھیں شریک حال
رندو نہ شیخ جی کو کہو تم برا عبث

آئی قضا وصال ہوا جائے شکر ہے
مرنے پہ میرے روتے ہیں کیوں آشنا عبث

اونکی جفا و جور سے غیروں کو مونہہ ہوا
دل دیکے ہم نے پائے وفا کی جزا عبث

کوئے عدو میں جانا ملا مجھکو ایک دن
پوچھا کہ مجھہ سے پھرتا ہے تو کیوں خفا عبث

مجھہ پر بھی مثلِ غیر عنایت کی ایک نظر
مرتا ہوں تیرے ہجر میں ظالم کہا عبث

ذاکر ہمیں تو جذبۂ الفت نے کھودیا
اغیار بوالہوس کا بھی طعنہ نہ تھا عبث

ردیف جیم عربی

ہاں اضطراب دل کا تو ہم نے کیا علاج
لیکن تمہاری رنجشِ بیجا کا کیا علاج

پیغامِ قتل سنتے ہی یہاں ہوش آگیا
اچھا مریضِ عشق کا تم نے کیا علاج

رشکِ عدو سے موت کے آنے سے مرگئے
بارِ شبِ فراق کا جلدی ہوا علاج

بانگِ سحر سے وصل کا سارا مزا گیا
ہاتھہ آتا مرغِ صبح تو کرتا برا علاج

دے چین مجھکو یا بُتِ کافر کو رام کر
دل کا ہمارے تجھہ سے ہی ہوگا خدا علاج

اُس مہوش کو لاؤ کسی ڈھب سے دوستو
زخمِ جگر کا کرتے ہو بیفائدہ علاج

اے سوز سینہ دل مین اثر یار کے تو کر
اغیار بوالہوس کا ہی ہوجائیگا علاج

ملتے ھی ہاتھہ چلدیئے آئے مسیح جب
آسان نہین تھا آپ کے بیمار کا علاج

ڈاکر غلط ہے اس مین مسیحا کا کیا قصور
قسمت مین درد اپنے جو لکھا ہو لا علاج

رخ پر نقاب ابر لئے جو قمر ہے آج
شاید کہ بام پر کہین وہ جلوہ گر ہے آج

صد شکر اسقدر تو دعا کا اثر ہے آج
پرسان ہمارے حال کا وہ سیمبر ہے آج

پہلے ہزار بار بھی مانگی نہین ہے کیا
پہر کیون مجھے دعا سے امید اثر ہے آج

مرغ سحر خدا کیلئے رہ ابھی خموش
مہمان ہمارے گہر مین وہ رشک قمر ہے آج

کچھہ حرف مدعا مرے مکتوب مین نہ تہا
کیا ہے جو بدحواس پہرا نامہ بر ہے آج

شاید وہ آج پہر گئے بزم رقیب مین
اٹھتا جو خود بخود مرے درد جگر ہے آج

یہہ تو بتا کہ اوسنے کہا کیا جواب مین
وحشت زیادہ دل کو مرے نامہ بر ہے آج

عاشق جو مدتون ترے در پر پڑا رہا
گردش سے بخت بد کے وہی دربدر ہے آج

اوس گلبدن نے زلف کو وا کر دیا کہین
کیون ورنہ عطر بیز نسیم سحر ہے آج

ڈاکر ہے آج کیا کہ تری نیند اوڑ گئی
تجھکو یقین وعدہ فردا مگر ہے آج

ردیف جیم فارسی

گلہ ہائے شب غم عاشق دلگیر نہ کہینچ
روز محشر سے مین رہجاونگا تقریر نہ کہینچ

نیند لیلی کی اڑی پہر ہے قیامت مجنون
جوش وحشت مین ذرا پاون کی زنجیر نہ کہینچ

دل ہی قابو مین نہین جان نکل جائیگی
ہاتھہ سینہ سے مرے اوبت بے پیر نہ کہینچ

شمع الفت ہے جو پروانہ کی تجھکو تو عبث
ایک شب کیلئے تو منت گلگیر نہ کہینچ

پاے نازک کو شب ہجر مین تکلیف نہ دے
رات تہوڑی ہے فغان منت تاثیر نہ کہینچ

یون ہین رہنے دے مری جان مین مرجاونگا
جاے دل پہلو مین باقی ہے سر تیر نہ کہینچ

غیر جی جائینگے مین رشک سے مرجاؤنگا
ہر نفس بر عدو وصل مین شمشیر نہ کھینچ

ضعف سے میرے نہ کچھ بھی تجھے حاصل ہوگا
رنگ اڑ جائیگا مانی مری تصویر نہ کھینچ

جذب دل کھینچ کے لا اُس بت ہرجائی کو
در بدر کوئے عدو مین مجھے تقدیر نہ کھینچ

ہے جہان عشق مین تیرے نہ دبالا ظالم
چشم جادو مین تو اب سرمۂ تسخیر نہ کھینچ

شب فرقت مین بہی ذاکر ہے قیامت کا اثر
رحم کر خلق پہ تو نالۂ شبگیر نہ کھینچ

ردیف حائے حطی

فرقت مین ہم نے چین نہ پایا کسی طرح
تم کیا پیام موت نہ آیا کسی طرح

وعدہ پہ تم نہ آئے تو ہم بھی نہ مرگئے
بار شب فراق اٹھایا کسی طرح

تہا ضعف مین یہہ زور فلک سے نہ اٹھ سکا
اوسکی گلی سے مجھکو اٹھایا کسی طرح

یہان انتظار وصل مین موت آگئی مگر
وہ میرے دیکھنے کو نہ آیا کسی طرح

بخت عدو تو سوئے ہی بیدار بھی ہوئے
تم نے نہ مجھکو پاس سلایا کسی طرح

داغ وصال دل کا نہ تم سے بھی مٹ سکا
جور و جفا سے تم نے مٹایا کسی طرح

ذاکر کو موت آئی بلا سے ملی نجات
مجھکو بھی چین دیجو خدایا کسی طرح

ہوتی ہے کب کسی کی یہہ رفتار کی طرح
سب سے علحدہ ہے مرے یار کی طرح

واعظ کا وعظ سنکے مرے ہوش اڑگئے
کیا کیا وہ آج بہکا ہے میخوار کی طرح

ناصح خدا کے واسطے جانے دے گفتگو
کیون مجھہ سے تو چمٹتا ہے آزار کی طرح

ذاکر کو آج دیکھا تو بیچارہ ضعف سے
بیٹھا تھا اوسکے کوچہ مین بیمار کی طرح

ردیف خائے معجمہ

گذری کیا عشق مین جوانی تلخ
ہوگئی مجھکو زندگانی تلخ

ہوکے روپوش کیا جئے اے خضر
تھی مگر عمر جاودانی تلخ

کیون ہون شرمندہ لیکے اے ساقی
تہوڑی صہبائے ارغوانی تلخ

قصۂ درد غم مرا سنکر
کہتے ہین ہے عجب کہانی تلخ

مین مرون اور پر یہ کیا ہے خیال
دیکہو ہوتی ہے بدگمانی تلخ

زیست ایسی ہے ناگوار مجہے
ذاکر آب بقا ہے پانی تلخ

ردیف دال مہملہ

کہولی جو اُس نے زلف دوتا تین دن کے بعد
بو لائی ساتھ اپنے صبا تین دن کے بعد

پہولو نمین میرے غیر کو ہمراہ لائے وہ
یاد آئی اور تازہ جفا تین دن کے بعد

مین مرگیا بلا سے پر اب حال غیر ہے
کرتے ہین یاد میری وفا تین دن کے بعد

کیا مجہکو اب سنائیگی مژدہ وصال کا
آتی ہے آج خوش جو صبا تین دن کے بعد

ذاکر کو گر سناؤ گے یوہین تو دیکہنا
جینے کا وہ نہین ہے سنا تین دن کے بعد

آتی مجہے بہی کاش قضا تین دن کے بعد
وہ فاتحہ کو میرے آئے سنا تین دن کے بعد

چہوڑا عدو کو تمنے خوشی اسکی کیا کرون
پہر وہ ہے مین ہون وہ ہے جفا تین دن کے بعد

دنیا مین آئے جب سے سبکدوش کب ہوئے
بار شب فراق ملا تین دن کے بعد

خون شہید ناز ہے رنگ ابد بہار
جاتا رہیگا رنگ حنا تین دن کے بعد

بہر عیادت آئے دلی یوہم فاتحہ
پہونچی فلک پہ میری دعا تین دن کے بعد

بگشتگی بن کے غیر کی اے رشک غنچہ
کہل جائیگی عدو کی وفا تین دن کے بعد

کہا لیتا زہر ہجر مین ذاکر مگر سنا
کرتی اثر ہے اپنا دوا تین دن کے بعد

زبس ہے جان فزا بوئے محمد
دل آرا قد دلجوئے محمد

یہی ہے آرزوئے خضر و عیسی
کرین دربانئے کوئے محمد

مدینہ مین مجھے پھونچا الٰہی
کہ آتی ہے دہان بوئے محمدؐ
ہلال آسمان کو کیا ہے نسبت
کہان وہ اور ابروئے محمدؐ
ملون آنکھون سے اور سینہ پہ رکھون
جو ہاتھہ آجائین گیسوئے محمدؐ
مجھے یارب طفیل کبریائی
دکھا دے خواب مین روئے محمدؐ

کہان قدرت زبان کو میرے ذاکر
کہ ہون مین واصفِ خوئے محمدؐ

شب وصال مین گذرے جو ایک سارا چاند
ہزار چاند سے بہتر ہو وہ ہمارا چاند
خیالِ جلوۂ جانان سے ہے مسافت مین
شب جدائی جو کرتا نہین گوارا چاند
کہا ہے کچھہ تو فرشتون نے تیرے ابرو کو
ہوا ہے جو صفِ افلاک پر صف آرا چاند
میری بلند نگاہی سے ناتوانی مین
دکھائی دنیا ہے نظرون مین ایک تارا چاند
نقاب تم رخِ روشن سے دیکھکر الٹو
غروب ہوکے نکل آئیگا دوبارہ چاند

یہہ ہے جوانی مین ذاکر رخ صنم کی مثال
کہ جیسے چودہوین تاریخ کو ہو سارا چاند

ردیف ذال معجمہ

کوئی لیکر نہ گیا جانب دلبر کاغذ
خود چلا سے لیکے ہمارا دل مضطر کاغذ
مین نے لکھکر غم دل اُسکے جو آگے رکھا
پھینکا مونہہ پر مرے اُسنے وہ اٹھا کر کاغذ
گردش بخت کہ ہو جائے مرا نامہ تلف
اور غیرون کے دہان پھونچین برابر کاغذ
بیوفا غیر کو تصدیر ہے یوسف کی عزیز
کاش دکھلا دے انہین کوئی وہ لاکر کاغذ
اضطرابِ دل محزون کا بیان تھا اُسمین
شوق سے لیکے چلا آپ کبوتر کاغذ

نامۂ یار سے ہے دل کو تسلی ذاکر
نہ سنا ہوگا دوائے دل مضطر کاغذ

ردیف رائے مہملہ

مصرع طرح

گر گیا تیر نظر سے جو مین ٹھنڈا ہوکر
رہ گیا میرے تڑپنے کا تماشا ہوکر

ایک آفت تھی مری جان نہ آنا تیرا
بہہ گئے آنکھون سے آنسو مرے دریا ہوکر

جی اٹھون پھر نہ کہین لاشہ پہ آئین کیونکر
وہ مرے مردہ سے ڈرتے ہین مسیحا ہوکر

عشق مین پہلے ہی مجنون مین بنا تھا پھر کیون
وہ مٹاتے ہین مجھے اور بھی لیلا ہوکر

درد دل سے اگر ساتھ نہ دیتا میرا
کیا مزہ ہجر مین آتا مجھے تنہا ہوکر

غیر سر چڑھتے مین اُسپر نظر انداز نہین
مین پسا جاتا ہون پابند وفا کا ہوکر

ستم ایجاد زمانہ کے ستم ہین مجھہ پر
مین نشانہ ہون بنا آپ پہ شیدا ہوکر

آتش عشق جلائے شب ہجران پہ مجھے
انکی آنکھون مین رہون کاش مین سرمہ ہوکر

بوالہوس پھر نہ کہون عشق مین سمجھون کامل
کوئی دن غیر بھی رہ جائے جو مجھہ سا ہوکر

بزم مین آج عدو سے مری چھنتی ہے وہان
رہ گیا آپ کا پر ایک اشارہ ہوکر

چٹکیان لیتے ہین پہلو مین دائین دن رات
دل مسلتا ہے خیال آپ کا پیدا ہوکر

وصل کا شوخ کے مشکل سے جما تھا نقشا
سد رہ انکی حیا بن گئے پردا ہوکر

کشتۂ ناز و ادا ہون نہ بچون گا مین کبھی
آبرو اپنی وہ کھوتے ہین مسیحا ہوکر

درد دل درد جگر اور بلاؤن کا ہجوم
نبٹھون کس کس سے شب ہجر مین تنہا ہوکر

ہے ہوا الٹی زمانہ کی عجب کیا ذاکر
مین برا ہوگیا دنیا مین جو اچھا ہوکر

اہل دل کیا دل لگائین اسکو فانی دیکھکر
کشتیٔ عمر رواں کی وہ روانی دیکھکر

نالہ ہاے شام فرقت چرخ پر چڑھتے ہو کیون
گر نہ جاؤ یہہ عمارت ہے پرانی دیکھکر

رات دن صحرا نوردی نکر دنیا مین کٹی
خوش ہوے کیا خضر عمر جاودانی دیکھکر

کیا قیامت فتنہ زا ہے صورت زیبائے یار
مٹ گئی زاہد کی ساری لن ترانی دیکھکر

سرمۂ تسخیر ترا دل کو غارت کر گیا
چلدیا پہلو سے میرے اک نہ مانی دیکھکر

یاد ہین انداز ظالم دل مسلنے کو مرے
پردہ پردہ مین تری صورت دکھانی دیکھکر

حسرتِ شوقِ شہادت دلکی دل مین رہگئی
مونہہ پہرا خنجر کا میری سخت جانی دیکھکر

ہان مٹی جاتی ہے خلقت اور پسے جاتے ہین دل
بانکے پن کی آپکے صاحب جوانی دیکھکر

سہل نسخہ موت کا تہا پر ہوی مشکل مجھے
حورِ جنت سے تمہاری بدگمانی دیکھکر

پہر سرِ بالین سے میری اٹھہ گئی آکر طبیب
اڑگئے ہاتون کے طوطے ناتوانی دیکھکر

چھٹ چکا تہا ہجر سے ذاکر جلایا کیون مجھے
مرگئے ہم اور اپنی زندگانی دیکھکر

بہت مشکل سے روکا ہے ترے اشکی کہہ کہکر
دلِ خون گشتہ جاتا تھا ابھی آنکھون سے بہہ بہہ کر

عبث شکوہ ستم کا اے دلِ نادان کرتا ہے
انہین خوگر کیا پہلی جفا و جور سہہ سہہ کر

کبھی غدرِ رقیبان ہے کبھی وعدہ فراموشی
تمہارے جورِ پیہم نے مٹایا مجھکو رہ رہ کر

بس اب آنسو نہین تھمتے عجب کیا ہے جو طوفان ہو
رکہے رومال آنکھون پر بہت سی ہم نے تہہ تہہ کر

تمہارے تیرِ مژگان نے مٹایا فکرِ پیراہن
ہوا خلعت شہیدون کو لہو آنکھون سے بہہ بہہ کر

وہ اے خواب مین ذاکر بر آئین اب تو امیدین
ہزارون خانۂ حسرت ہوے آباد ڈہہ ڈہہ کر

چلا ہے اے دلِ ناداں کہان تو شادمان ہوکر
ملے مین خاک مین لاکھون جہان بے خانمان ہوکر

برا ہو بیخودی تیرا کہ آخر غیر نے آکر
سنا جب رازِ دل ہم سے ہمارا رازدان ہوکر

وہان تعریف غیرون کی یہان مین چپ ہو حیرت سے
عجب دیکھے تماشے شب کو ہمنے بے زبان ہوکر

ہوا قتل عدو وہان اور جئے ہم سخت جانی سے
نہ آئی موت بہی یہان تک نصیبِ دشمنان ہوکر

کیا تھا وعدہ قتل اسنے لیکن یہہ خبر کب تھی
کہ ہم مقتل مین چھٹ جائینگے صیدِ ناتوان ہوکر

کہون مین تم سے کیا ہمدم یہہ خوبی اپنی قسمت کی
عدو کوچہ مین اسکے جاکے بیٹھا پاسبان ہوکر

پس مردن بہی قسمت مین وہی گردش رہی ہمدم
اڑی برسون ہماری خاک گردِ کاروان ہو[کر]

نہ خوش ہو شیخ تم ولمین کرو نہ زہد و تقوی کو
ملین گے وہان بہی حورین ہر کسیکو امتحان ہو[کر]

ہمارے دردِ فرقت کی رہیگی داستان تاحشر
کیا ہے نام روشن ہم نے اپنا بے نشان ہو[کر]

کہون کیا ہمنشین تجہسے کہ کیا حالت ہوئی ذاکر کی
گرا تہا آستانِ یار پر کل نیم جان ہوکر

بکہری جب زلف نقابِ رخِ تابان ہوکر
چہپ گیا ابر مین خورشید درخشان ہوکر

وہ پریزاد ہین کیا ہمسے سروکار انہین
ہم ہین دیوانے کہ اُن پر مرین انسان ہوکر

بیچکر جان خریدار رہتے ہم لیکن وہ
غیر کے ہاتہہ بکے یوسفِ کنعان ہوکر

حال سنکر مرا کیا نہین گہبراتے ہین
اور خود بہاگتے ہین میری وہ ارمان ہوکر

اُسکے کوچہ سے نکالے گئے ذاکر تم کیا
کیون پڑے پہرتے ہو وحشی سے پریشان ہوکر

جل گیا خورشید رخشان روئے جانان دیکہکر
ہوگیا شرمندہ اوسکو ماہ تابان دیکہکر

ناتوان ایسا ہوا ہون مین فراقِ یار مین
ہوگیا غمخوار میرا حالِ جانان دیکہکر

بک رہا وحشت مین ہون مین اور مجہکو بدگمان
کہتا ہے کسکو ہوا ہے یہہ غزلخوان دیکہکر

مین وہ صیدِ خوش بیان ہون رو دیا صیاد نے
زمزمے ایسے کئے مین نے گلستان دیکہکر

تجہین کیا وحشت ہے مجنون مین وہ وحشی ہون یہان
لے اُڑی وحشت میری چشمِ غزالان دیکہکر

مین ہون اس خورشیدرو کا شیفتہ اے ہمنشین
بن گئے دیوانے لاکہون جسکو انسان دیکہکر

مت دیکہا تیغِ ستم کافی ہے شمشیرِ نظر
ناتوان ہون قتل کر مجہکو تو جانان دیکہکر

ہوگیا بدنام ذاکر آستانِ یار پر
دور دور اُسکو لگے کہنے نگہبان دیکہکر

ردیف زائے معجمہ

رہتا ہے سبزہ مژدۂ ابدار سبز
ہے آبجوئے چشم سے یہہ مرغزار سبز

مژہ

کشتہ ہون اُسکے سبزۂ خط کی نمود کا
رکہنا مرے مزار کو اے غمگسار سبز

اب ہین وہی کہ میرے تفِ دم سے خشک ہین / روئیدگی سے رہتے تھے جو کوہسار سبز

گویا نہالِ شعلہ نیا ہے بہار مین / آنے لگا نظر یہہ دلِ داغدار سبز

جز سوز نفع کب مرے نشو و نما سے ہے / کیا دینگے پہل مجھے جو ہوے شاخسار سبز

اک مین ہون فصل گل مین جو پژمردہ دل رہا / ورنہ جدھر کو دیکھیے ہے شاخسار سبز

ہون شوخ سبزہ رنگ کی فرقت مین مین فنا / اُٹھا کریگا خاک سے میرے غبار سبز

ذاکر رہیگا ماتمِ دل مجھکو تا بحشر / پہنونگا مین لباس بھی روزِ شمار سبز

ردیف سین مہملہ

فصل گل لے آئی ہے وحشت کا سامان ہر برس / تجھہ سے ہوتا ہے جنون آباد زندان ہر برس

میرے غم خانہ مین رہتی ہین نئی آرایشین / سبزۂ نوخیز ہوتا ہے نمایان ہر برس

گل پریشان کس قدر ہے ایک چاک جیب پر / ٹکڑے ہوتے ہین یہان لاکھون گریبان ہر برس

اپنے رونے سے سدا رہتا ہے طوفان ہر مہین / ہوتا ہے نازان برس کر ابر باران ہر برس

کچھہ عجب ہی رنگ سے آئی ہے اب فصل بہار / بڑھتے جاتے ہین مری وحشت کے سامان ہر برس

پیرہن سے کیا غرض فصل بہارین مین ہمین / خود بخود ہوتے جدا ہین جیب و دامان ہر برس

پوچھتے ہین سب سے وہ اب کے نہین نغمہ سرا / فصل گل مین ہوتا تھا ذاکر غزل خوان ہر برس

عمر بھر حسن کیلیے رنج اٹھایا یا افسوس / وہ بھی اپنا نہوا ہاے خدایا افسوس

اُس نے مقتل مین نہ اک ہاتھہ لگایا افسوس / مجھہ بے رحم کو افسوس کب آیا افسوس

یادِ جانان مین سدا ہم نے گذاری اوقات / اسکو بھولے سے بھی مین یاد نہ آیا افسوس

دم کے دم بھی تو نہ دے موت نے فرصت ہے ہے / دیکھنے کو مرے وہ شوخ کب آیا افسوس

شورِ نالہ سے تو کچھہ قتل کا سامان ہوتا / ناتوانی نے مری مجھکو مٹایا افسوس

ہم تو اس رشک سے آوارے جہان سے اٹھے / تم نے محفل سے عدو کو نہ اٹھایا افسوس

اب تو کاٹے سے بھی کٹتے نہین دن فرقت کے
کل شبِ وصل کو کیا جلد گنوایا افسوس

اُسکو اغیار نے کیا جانے پڑھایا کیا کیا
نزع مین بھی وہ مرے پاس نہ آیا افسوس

خلشِ عشق کا کیا ساتھہ ہے جان سے ذاکر
رشکِ اعدا نے مرے پر بھی جلایا افسوس

ردیف شین معجمه

سنکے جو حال مرا ہے بتِ رعنا خاموش
امتحان اور ہے باقی کہ ہے ایسا خاموش

شوخیان کرتی نہین کسلئے رخ پر تیرے
آج ہے کسلئے یہہ زلفِ چلیپا خاموش

کسکو سمجھون کہ ذرہ جاکے موذن سے کہے
وصل کی شب ہے رہے آج خدارا خاموش

قیس آوارہ کا معلوم ہے رہ پر آنا
ہوگیا جب جرسِ ناقۂ لیلا خاموش

مین کرون نالۂ موزون جو قفس مین صیاد
ابھی حسرت سے رہے بلبلِ شیدا خاموش

پاک کر دل کو تو ہم سے کہ ہو بارشِ فیض
ظرف خالی ہو تو کیونکر رہے مینا خاموش

اب یہہ ہے حال مریضِ شبِ فرقت کا ترے
پھر گئے دیکھکے موہنہ اُسکا مسیحا خاموش

یا نبی روزِ قیامت ہے بھروسا تم پر
دیکھو ذاکر کی شفاعت سے نرہنا خاموش

ردیف صاد مهمله

نادان ہے کسقدر جو ہوا مبتلائے حرص
ذلت ہے لاکھہ طرح کی قفائے حرص

سو سو خرابیان اُسے ہر دم دلائے حرص
گر ہو گیا جہان مین کوئی آشنائے حرص

ہو جائے جلد یہہ کہین غارت جہان سے
بیٹھون مین لیکے گوشہ مین یارب عزائے حرص

رسوا ہوا خراب ہوا در بدر پھرا
جو ہوگیا ہے بھولکے بھی آشنائے حرص

یارب بچانا اس مرضِ لاعلاج سے
پیدا نہین جہان مین ہرگز دوائے حرص

آفاق پر محیط ہے ذاکر یہہ بے طرح
سکا رکے طریق یہہ چلتا ہے پائے حرص

ردیف الضاد معجمه

کہان سے ہو سکے ساقی ادا قرض
اب آئی فصلِ گل ہوگا سوا قرض

خرابی اسکی سب پیشِ نظر ہے — مگر بنتا ہون مے لیکر سدا قرض

یہہ سچ ہے ہے یہہ مقراضِ محبت — نہ لے کوئی کسی سے آشنا قرض

مصلّہ سبحہ و دستار و خرقہ — کرون گا بیچ کر مے کا ادا قرض

کیا شرمندہ عریانی نے مجھکو — کہ مجھہ پر راہ زن کا بھی رہا قرض

بہار آئی جنون اب جوش پر ہے — کسی سے لاؤن سامانِ قبا قرض

ہمارے استخوان مین ہے وہ لذت — کہ لے لیتا ہے زاغون سے ہما قرض

نہین بخشی تجھے حق نے ستمگر — بلا سے مجھ سے لیلے تو وفا قرض

قطعہ

کہا خلوت مین مین نے اس سے اکدن — کہ دیدو ایک بوسہ دلربا قرض

دیا بوسہ مگر ہنس کر وہ بولے — بتاؤ کیجئے گا کب ادا قرض

تقاضا کب اٹھا سکتا ہون ذاکر
نہ لون گر خضر دین آبِ بقا قرض

قاتل بروز حشر عبث خون بہا ہے قرض — دیدو جو ایک بوسہ تو سارا ادا ہے قرض

عاشق کو روز ہجر کہو زہر کون دے — مفلس کو بے کسی مین کہین بھی ملا ہے قرض

سمجھا چھٹے تو جان بھی دیکر ادا کرون — داغِ جنون کا مجھہ پہ بہت ہوگیا ہے قرض

کہتے ہین ہم سے روز ہمیشہ تقاضا ہے کسلئے — کیا روزِ وصل آپ سے ہمنے لیا ہے قرض

دل دیکے چور بن گئے تقدیر کا لکھا — کانون پہ ہاتھ رکھتے ہین جب مانگتے ہین قرض

صدمون پہ صدمے دیتا ہے کس کس کو ن فلک — گویا ہمارا آج سے کرتا ادا ہے قرض

تازہ ادا پہ انکے دل و جان دیدئے — ذاکر جگر پہ زلف کا باقی رہا ہے قرض

ردیف طائے مہملہ

وہ بلا سے غیر سے لکھوائے خط — کاش مجھہ تک کوئی اسکا آئے خط

اضطرابِ دل نے شرمندہ کیا — کس قدر پیہم وہان بھجوائے خط

بہول جائین وصل کا وعدہ نہ وہ
نامبر جلد سے کہین لیجائے خط

سوزِ دل کا تہا مرے اونین بیان
اسلئے اوس شوخ نے جلوائے خط

وہ جواب نامہ بہی دیتے نہین
اور مجہکو ہے یہان سودائے خط

ہے یہہ قسمت سے یقین لکہون جوحال
نامہ بر سے راہ مین گر جائے خط

مین مبارک پی ہما کو مان لون
یار تک میرا اگر پہونچائے خط

خود چلے آئے ہین وہ ذاکر یہان
تمکو اب کیا رہگئی پروائے خط

ردیف ظاء

ڈرسے دوزخ کے نہ کر شور و بکا اے واعظ
ہجر جانان مین مرادل نہ جلا اے واعظ

ناز و انداز خدا نے جو بتون کو بخشا
حور و غلمان مین کہان ہوگا بہلا اے واعظ

بہول جاتے تجہے یہہ پند و نصیحت ساری
دیکہتا تو جو صنم کو بخدا اے واعظ

رکہہ نہ امید یہہ عشاق و فا پیشہ سے
تیرے کہنے سے کرین ترکِ وفا اے واعظ

چہوڑ کعبہ کو وہ بتخانہ مین آیا ذاکر
راہ پر لایا اوسے خوب خدا اے واعظ

ردیف عین

جلتی ہے محفل مین کچہہ کرتی نہین گفتار شمع
کیا تجہے بہی ہو گیا ہے عشق کا آزار شمع

بے گنہ پروانہ پہونکا اوسکی پاتی ہے سزا
ایک شب مین سر کو کٹواتی ہے سو سو بار شمع

عشق سے اُس بت کے محفل مین کوئی خالی نہین
رکہتی ہے پوشیدہ زیرِ پیرہن زنار شمع

پہلے رسوا ہو جو ہو ظالم کو دنیا مین فروغ
بکتی پہرتی ہے دکانون پر سرِ بازار شمع

یاد جو اسکو نہین ہے اُسکی چشمِ خواب ناک
رات بہر روتی ہے کیون رہتی ہے کیون بیدار شمع

زرد روئے عارض سے ذاکر راز یہہ ہمکو کہلا
ہو گئی ہے غم مین پروانہ کے کچہہ بیمار شمع

ردیف غین

فرقت مین اُسکے مین نے یہان تک اٹھائے داغ
باقی نہین ہے جسم مین میرے سوائے داغ

بیتاب تھا فراق مین اُس پر وصال غیر
دل مین نہین ہے تاب کہان تک اٹھائے داغ

ایسا جلا تہا آتش فرقت مین دل مرا
پھلو جو چیرا کچھہ بھی نہ نکلا سوائے داغ

کہتا ہے سنکے دعوے دل میرا حشر مین
تنہا اسکے پاس کون ہے وڈل سوائے داغ

سیر چمن مین دیکھکے نرگس کی چشم کو
مجھکو بھی اپنے دل کے بہت یاد آئے داغ

باہر کفن کے ہاتھہ مرے رکھنا ہمدمو
ہاتون پہ اُسکے چھلون کے مین نے کہائے داغ

ذاکر مین کیا کہون کہ مرا حال کیا ہوا
ناسور پڑ گئے ہین جگر مین بجائے داغ

ردیف فا

ہے اونکی چشم لطف جو اغیار کیطرف
مائل ہوئے ہین وہ میرے آزار کیطرف

دیوانہ تیرا کام مین اپنے ہے ہوشیار
بیٹھا ہے سر کئے تری دیوار کیطرف

ہم حسرت نگہہ مین ہوے رشک سے ہلاک
دیکھا جو اُس نے ناز سے اغیار کیطرف

محشر مین بھی کروگے کہین تم عدو کا پاس
اک خلق ہے تمہارے گنہگار کیطرف

یون جیب ہے بتون کی محبت مین تار تار
گویا مجھے لگاؤ ہے زنار کیطرف

ذاکر خرابیان نہین کل کی خیال مین
چھپ کر چلے جو کوچۂ دلدار کیطرف

ردیف قاف

کیا بتاؤن تمہین کہ کیا ہے عشق
مرض موت کی دوا ہے عشق

زیست سے مجھکو کر دیا بیزار
یا الٰہی یہہ کیا بلا ہے عشق

جان جب تک رہی یہہ ساتھہ رہا
سچ تو یہہ ہے کہ باوفا ہے عشق

دیکھہ کر میرے مونہہ کو وہ بولے
کسی مہ رو کا ہو گیا ہے عشق

رکھا ناکام قیس و وامق کو
بے مروت ہے بیوفا ہے عشق

میرے دم تک تہا اب تو بعد میرے	کیسا بیکار ہو گیا ہے عشق
مجھہ سے کہتے ہین دیکھنا واکر	ہم کو بھی غیر کا ہوا ہے عشق

ردیف کاف

ہو گی بس وصل مین حیا کب تک		تن سے ہوگی جدا قبا کب تک
کاروان سے جدا ہون مین دیکھون		خضر ہوتے ہین رہنما کب تک
ہم بھی دیکھتے ہین آ ہمدم		اُن سے چھٹتے نہین جفا کب تک
ہر نفس ہے یہان نزول بلا		مین کئے جاؤن مرحبا کب تک
کچھہ تو کر رحم اے بُت سفاک		مین کرون نالہ و بکا کب تک
کہتے ہین غیر سے یہہ دیکھنے ہین		کئے جاتا ہے یہہ وفا کب تک
یہہ تو کہہ مجھہ سے اے دل نالان		حشر رکھیگا تو بپا کب تک
ہو چکی فصل گل خزان آئی		ہونگے صیاد ہم رہا کب تک
آپ کا رنگ وہ مرا یہہ حال		نہ کہون تم کو بیوفا کب تک
سنکے دیتے نہین وہ کچھہ بھی جواب		ہم کرین عرض مدعا کب تک
چلئے بت خانہ اُٹھئے بھی واکر		آپ رہئے گا پارسا کب تک
وعدۂ وصل دلربا کب تک		رنج و فرقت کی انتہا کب تک
جذبۂ دل مزا دکھائیگا		تو رہیگا بھلا خفا کب تک
شکوہ تم سے نہین تغافل کا		غیر کی مین سہون جفا کب تک
بے مزہ زیست ہے تو موت بھلی		درد دل کی کرون دوا کب تک
بیقراری ہے سخت جانی ہے		موت آئیگی یا خدا کب تک
مین نے اک روز اُن سے یہہ پوچھا	قطعہ	دو گے فرقت کی تم سزا کب تک
مسکرا کر ادا سے وہ بولے		دن قیامت کا آئیگا کب تک

حشر مین بھی نہ آئے وہ ذاکر
دیکھون راہ اونکی مین بھلا کب تک

ہو جائے نہ وحشت مین کہین سینہ مگر چاک
اے دست جنون دامن صحرا کو نکر چاک

مانع نہو رونے سے کبھی مجھکو عزیزو
رک جائے اگر نالہ تو ہو جائے جگر چاک

سینہ مرا معمور تھا الفت سے سراسر
اس کان محبت کو کیا تم نے مگر چاک

منزل گہہ الطاف تھا تم رہتے تھے اسمین
ہان دل کو نکرتا تھا مرے رشک قمر چاک

اے کاش جو ہونا تھا ترے ہاتھ سے ہوتا
قسمت مین لکھا تھا مرے گر میرا جگر چاک

مانا کہ نگہہ نے ترے گھر دل مین کیا ہے
سینہ کو مرے کرتی ہے کیون تیر نظر چاک

کیا صاف نزاکت یہ ہے وہ دست حنائی
جب شوخ نے مارا تو کیا تا کمر چاک

طوفان بلا ہو ابھی آجائے قیامت
گر اپنے شب ہجر مین ہون دیدۂ تر چاک

او دست جنون بس تجھے دعوی تھا اسی پر
سینہ نکیا مثل گریبان سحر چاک

ایما سے شب وصل ہے وہ آگیا ذاکر
اس شوخ نے نامہ کو کیا میرے اگر چاک

ردیف کاف فارسی

شعلہ اٹھا تو پھیل گئے پیرہن مین آگ
یہان تک جلا ہے دل کہ لگی تن بدن مین آگ

نشو نما ہے لالہ کا ایسا بہار مین
ہوتا گمان ہے لگ گئی سارے چمن مین آگ

عریان ہے دفن کر دو مجھے ورنہ ہمدمو
مرقد مین سوز دل سے لگے گی کفن مین آگ

کسکا ادب ہے مجھکو خدا جانے ورنہ مین
دیتا لگا اک آہ سے چرخ کہن مین آگ

جوڑا پہن کے سرخ جو آئے وہ باغ مین
نالون نے بلبلون کے لگائے چمن مین آگ

طرز غزل کو دیکھہ کے اغیار جل گئے
ذاکر کے سوز دل سے بھری ہے سخن مین آگ

ردیف لام

کیونکر نجات کاکل جانان سے پائے دل
کمبخت کس بلا مین پھنسا جا کے ہائے دل

سینہ مین ایک آتش فرقت لگی ہے
یہہ ہی سزا ہے اسکی جو تم سے لگائے دل

دفتر نہین کتاب نہین بہا گئے ہو کیون — بیٹھو جو ایک دم تو کہون ماجرائے دل
کافر نگاہ زلف بلا عشوہ دل فریب — کہئے تو کسطرح کوئی اُنسے بچائے دل
ناصح ہمارے ہوش کے جانیکا ماجرہ — معلوم تم کو ہو جو کسی پر بھی آئے دل

ہمسایون پر عذاب ہے ذاکر کی زندگی
راتون کو چیختا ہے وہ کہہ کہہ کے ہائے دل

میری گردن ہو اگر تیرا ہو خنجر قاتل — یہہ نہ قسمت نہ نصیبا نہ مقدر قاتل
قتل کر شوق سے نظارہ تو کر لون پہلے — کچھہ تو نکلے مری حسرت کوئی دم بھر قاتل
کشتۂ چشم تھا اور اُسپہ تبسم تیرا — زخم پر زخم لگے میرے مکرر قاتل
آئینہ جب ترا یون ہمدم و ہمراز رہے — فخر کیونکر نکرے روح سکندر قاتل
دیکھین کس کس کی یہان آج شہادت ہوگی — ہاتھہ مین اپنے لئے پھرتا ہے خنجر قاتل
مرحبا جذبِ محبت کہ تڑپتا سن کر — خود وہ مقتل مین لگا دیکھنے پھر کر قاتل
بعد مردن ہوی تاثیر محبت صد شکر — آج تک قتل سے ہے میرے مکدر قاتل
بس کرو اپنی زبان تھام لو ذاکر ورنہ — ایسی باتون سے بگڑ جاتا ہے اکثر قاتل

نہ تھے بوالہوس مونہہ لگانے کے قابل — مین الفت مین تھا آزمانے کے قابل
ہنرمند دنیا مین اعدا نہ تھے کیا — فلک کیا مین ہی تھا ستانیکے قابل
الٹ کر نقاب اُن کا مونہہ شب کو دیکھا — مجھے مونہہ نہین اب دکھانیکے قابل
بگاڑا اُنہین حالِ دل کا سنا کر — نہ تھا رازِ الفت جتانیکے قابل
تبِ غم نے پھونکا ہے اسطرح جان کو — رہی اب نہ حالت چھپانیکے قابل

قطعہ

شبِ ہجر مین مفت ہے جان گنوائی — نزاکت سے کب تھے وہ آنیکے قابل
جنازہ پہ میرے نہ تشریف لائے — ملا وقت اچھا بہانے کے قابل
تری جان ستان تیغ کی کیا شکایت — یہہ تھی جان پہلے ہی جانیکے قابل

محبت سے نے چھوڑا نہ ذاکر مین کچہ بھی — مگر ایک قصہ سنانے کے قابل

ردیف میم

بھول کر بھی یار کو آتے نہین ہین یاد ہم — گو یہان کرتے رہین ہو سو وفا ایجاد ہم

ہو گئے مانندِ نالہ سر بسر برباد ہم — کچہ اثر پاتے نہین کرتے ہین جو فریاد ہم

بھیجے سب بھول جاتے ہین چمن مین بلبلین — کرتے ہین جس دم قفس مین بیٹھ کر فریاد ہم

دو نہین ہم جان دیتے گفتگو نے زال پر — مارتے تیشہ اُسیکے ہوتے گر فرہاد ہم

فصلِ گل کے آتے ہی آزاد ہم کو کر دیا — لائق کنج قفس بھی کیا نہ تھے صیاد ہم

کھینچ سکے تو کھینچ دے شاید اُسی کو رحم آئے — یار کو بھیجینگے تصویر اپنی اے بہزاد ہم

یہہ بتانِ بیوفا یارب عجب مخلوق ہین — بھولتے ہین ہم کو وہ کرتے ہین جتنا یاد ہم

آئی پھر فصلِ بہاری پھر ہوا وحشت کا جوش — اب کہین گے جا کے ویرانہ کوئی آباد ہم

شعر گوئی سے غرض ہم کو نہین پر اسقدر — کرتے ہین کچہ حالِ دل اپنا بیان اُستاد ہم

کیا بھروسہ ہے غلط ہی انکے آگے چل سکے
کس توقع پر کرین ذاکر طلب امداد ہم

بسمل ہوئے ہین اُنکے کرم کی نظر سے ہم — روتے ہین اپنے آپ فغان کی اثر سے ہم

جوش جنون مین پوچھتے ہین رہگذر سے ہم — ملکِ عدم کو جاتے ہین جائین کدھر سے ہم

اکر خودی مین ملتے ہین دل اور جگر سے ہم — گویا بہت دنون مین پھرے ہین سفر سے ہم

روتے ہین رات دن کسی دندان کی یاد مین — ہردم نہاتے رہتے ہین آبِ گہر سے ہم

جتنا کہ تھا بدن مین سب آنکھون سے بہ گیا — لو آج نامہ لکھتے ہین خونِ جگر سے ہم

صد شکر مرگ جلد ہوئے اپنے دستگیر — گر نیکو تھے وگر نہ کسی کی نظر سے ہم

لیل و نہار زلف و رخ یار کا خیال — کیسے غضب مین آئے ہین شام و سحر سے ہم

قسمت مین اپنے بادیہ گردی ہے اسلئے — پھوڑین نہ اپنا سر کسی دیوار و در سے ہم

مصرع طرح

مقتل مین ایک نگاہ سے بسمل وہ کر چلے
حسرت سے اونکو دیکھتے ہین کس نظر سے ہم

ایسے ہوے ہین بیخود و سرمست اشتیاق
اڑتے ہین اضطراب مین لیے بال و پر سے ہم

ہر چند ناتوان ہین و لے اب بہی ضعف مین
ضد کرکے رونے بیٹھتے ہین ابر تر سے ہم

جل کر شب فراق مین دل کیمیا ہوا
اب تک سلے نہ ہائے مگر سیمبر سے ہم

تمکین تو دیکھئے کہ جہان سے نہ اٹھ سکے
ہر چند گر پڑے تھے کسی کی نظر سے ہم

اب تو وبال دوش ہے دشمن ہے کاش لے
بیزار ہوگئے ہین بہت اپنے سر سے ہم

یہہ خوف ہے کہ حسرت نظارہ جل نہ جائے
اب زار زار روتے ہین دل کے شرر سے ہم

ہجر صنم مین موت کے بن آئے مر گئے
ملک عدم مین جاتے ہین پہلے خبر سے ہم

ہوتا جو اختیار ہمین مرگ و زیست کا
کہتے علاج مرگ کو کیون چارہ گر سے ہم

میرے جلانیکو نہ دیا اوس نے کچھ جواب
شرمندہ مفت مین ہوے کیون نامہ بر سے ہم

تیر نگاہ ناز مرا کام کر گیا
زنہار ذبح ہوتے نہ تیغ و تبر سے ہم

جانا شب فراق مین یہان تک تو سہل ہے
ہان تاب جلوہ پائین جو اپنے جگر سے ہم

کار فلک ہمیشہ سے ہے سفلہ پروری
کیونکر نہ پھر اسیر ہون اپنے ہنر سے ہم

اے دل ہوا ہے وصل کے بدلے ہمین وبال
ہین پہر بہی نا امید دعا کے اثر سے ہم

یکتا کرین گے چاہ کے رشتہ کو اس طرح
تار نظر کو باندہینگے اونکی کمر سے ہم

نالہ سے میرے رات کو بیتاب وہ رہے
شرمندہ مفت مین ہوئے ناکر اثر سے ہم

یون لائین کہینچکر انہین دشمن کے گھر سے ہم
روتے ہین اپنے جذبہ دل کے اثر سے ہم

نقش قدم کی یار کے تعظیم تھی ضرور
کوئے عدو مین جانے لگے اتو سر سے ہم

یہان چشم التفات بھی کیا انکی قہر تھی
دل کو پکڑ کر بیٹھ گئے اک نظر سے ہم

دل اپنے کام کا بھی نہین تھا گیا گیا
اچھا ہوا کہ چھوٹ گئے درد سر سے ہم

ہر دم خیالِ وصل مین رونے سے کام ہے
ہر وقت اب نہاتے ہین دامانِ تر سے ہم

کچھہ بھی نہین ہے کام کا ہونا تو ناصحا
سو بار دل کو رکھتے سجا کر نظر سے ہم

ہم کو تو اپنے قتل کی بھی اُن سے یاس ہے
امید قطع کر چکے اونچی کمر سے ہم

ذاکر عجب نہین ہے جو موت آئے شام تک
بدتر کچھہ حال پاتے ہین اپنا سحر سے ہم

عشقِ صنم مین پٹ چکے جب جگر کو ہم
پھر خاک روئین جذبۂ دل کے اثر کو ہم

پھرتا ہے ساتھہ ساتھہ پھرینگے جدھر کو ہم
جورِ فلک کے ہاتھہ سے جائین کدھر کو ہم

ہاتھہ آئے جستجو سے نہ موئے میانِ یار
ملکِ عدم مین ڈھونڈینگے چلکر کمر کو ہم

تیری نگاہِ لطف جو پامال کر گئی
وحشت زدہ سے ڈھونڈتے ہین اُس نظر کو ہم

جب تک کہ سر ہے ساتھہ ہے سودائے حسن و عشق
الفت مین پھلے جان سے کھوتے ہین سر کو ہم

روئین گے زار زار شبِ ہجرِ یار مین
پیٹینگے کسطرح نہ فغان کے اثر کو ہم

نازل بلائے اشک سے طوفانِ نوح ہو
گریہ کا اذن دیدین اگر چشمِ تر کو ہم

نقشِ قدم سے یار کے دل کا ملا سراغ
کوئے عدو مین جاتے ہین اپنی خبر کو ہم

دل سے دھوان اٹھا تو ہوا فاش رازِ عشق
اشکون سے کیون بجھائین غمِ دل کے شرر کو ہم

ازبسکہ قدِ یار سے نسبت ہے سرو کو
جوشِ جنون مین پوجتے ہین ہر شجر کو ہم

سوزِ فغان کا اپنے چکھا ئینگے اب مزہ
پھونکینگے جڑ سے اِس فلکِ کینہ ور کو ہم

دشتِ جنون کی سیر کو جانے دو دوستو
سوزِ درون سے آگ لگا ئینگے گھر کو ہم

یارب بندھا ہے کسکے رخ و زلف کا خیال
روتے ہین زار زار جو شام و سحر کو ہم

بیہوش و بدحواس ہون حورین جو دیکھہ لین
اے شیخ جان دیتے ہین ایسے بشر کو ہم

جور و جفا سے لاکھہ وہ پامال کیون نہو
ذاکر عزیز رکھینگے کیا اُن سے سر کو ہم

آجاؤ میرے قتل کو ناز و ادا سے تم
کرتے ہو عذر آنے مین کیون نا روا سے تم
کیون سر جھکائے وصل مین اُٹھے حیا سے تم
مارو مجھے ادا سے جلاؤ دعا سے تم
صدقے کرون مین جان کو تم پر شب وصال
جور و جفا ہین آپ کے لذت دہ فراق
اے نالو دیکے دل کو نہ کھینچو بری طرح
ضد تھی تمہاری خیر سے جب دل بھی لیچلے
تم سے سوا حسین ہین کب مہر اور ماہ
ایفا کیا نہ ایک بھی وعدہ شب فراق
غیرون نے تم کو ایسا ہوا پر چڑھا دیا
کیسے رقیب ہم تو یہہ کہدین ہزار مین
قرب مکان میرے کہین کاش آرہو
مرنا تو سہل بات ہے بوسہ کو جب کہا
مہر و وفا کا آپ کے دعوٰی رہا مجھے

مصرع طرح

ناحق کا خوف کرتے ہو روز جزا سے تم
باندھا حنا کو تم نے بندھے یا حنا سے تم
سیکھے فروتنی ہو کسی مبتلا سے تم
بعد وصال ہاتھ اٹھاؤ بلا سے تم
آجاؤ دیکھنے کو جو ناز و ادا سے تم
کیون منفعل سے ہوتے ہو اپنی جفا سے تم
شرمندہ مجھکو کرتے ہو کیون دلربا سے تم
پھرتے ہو دور دور عبث اب خفا سے تم
بہتر ہزار درجہ ہو سو مہ لقا سے تم
گذرے وفا سے ہم جو نہ گذرے جفا سے تم
لڑتے ہو بات بات مین اب جو ہوا سے تم
مرتے ہین تمپہ لاکھ پوچھو بلا سے تم
دیکھا کرینگے تم کو نہ دیکھو بلا سے تم
قاتل نہو گے آپ مرے مدعا سے تم
دل کو نکال لیگئے میرے دغا سے تم

ذاکر کہو اٹھاؤن گا مین آج تمپہ ہاتھ
گر اب نہ ہاتھ اٹھاؤ گے میری دوا سے تم

بیوجہ ہو مجھہ سے کیون خفا تم
دشمن کے لئے ہو باوفا تم
کیا کئے کسی سے حال فرقت
ہو شربت وصل گر نہ ممکن

ثابت تو کرو کوئی خطا تم
میرے لئے ہوگئے ہو کیا تم
اس درد کی ہو فقط دوا تم
دو زہر ہی مجھکو بد مزا تم

ذاکر زلفین نہ چھونا اُس کے
لانا سر پر نہ یہہ بلا تم

ردیف نون

بجہہ پر جو آفتین ہین محبت کی راہ مین
کیا مین بھی چڑھ رہا ہون فلک کی نگاہ مین

بچتی ہے جان انکو جو لے آؤ واعظو
کرتے ہو کیون ثواب کو داخل گناہ مین

ہوئینگے ایک دن فلک کینہ ور تجھے
باقی رہا جو کچھہ بھی اثر اپنی آہ مین

لفت کا لطف کیا انہین فرقت کا کیا اثر
اُلجھے ہین جو خیال ثواب و گناہ مین

فرقت مین مر رہا ہون نہین تن بدن کا ہوش
وہ آکے کیا کرین مرے روز سیاہ مین

غش ہین ہزارون آہ تو مدہوش سیکڑون
کچھہ زہر سا تھا زہر تمہاری نگاہ مین

مجرم مین عشق کا تہا سزا وارِ قتل تھا
پکڑے یہہ غیر جاتے ہین کیون اشتباہ مین

چلنا ہے دور منزل عقبیٰ ہے سامنے
رکہا ہے کیا یہان کی عبث عز و جاہ مین

دل مین میری چھپے ہین وہ آنکھون مین ہین نہان
اغیار ڈہونڈہتے جنہین پھرتے ہین راہ مین

دل مین سما رہا ہے تو گردن جھکا کے دیکھہ
بہتر ملینگے زاہدا کعبہ کی راہ مین

لا تقنطو کا بھید کہین مجھکو کہل گیا
آتا ہے کیون مزا مجھے اپنے گناہ مین

دل سے دوئی کا پردہ محبت مین اٹھ گیا
جلوہ تمہارا پاتے ہین ہم مہر و ماہ مین

مستانہ کر دیا ہے کسی کے جمال نے
ہو امتیاز کیا ہمین اب سال و ماہ مین

جنت سے واسطہ اُسے دوزخ سے ڈر نہین
داخل ہوا جو عشق رسالت پناہ مین

افسر یہان کے یہہ ہین وہ رہبر وہان کے ہین
رتبہ بڑہا ہوا ہے فقیری کے شاہ مین

وحدت ہماری کثرت صنعت کی دال ہے
کلمہ مین کیون شریک ہوا لا الٰہ مین

ہم ہین تمہارے عاشق دیرینہ مصطفا
لینا خبر ہماری بھی حال تباہ مین

مطلوب وصل یار کہٹکتا ہے دل مین غیر
ذاکر ملے گی خاک تمہین ایسی چاہ مین

ہے مکان کی اپنی صورت لامکان کچھ بھی نہین
اک حباب آسا ہے نقشہ ورنہ یہان کچھ بھی نہین

دل لگی کا کیونکہ دیکھین بعد مردن قبر مین
ہوگا عالم خامشی کا ہون ہان کچھ بھی نہین

آتش دوزخ سے واعظ کیا ڈری عشاق کو
مر مٹے عشق نبی مین اب زبان کچھ بھی نہین

پردۂ مخفی مین جو تہا ہے تعین مین وہی
شکل احمد بن کے نکلا اب نہان کچھ بھی نہین

زندہ اور مردہ مین دیکھو فرق ہے کس بات کا
پائے ہین موجود سب کچھ اور وہان کچھ بھی نہین

عالم دنیا کو دیکھا اک تماشا گاہ ہے
دید ہے منظور اپنی ورنہ یہان کچھ بھی نہین

فکر دوزخ بن گیا اور عیش جنت ہو گیا
قطع ہون گر رنج و راحت تو وہان کچھ بھی نہین

دام ہستی ہے ہم اپنے آپ ہی صیاد ہین
جب مٹایا آپکو دیکھا تو یہان کچھ بھی نہین

آپ عاشق آپ پر اور آپ ہی معشوق ہین
جستجو اغیار کی اے بدگمان کچھ بھی نہین

تھا مقدر رنج و راحت وہ ازل مین لکھ چکے
فائدہ اب فکر سے اے میری جان کچھ بھی نہین

رنج و راحت ہے تماشا ہستی موہوم کا
مٹ گئی صورت جب اپنی بعد ازان کچھ بھی نہین

لاکھون آئے قافلے یہان اور آکر چل دیے
جائے عبرت ہے کہ اب انکا نشان کچھ بھی نہین

دربدر پھرتے ہو داکر کس لیے مدہوش ہو
دیکھو اپنے آپ کو صاحب جہان کچھ بھی نہین

ان کے آنے سے جو آنسو میرے تھم جاتے ہین
چھیڑ سے ہنس کے وہ کہتے ہین کہ ہم جاتے ہین

لو مبارک ہو تمہین بزم رقیبان اے جان
ہم سفر کرتے ہین اب سوئے عدم جاتے ہین

شیخ صاحب کی بھی حورون پہ طبیعت آئی
کر کے احرام جو وہ سوئے حرم جاتے ہین

تم نہین گھر مین عدو کے گئے سچ ہے لیکن
کوچۂ غیر مین کیون نقش قدم جاتے ہین

نزع مین اور توقف ہے یہ بھی دیکھین
غیر لائینگے انہین کہا کے قسم جاتے ہین

عیوض جور و جفا انکو خدا سے لین گے
ہم سے بچ کر وہ کہان اہل ستم جاتے ہین

کام دیتے ہین میرے جسم پہ پیراہن کا
اشک خونین جو میرے جسم پہ جم جاتے ہین

ایک بوسہ نہ ملا حیف خدا کے بندے
خانہ آباد رہے اہلِ کرم جاتے ہین

لاکھہ ہون کوچۂ جانان مین بلائین اکر
آستان چھوڑکے کب اہل ہمم جاتے ہین

خوش نگاہی سے وہ دیتے ہو دم جاتے ہین
اونکے اک دم سے ہزارون ہی کے دم جاتے ہین

دردِ دل دردِ جگر سوزشِ دل سوزشِ جان
ایک آنے سے ترے سارے یہہ غم جاتے ہین

جنگ کیا روزِ جزا جور و جفا سے ہے کہ ہم
قبر مین ساتھہ لیئے لشکرِ غم جاتے ہین

سفلہ پرور ہوئے افلاک خدا کی قدرت
بگڑے بیکار مین اب اہلِ قلم جاتے ہین

سینہ پھٹتا ہے پہونچتا ہے فلک پر نالہ
بہتے دریا مرے آنکھون سے جو تھم جاتے ہین

چشمِ مخمور سے الطاف ادہر بھی ساقی
اک نگہہ سے ترے سب درد و الم جاتے ہین

تیرے مستون کو یہان جلوۂ حق ہے ہردم
کعبہ کیون جائین عبث دام و درم جاتے ہین

کیا ہوا کچھہ تو کہو کس سے ہوئی ہے ناصح
غیر کے گھر سے وہ کیون چشمِ نم جاتے ہین

میری ہر بات سمجھتے ہین وہ الٹی اکر
غیر جس بات کو کہتے ہین وہ جم جاتے ہین

ملا کے آنکھہ کہان سر جھکائے جاتے ہین
وہ آنکھون آنکھون مین دل کو چرائے جاتے ہین

طرح طرح سے جو دل کو لبھائے جاتے ہین
ہمارے دل پہ وہ سکہ بٹھائے جاتے ہین

عدو سے وصل کے ارمان نکل رہے ہین ہین
یہہ صدمے ہمسے بھلا کب اٹھائے جاتے ہین

طپش ہے دلمین تڑپتی ہے جان کیا باعث
کہین عدو کے وہ مہمان بلائے جاتے ہین

وفائے وعدہ قیامت پہ ہے بتا دیجے
جو زندگی ہے تو وہ دن بھی آئے جاتے ہین

حنائی ہاتون کو کیون رکہتے ہین وہ سینہ پر
کسی کو وصل کے سامان دکھائے جاتے ہین

ہمارے زخمِ جگر پر نمک چھڑکتے ہین
عدو کے پہلو مین جو مسکرائے جاتے ہین

خدا کے واسطے ایجان ٹہیر جا اتنا
لبون پہ بات ہے اب وہ بھی آئے جاتے ہین

زبان پہ قفلِ خموشی ہے دل میں جوشِ وصال
وہ یاد آتے ہیں جتنا بھولا جاتے ہیں

ہماری جذبِ محبت کو کیا ہوا ہے
وہ سامنے سے جو دامن اٹھائے جاتے ہیں

ہماری آہ کی سوزش سے ایک فلک پگھلا
کہے یہہ دیتے ہیں تجھکو سنائے جاتے ہیں

جفا و جور بھی ہوتے ہیں گر عدو کیلئے
وہ سارے مجھپہ یہان آزمائے جاتے ہیں

نہ جبہہ سائیِ درِ کعبہ پہ آپ ہون ذاکر
کہیں حروفِ مقدر مٹائے جاتے ہیں

دن رات تصور میں ہیں دن رات نظر میں
چھپ کر وہ کہان جائینگے اغیار کے گھر میں

ہے صاف یہہ غلطی جو دون آپ سے تشبیہہ
یہہ ناز یہہ انداز کہان شمس و قمر میں

ڈھونڈا کئی برسون نہ کہولا اسکا معما
کیون میم کا پٹکا تھا یہہ احمد کی کمر میں

دل چھین لیا قبضہ کیا دل پہ بتون نے
قابض ہوئے بت دیکھنا اللہ کے گھر میں

ٹوٹے در و دیوار بھی گھر کی بھی اڑی خاک
الطاف جنون سے ہوا صحرا مرے گھر میں

گل میں تو چھپا ہے کہیں پتھر میں نہان ہے
جلوہ سے نمایان ترا ہر سنگ و شجر میں

یہہ سچ ہے کہ دنیا میں بہادر نہیں تنہا
جو پڑ گیا انسان اگر اور مگر میں

گردش تھی مقدر کی کیا ضعف نے ناچار
قسمت سے مرے پاؤن کی پیدا ہوئی سر میں

پرسش نہیں عالم میں ہوا چل گئی ایسی
لذت نہ وطن میں ہے مزا ہے نہ سفر میں

ملتی ہے وہان آگ جہان چاہئے پانی
الٹا ہوا مضمون ہے دعا کے بھی اثر میں

نالون نے شب ہجر لگائی بھی اگر آگ
قسمت سے مری آکے لگی میرے ہی گھر میں

کیا خاک بسر کر کے پھرایا مجھے ذاکر
تاثیر غضب کی تھی ترے سوزِ جگر میں

میں ہی ستم سے ترے فقط نیم جان نہیں
ہے کونسا بشر جو شکایت کنان نہیں

کس دن ستم سے ترے جگر خون چکان نہیں
کس دن ہمارا مدِ نظر امتحان نہیں

کب تک نہ رحم کھائینگے وہ حال زار پر / دشمن بھی وہ نہین ہین اگر مہربان نہین

کس کا خیال زلف گلوگیر ہو گیا / دل جل رہا ہے مونہہ سے نکلتا دھوان نہین

کم بولنے کا اُن سے گلہ کچھہ نہین ولا / مشہور ہے جہان مین کہ اُن کا دہان نہین

رشک عدو و فکر وصال و غم فراق / جان بلب رسیدہ پہ کیا کیا یہان نہین

حاصل بلا سے نام ہی ہو وصل یار کا / ہان نقد جان کے بدلے قضا بھی گران نہین

کس دن نہین خیال خدنگ نگاہ یار / کس روز خون آنکھون سے میرے روان نہین

مین بھی عدو بھی پھرتے ہین اب جستجو مین اُس / اُس مست ناز کا کہین ملتا نشان نہین

عاشق کو تیرے کیا کہین موت آگئی کہ آج / نالہ نہین ہے شور نہین ہے فغان نہین

ذاکر ہے مجھکو حضرت غالب سے مشورہ / دہلی مین آج کوئی مرا ہمزبان نہین

کیا کیا شب فراق مین مجھپر ستم نہین / ایک رشک وصل غیر قیامت سے کم نہین

بے باک و بے حجاب ملینگے وہ غیر سے / کچھہ اور ہجر مین مجھے مرنیکا غم نہین

وعدہ یہ شب کو آئے مگر ساتھہ غیر کے / کیونکر کہون کہ لطف مین پنہان ستم نہین

خلد برین کو لیکے مین واعظ کرونگا کیا / یہہ میکدہ نہین ہے یہہ بیت الصنم نہین

کیا پوچھتے ہو کیونکہ کٹے گی شب فراق / خوگر ہون ہجر یار کا کچھہ مجھکو غم نہین

مین چپ ہون اور سوال نکیرین اک طرف / فکر جواب سے مرے اب دم مین دم نہین

کیا خوف ہے جو عہد وفا غیر سے ہوا / مین خوب جانتا ہون وہ ثابت قدم نہین

ناصح یہہ پند جانے دو کچھہ ذکر اور ہو / سننے کا ایسے ہزل کے اب مجھمین دم نہین

کرتا مین ہمسری تیری اے ابر کیا کرون / رویا ہون اسقدر مری آنکھون مین نم نہین

ذاکر جو اُس سے شکوہ جور و ستم کیا / کہتے ہین ہنس کے جھوٹ ہے ایسے تو ہم نہین

ہمکو شب وصال بھی فرقت سے کم نہین
آئے ہوا یسے وقت کہ آپے مین ہم نہین

دل بدمزا ہے آج جو رنج و الم نہین
ہمپر بھی یہ ستم ہے کہ ہم پر ستم نہین

مین کیا کہ غیر کے بھی تو اب دم مین دم نہین
رفتار پر ناز ان کے قیامت سے کم نہین

وعدہ کیا ہے آپکا کیا جانے کیا ہی
مرنا شب وصال مین جینے سے کم نہین

عہد کر نہ مجھ سے رونے مین اے ابر نو بہار
طوفان نوح ہے مری آنکھون مین نم نہین

دیکھا نگاہ مہر سے جسکو وہ مر گیا
کیونکر کہون کہ آپکے آنکھون مین سم نہین

پہلو سے میرے خواب مین آکر نکل گئے
کہتے تھے آپ میری طبیعت مین رم نہین

یوسف عزیز چشم زلیخا مین ہو تو ہو
تمسا تو خوبرو وہ خدا کی قسم نہین

اک بوسہ پر بگڑتے ہو کیا تم کو ہو گیا
سمجھو کہ بخل شیوۂ اہل کرم نہین

پی کر شراب ناب خدائی کی سیر کی
جام سفال اپنا کم از جام جم نہین

جوبن دکھا رہے ہین مرے واسطے ہادل
رشک ارم بنے ہین یہ نقش قدم نہین

سو جفا کو آپکے دل سے بھلا دیا
ہمسا جہان مین کوئی بھی عالی ہمم نہین

دیدو زکات حسن کہ سائل ہے وقت عرض
مونہہ پھیر لینا شیوۂ اہل کرم نہین

کیا فرض ہے کہ شور قیامت پہ جان دون
ذاکر یہ کچھ کسی کی صدائے قدم نہین

دل کو جفا کی خو ہے جو رنج ستم نہین
مشکل ہزار ہون مجھے کار اہم نہین

اس موسم بہار مین انکار محتسب
پی جا شراب ناب ہے ظالم یہ سم نہین

کیون فکر خون بہا ہے کرو قتل شوق سے
دعوی کرینگے آپ سے ایسے تو ہم نہین

انکی گلی مین آتی ہے مخلوق کس لئے
کعبہ نہین ہے دیر نہین ہے حرم نہین

چوٹون پہ چوٹ کھا کے بھی ہے آپکا خیال
اب بھی کہو گے ہمکو کہ عالی ہمم نہین

پیش نظر ہے دل کی صفائی سے سب جہان
گویا اس مفلسی مین یہان جام جم نہین

مجھکو فراق یار مین اُٹھنا محال ہے — اپنا بھی ضعف اون کی نزاکت سے کم نہین

کیونکر لکھون مین اُنکو شب غم کا ماجرا — یہہ ضعف ہے کہ ہاتھ سے اُٹھتا قلم نہین

اقرار اُن کا آئینہ مین سچ ہے تو دوستو — پھر کیون عدو کے جان کی کھاتے قسم نہین

ایفائے وعدہ کیا ہوا جب ہم گذر گئے — آئے تم ایسے وقت کہ جب مجھمین دم نہین

عشق مجاز اپنا حقیقت سے جا ملا — آتا نظر خدا ہے جو یہان وہ صنم نہین

کہتے ہو جور و ظلم کی عادت نہین مجھے — کرتے ہو لطف غیر پہ کیا یہہ ستم نہین

ذاکر اگر اُنہین مرے سر کا نہین خیال
سر نامہ میرے نام کا پھر کیون قلم نہین

سینہ پہ یہان سیکڑون گل کھائے ہوئے ہین — وہ رنگ وہان اور ہی کچھ لائے ہوئے ہین

یہہ سچ ہے کہ تم غیر کے گھر شب کو نہین تھے — پھر کیون گل رخسار یہہ مرجھائے ہوئے ہین

لے چل تو مجھے کھینچ کے وہان شوق شہادت — مقتل مین یہہ سنتے ہین کہ وہ آئے ہوئے ہین

صد شکر کہ تاثیر تو کی ضبط فغان نے — اغیار کی صورت سے وہ گھبرائے ہوئے ہین

اک شور ہے عالم مین بڑا حشر ہے برپا — بے پردہ وہ محفل مین کہین آئے ہوئے ہین

ذاکر تجھے کچھ خبر ہے بس ہو چکے شکوے
وہ تجھسے بہت آپ ہی شرمائے ہوئے ہین

رخ پہ محفل مین کیون نقاب نہین — غیر سے کیا تمہین حجاب نہین

درد دل کی نہ کچھ حقیقت پوچھ — ہائے دوزخ مین یہہ عذاب نہین

غیر سے وہ خفا ہوئے ہین کہین — بے سبب مجھپہ یہہ عتاب نہین

کب نظر بزم مین پڑی مجھپر — ظرف ساقی مین جب شراب نہین

کون سے دن نہین ہے درد جگر — کب مجھے زندگی عذاب نہین

منع عشق بتان ہے سچ واعظ — کیا کرو تم کہ اب شباب نہین

نکلے ہو میکدہ سے شب ذاکر
آپکی توبہ کا حساب نہین

چہرہ پہ اوسکی زلف نہین ہے نقاب مین
گویا کسوف مہر ہے اور ہے سحاب مین

درد شب فراق مین جینا محال تھا
وہ آکے اور چھپ گئے مجھکو خواب مین

یہہ میری ہی تو تلخئ عشرت ہے واعظا
کیا پوچھتے ہو باعث تلخی شراب مین

ظالم کبھی تو رحم بھی کہا حال زار پر
یا یون ہی عمر کاٹینگے ہم اضطراب مین

مین کیا کہون کہ اور مجھے لطف آگیا
اُس تند خو کو مین نے جو دیکھا عتاب مین

تم اپنا حال غیر کی فرقت مین دیکھہ لو
کیا حال میرا پوچھتے ہو اضطراب مین

ذاکر نہین ہے کچھہ مجھے غم روز حشر کا
ہون امت جناب رسالت مآب مین

سنکر وہ حال دل کا مرے اضطراب مین
یہان تک سے چلے تو آئے مگر پیچ و تاب مین

شاید کسی کی دام محبت مین پھنس گئے
مضطر وہ آج آئے نظر مجھکو خواب مین

دیر و حرم کو چھوڑ کے کعبہ بھی ہم گئے
چرچا تمہارا وہان بھی سنا شیخ و شاب مین

ہر شئے بقدر ظرف ہے مست اپنی حال مین
قدرت کے سارے رنگ ہین ہر شراب مین

اُن کا خیال زلف گلوگیر ہو گیا
ہم کو تو پھانسی لگ گئی عہد شباب مین

تیر نگاہ قہر سے ذاکر تو مر گیا
ترچھی نظر سے تم نے جو دیکھا عتاب مین

نہ دل دے لیلی زلفون کو تو اے دل پھنسکی مین
مگر ہان پھونک سے پہلے فسون مار چنگی مین

کہا گل چین سے بلبل نے کہلے تجھکو ستم مترا
جو لگ جائے کہین سیدرد بیتر خار چنگی مین

عجب ہوتی ہے حالت دلکی مرے قتل کر نہین
قسم کہاتا ہے جسدم لیلے وہ زنار چنگی مین

خیال آتا ہے جب اس غنچہ لب کا کیا کہون ذاکر
مسلتا ہے کوئی دل کو مرے ہر بار چنگی مین

کونسا وصف ہے وہ جو میرے دلبر مین نہین — رحم مجھپر نہین یہہ میرے مقدر مین نہین

کس سے سر پھوڑون کہان جاؤن کہون کس سے — کوئی دیوار بھی وحشت سے مرے گھر مین نہین

میرا یہہ حال ہے کرتے ہین تاسف اغیار — رحم کچھہ بھی مگر اُس شوخ ستمگر مین نہین

نامہ کیا بھیجون چھٹون غم سے تو دون داغ و آہ — ضعف سے طاقت پرواز کبوتر مین نہین

خلد مین کیا کرون جاکر ہین قدح کش واعظ — جب سے مئے روح فزا چشمۂ کوثر مین نہین

سب کی قسمت ہے جدا سعی جدا آبحیات — حصۂ خضر ہوا بخت سکندر مین نہین

بت پرستون کی طرح بنگئے نادان ذاکر
پوجتے بت کو ہوا اللہ تو پتھر مین نہین

شوق سے کر ظلم جانان سینکڑون — میرے دلمین بھی ہین ارمان سینکڑون

حسرت و یاس و الم درد جگر — آج کل دل مین ہین مہمان سینکڑون

تیری چشم مست سے اے گلعذار — ہوگئے وحشی غزالان سینکڑون

اُسکے ناز و عشوہ و انداز سے — بن گئے دیوانے انسان سینکڑون

وہ چلے آئین دم آخر ہی کاش — یون تو ہین ہرچند ارمان سینکڑون

سنکے آمد فصل گل کی ہمنے یہان — چاک کر ڈالے گریبان سینکڑون

قیس نے دیکھا تھا اک صحرا نجد — ہم نے دیکھے ہین بیابان سینکڑون

دیکھتے ہی تجھکو اے آئینہ رو — ہوگئے بیتاب و حیران سینکڑون

فصل گل مین جوش وحشت کا ہے زور — ہوگئے معمور زندان سینکڑون

ہو رسائی کیونکہ اُس تک ہمدمو — اُسکے در پر ہین نگہبان سینکڑون

ایک درد ہجر سے گھبراؤن کیا — آفتین سہتے ہین انسان سینکڑون

اُسکے آنیکا ہو یہان کیونکر یقین — کرچکا ہے عہد و پیمان سینکڑون

اُسکے چشم سرمگین سے ہم نشین — ہین جگر مین زخم پنہان سینکڑون

غنچہ لب طرز تبسم پر ترے — کرتے ہین قربان ایمان سنکڑون
رحم کر او بت بیداد گر — ہین تری فرقت مین نالان سنکڑون

تجہہ مین ہے انداز ہی ذاکر کچہہ اور
یون ہین دنیا مین غزل خوان سنکڑون

زلف شبگون کا ہے خیال ہمین — رات ہے کاٹنی وبال ہمین
بوالہوس سے وہ دین مثال ہمین — کیون نہ ہو زندگی وبال ہمین
ہر قدم پر کیا ہمین پامال — خوش نہ آئی تمہاری چال ہمین
ہم اٹہاتے ہین صدمۂ فرقت — آئے کیا حشر کا خیال ہمین
اور مغرور کر دیا اونکو — تہا دکہانا نہ اپنا حال ہمین
سخت جانی ہوئی پشیمانی — کہ ہے قاتل سے انفعال ہمین
دیکہہ واعظ نہ کہہ بتون کو برا — یہہ نہین بہاتی قیل وقال ہمین
لوگ نقش قدم سمجہتے ہین — خاکساری مین ہے کمال ہمین
جوش وحشت سے ڈر گئے ورنہ — بہاگے کیون دیکہکر غزال ہمین
اسقدر دل کو یاس ہے شب ہجر — نہ رہی خواہش وصال ہمین

اک غزل قافیہ بدل کر لکہہ
ذاکر اپنا دیکہا کمال ہمین

رخ دکہاتے ہوئے بے حجاب ہمین — اب کہان دیکہنے کی تاب ہمین
وہ پلا ساغر شراب ہمین — رہے ساقی نہ پیکے تاب ہمین
سخت جانی کا ہو برا یارب — مرگ نے بہی دیا جواب ہمین
کی محبت ازل مین جب تقسیم — کر لیا پہلے انتخاب ہمین
جنکے باعث سے گہر لٹا دہ بہی — کہتے ہین خانمان خراب ہمین

لیچل اب دوش پر نسیم سحر
اوسکے کوچہ میں تو شتاب ہمیں

ہر نفس نزع کا نمونہ ہے
ہوگئی زندگی عذاب ہمیں

نہیں طور اوسکا کوچہ ای موسے
نہ ملے جو وہاں جواب ہمیں

ہم ہیں وہ ناتواں کہ بہر مزار
جاہئے دیدۂ حباب ہمیں

نہیں بچنے کے دردِ ہجر سے آج
کہئے دیتا ہے اضطراب ہمیں

بیخودی میں گذار دینے کو
یاد ہے چشمِ نیمخواب ہمیں

آفریں تجھکو پنجۂ وحشت
اوسکو دکھلایا بے نقاب ہمیں

عیش و عشرت وہ اب کہاں ذاکر
ہوگیا سب خیال و خواب ہمیں

لگا کر دل کسی دلبر سے دلکو شاد کرتے ہیں
دلِ ویران کو اپنے آج ہم آباد کرتے ہیں

نگاہِ ناز کے مارے کہیں فریاد کرتے ہیں
جفا و جور سہتی ہیں تمہاری یاد کرتے ہیں

بٹھا کر غیر کو پہلو میں مجھکو یاد کرتے ہیں
نئے فتنے اُٹھاتی ہیں ستم ایجاد کرتے ہیں

کچھ ایسے ہم ہیں سرخوش لذتِ بیدادِ جاناں میں
کہ اونکو بھولے بیٹھے ہیں وہ بیٹھے یاد کرتے ہیں
مصرع طرح

وہ بزمِ غیر میں ہردم وفا کا نام لے لے کر
ہمارا دل جلاتے ہیں عدو کو شاد کرتے ہیں

کھلا سب حال و زخکا شبِ فرقت میں جاناں کے
بجا ہے حضرتِ ناصح جو کچھ ارشاد کرتے ہیں

صفائی قلبِ محزوں رہنمائے شکلِ دلبر سے
خیالات اپنے کارِ مانی و بہزاد کرتے ہیں

عدو کے پاس کیا جاتی ہیں وہ میرے جلانے کو
وہ کچھ کھوتے ہیں اپنا حسنکو برباد کرتے ہیں

سوادِ کفر پہر وال اوس خوشخط کی کاکل بھی
ہمیں عین الیقیں اسلام کا ہے صاد کرتے ہیں

وہاں عذرِ نزاکت ہے فقط غیروں کے آنے تک
بہانا قتل سے ورنہ کہیں جلاد کرتے ہیں

نہیں چھوڑا ہی خون باقی ذرا خارِ بیاباں نے
انہیں سے دا ہے الٹا چارہ کیا فصاد کرتے ہیں

ہم اونکے نازِ بیجا کے بہت مدت سے خوگر ہیں
جفائیں ہیں عبث ہم پر ستم برباد کرتے ہیں

مرے چپ رہنے سے مظلومیت سب آشکارا ہے — خموشی معنیٔ دارد کہ ہم فریاد کرتے ہیں

جفا سہنے کی عادت ہے مگر ہے خوف یہ ذاکر
ہوس بڑھتی ہے جتنے ہم یہ وہ بیداد کرتے ہیں

کہیں سویا عدو کے وہ بت بے پیر پہلو میں — تڑپتا ہے وگرنہ کیوں دل دلگیر پہلو میں

بڑھا ہے یہ شعلۂ عشق غم شبیر پہلو میں — مرا دل خاک ہو کر بن گیا اکسیر پہلو میں

بٹھائے سیکڑوں فقرے اٹھائے سیکڑوں فتنے — کسی صورت نہ وہ بیٹھے مری تقدیر پہلو میں

نہ سیر دشت کی ہم نے نہ کوئی گلستاں دیکھا — خیال زلف کی ہر دم رہے زنجیر پہلو میں

شب وصلت چلے اوٹھ کر عدو کے پاس صد حسرت — ہمارے نالۂ دل نے نہ کی تاثیر پہلو میں

کرینگے الفت دشمن سے وہ پہلو تہی شاید — میں پوچھوں کس سے سونگی مگر تعبیر پہلو میں

شب فرقت میں موت آئی خیال تیر مژگاں سے — جئے ہم ہجر میں کہا کر تمہارے تیر پہلو میں

صفائی دل میں حاصل ہے تو پھر فرقت کا کیا ڈر ہے — کہ جذب دل نے کھینچی ہے تری تصویر پہلو میں

اڑائی رنگ اپنے بھی تمہاری بیوفائی کے — ہمارا دل نہیں رہتا کسی تدبیر پہلو میں

شب وصلت میں دیتی ہیں شب فرقت کی یوں طعنے — وہ سب سنتے تھے یہاں گویا مری تقریر پہلو میں

مبارک اے دل نالاں سلامت کنج تنہائی — لو وہ مقتل میں آ بیٹھے لئے شمشیر پہلو میں

جواب نامہ کا مشتاق ہوں اوس کو خط کا عاشق ہوں — عزیز و بعد مردن بھی رہے تحریر پہلو میں

خفا ہو کر عدو کی بر سے وہ اوٹھے تو ہم سمجھے — کبھی ہم بھی تو رکھتے تھے ولا تاثیر پہلو میں

شب وصلت کو بھولا تھا وہ پھر پہلو میں آ بیٹھے — ہوئی ہم غم کی نئے سر سے مرے تعمیر پہلو میں

خدا جانے کہ اپنا کون خالی کر گیا پہلو — کہ درد دل نہیں تھمتا کسی تدبیر پہلو میں

تمہارے تیغ ابرو کے یہاں تک زخم کھائے ہیں — کہ عضو استخواں اپنے بنے قطمیر پہلو میں

تصور میں مٹے ہم یوں تمہاری تیغ ابرو کے — کہ جیسے شمع جلتی ہے لئے گلگیر پہلو میں

نہوں غصہ سے ڈرتا ہوں نشانہ اپنی شوخی کا — کہ مقتل میں لئے بیٹھی ہیں وہ شمشیر پہلو میں

ہوا قدم نما جوشِ الم سے اشک آنکھوں میں — تپِ غم سے ہے خاکستر دلِ دلگیر پہلو میں

شبِ وصلت کو نفرت ہی شبِ ہجر انکو بہایا ہوں — شبِ فرقت کو رکھتا ہوں میں کیا اکسیر پہلو میں

جو بیٹھا اوسکے پہلو میں کسی پہلو نہیں اٹھا — خدا نے دی ہے کافر کے عجب تسخیر پہلو میں

گرایا مجھکو یوں پہلو کی بل اوس تیرِ مژگاں نے — نشانہ کھا کے جیسے گر پڑے نخچیر پہلو میں

لیا سوتے میں بوسہ کس نے اونکو بدگمانی ہی — میں ایسا تھا کہ کرتا بیٹھ کر تقصیر پہلو میں

ہماری سخت جانی تھی نہ موت آئی ہمیں ذاکر
عدو کے پاس وہ بیٹھے لگانے تیر پہلو میں

تکتا ہوں انتظار سے ہر رہگذر کو میں — مدت ہوئی کہ بھول گیا نامہ بر کو میں

آئی شبِ وصال میں ساتھ اونکے موت بھی — روتا ہوں اپنے آپ دعا کے اثر کو میں

دنیا میں گر نہیں ہی عدم سے میں لاؤنگا — مضمونِ نور باندھوں گا اونکے کمر کو میں

ملتے ہی اک نظر کے گئے سارے آشنا — تاب و تواں کو پیٹوں کہ دل اور جگر کو میں

قایل ہوں جذبِ دل کا کہ کہتا ہے ہر گھڑی
لاؤں گا بزمِ غیر سے رشکِ قمر کو میں

نحافت سی اپنی یہہ ہم دیکھتے ہیں — جو تھا کار آساں اہم دیکھتے ہیں

محبت ہوی اونکو شاید کسی سے — اب آنکھوں میں اونکے بھی نم دیکھتے ہیں

تغافل سی اونکے ہوا میں تو بیجان — تساہل سی مجھ میں وہ دم دیکھتے ہیں

خیالِ دہاں و کمر میں کسی کے — سدا سیرِ ملکِ عدم دیکھتے ہیں

خوشی کا پتا کب ہی دنیا میں غافل — جہاں دیکھتے ہیں الم دیکھتے ہیں

صفائی سے دلکی یہہ نوبت ہوئی ہے — جدھر دیکھتے ہیں صنم دیکھتے ہیں

فلک کی یہہ گردش کا ہے حال ذاکر
کہ اغیار کے ہم ستم دیکھتے ہیں

مارِ سیاہ زلف کا کاٹا بچا نہیں
یہہ زہر ہے وہ زہر کہ جسکی دوا نہیں

سات آسماں تو کیا ہیں گری عرش بھی ہے
ہے شکر کی جگہ مرا نالہ رسا نہیں

ظاہر اگر نہ آئیں تو آتے ہیں خواب میں
میں کسطرح کہوں اونہیں الفت ذرا نہیں

اشکوں نہیں اپنی آتا ہے برسات کا مزا
صد حیف ایسے وقت کوئی دلربا نہیں

آتا ہے ہر گھڑی ترے بدنامیونکا پاس
ورنہ شبِ فراق میں مرنا برا نہیں

مجھکو خراب اس دلِ نالاں نے کر دیا
ورنہ تپِ فراق میں ایسا جلا نہیں

ذاکر عبث ملول ہے فکرِ معاش میں
اوروں کا ہے خدا کوئی تیرا خدا نہیں

غیر ابھرینہ ابھارو گردن
میں جو دم ماروں تو تم مارو گردن

ایک دم اور نظارہ کر لوں
ایسی جلدی نہ اتارو گردن

خنجر اٹھتا ہی نزاکت سے نہیں
اسپہ کہتے ہو ابھارو گردن

مجھکو مقتل میں نہ چھوڑو بسمل
اپنے ہاتوں ہی سے مارو گردن

ضد ہی اون کی رہی قایم ذاکر
ایک بوسہ ہی پہ ہارو گردن

غمِ جاناں کو غمگسار کروں
کیوں نہ خلوتمیں اختیار کروں

دلِ لیسے صدمہ یہہ جان پر آیا
ایسے کمبخت کو نثار کروں

عمر بڑھ جائے خضر سے میری
روزِ ہجراں اگر شمار کروں

حالِ فرقت کہوں مگر ہمدم
اونکو کسطرح سرشار کروں

وعدۂ وصل گر کرو مجھہ سے
لاکھ جانیں ہوں تو نثار کروں

یہاں قیامت ہی آگئی افسوس
کبتک اونکا میں انتظار کروں

گلِ رعنا کو اپنے دکھلا کر
تجھکو شرمندہ میں ہزار کروں

ذبح کے وقت تیرے خنجر کو
جز خموشی نہ کچھہ جواب ملے

جان پیاری کروں کہ پیار کروں
اون سے شکوے اگر ہزار کروں

دل بھی پہلو سے چلدیا ذاکر
خاک اپنوں کا اعتبار کروں

سوز تپ فراق کی اونکو خبر نہیں
دلمیں سمایا جب سے خیال سہی قداں
تیر نگاہ یار سے کسکو ملے اماں
غارت کیا جو مجھکو فلک اس سے فائدہ
جائے غم فراق مرے دلسے کاشکے

دل جل رہا ہے جانکو اصلا ضرر نہیں
نخل مراد میں مرے آتا ثمر نہیں
یہہ بھی ہے اونکا لطف جو مجھپر نظر نہیں
تو خوب جانتا ہے کہ مجھہ میں ہنر نہیں
آئے پیام مرگ ہی گر نامہ بر نہیں

بیباک و بیحجاب وہ جائیں عدو کے گھر
ذاکر تمہاری آہ میں کچھہ بھی اثر نہیں

جلایا گھر عدو کا تمکو رکھا دلحزیں برسوں
نہیں منظور ہمکو حال دل کا اپنے افشا ہو
ستم برباد کرنا ہے تغافل سہل ہے ہمکو
کدورت اونکے دلسے اب نکلنی سخت مشکل ہے
ہماری سخت جانی سے یہہ اونکو بدگمانی ہے
بہانہ قتل کا میرے نزاکت پر ذرا سوچو
تمہارے کاکل مشکیں بجا آنکھیں دکھاتی ہیں
نہ پوچھو حال فرقت کا کہ گذرے کسطرح ہمپر

میں اپنی آہ سوزاں سے رہا ہوں شرمگیں برسوں
جلائے چرخ کو ورنہ یہہ آہ آتشیں برسوں
کیا خوگر جفا کا تمنے رہکر خشمگیں برسوں
مرے جانب سے اعدا نے کیا ہے دلنشیں برسوں
یقیں ہے بعد مردن بھی نہ لائیں وہ یقیں برسوں
چڑھایا سر پہ غیروں نکو جو تمنے نازنیں برسوں
ہمیں نے آہ پالے تھے یہہ مار آستیں برسوں
خیال چشم میگوں میں گذارے ہمنشیں برسوں

نہ کر برباد تو دل کو لحاظ یار رکھہ ذاکر
رہی ہے صورت زیبا کسیکے دلنشیں برسوں

ردیف واو

سنتے ہی قاتل تری آواز کو ۔۔۔ جانکنی سے ہے شہید ناز کو
مار کر ٹھوکر مجھے زندہ کیا ۔۔۔ تمنے شرمندہ کیا اعجاز کو
جان سے جائینگے لاکھوں بیگناہ ۔۔۔ قہر سے رونق تد و انداز کو
کوچۂ دلدار سے بہتر نہیں ۔۔۔ کوئی مدفن اس شہید ناز کو
ڈر نجائے میرے مرنیکی خبر ۔۔۔ کیوں سناؤ اوس بت طناز کو
مرغ دل کیونکر بچے جب وہ نظر ۔۔۔ پر لگائے چشم کے شہباز کو

دل دیا ذاکر نے اور اف بھی نکی
دوست رکھا ہمنے اوس دمساز کو

دیکھنے کا نہیں جب گریہ سے یارا ہمکو ۔۔۔ اوسکے آنیکی ہو کیا خاک تمنا ہمکو
ہمتو مرجاتے کبھی کے شب فرقت میں مگر ۔۔۔ وعدۂ وصل نے جاناں کے جلایا ہمکو
فرط حسرت سے ہوا سکتہ کا عالم گویا ۔۔۔ اوسنے محفل میں جو کل شب کو بلایا ہمکو
وہ دم نزع چلے آئیں مرے بالیں پر ۔۔۔ وقت آخر جو مقدر ہو نظارا ہمکو
آئے احباب عیادتکو نہ آئے تو وہی ۔۔۔ مرتے مرتے رہی یہہ ایک تمنا ہمکو
چین سا آگیا اندوہ و فا سے چھٹکر ۔۔۔ قبر میں جبکہ عزیزوں نے اتارا ہمکو
اونکے وعدے سے اگر ہوتی نہ امید وصال ۔۔۔ پھر تو تھا زہر بھی فرقت میں گوارا ہمکو

فکر ہے روز جزا کا ہمیں ناحق ذاکر
ہے محمد کی شفاعت کا سہارا ہمکو

کیونکر آتا نہیں وہ رشک قمر دیکھیں تو ۔۔۔ جذبۂ دلمیں نہیں کیونکہ اثر دیکھیں تو
میں ہوں بیمار محبت وہ یہاں تک آئیں ۔۔۔ حال دل کچھ نہ سنیں ایک نظر دیکھیں تو
جاتے ہیں غیر کے گھر وہ نہ رکے سیل سرشک ۔۔۔ ہمت ہم آج تری دیدۂ تر دیکھیں تو

ہے شب ہجر اودہر یاس اودہر بیتابی
کیونکہ ہوتی ہی الٰہی یہہ سحر دیکھیں تو

محو حیرت ہوں یہہ آئینہ میں حیرت ہے کہاں
اونکو حیرت ہو مجھے ایک نظر دیکھیں تو

رحم کیونکر نہیں آتا اونہیں ذاکر دیکھیں
مرے سینہ میں مرا زخم جگر دیکھیں تو

جب رہا اوسنے کیا دلپر ہمارے تیر کو
کردیا گویا موافق مجھہ سے بس تقدیر کو

نوحہ گر ہیں بلبلیں روتے ہیں مرغان چمن
سنتے ہیں جسوقت میری رنج کی تقریر کو

قتل ہوتے غیر کو دیکھا ہے میں نے خواب میں
ہو میں حیراں کس سی پوچھوں خواب کی تعبیر کو

کٹ گئے دن ہجر کے اور ہو گیا اپنا وصال
کیوں ندیں قاتل دعائیں ہم تری شمشیر کو

بدگمانی کسقدر رہے پھر گیا اولٹا وہیں
گھر میں میرے دیکھکر لیلے کی وہ تصویر کو

اونکو راہ خانۂ دشمن دکھایا دیکھنا
چال کیا کیا سوجھتی ہے چرخ بے تدبیر کو

کون ہے یہہ جیتا کمبخت مرجائے کہیں
سنکے فرماتے ہیں میرے نالۂ شبگیر کو

ہو گیا عشق بتا میں اسقدر زار و نحیف
مجھپر آتا ہے تاسف ہر جوان و پیر کو

یہہ دعائے ذاکر دلخستہ یارب کر قبول
میرا حامی حشر میں کر حضرت شبیر کو

دیکھا ہے جب سے اوس صنم گلعذار کو
ہم رو رہے ہیں اپنے شکیب و قرار کو

کسکی خرام ناز نے محشر بپا کیا
کیوں زلزلہ ہے آج ہمارے مزار کو

مجھہ سے نہ پوچھ بار شب غم کا ماجرا
تھا سخت اضطراب دل بیقرار کو

کیا ضد تھی میرے ساتھہ تجھے ای نسیم صبح
چھوڑا نہ اوسکے کوچہ میں میرے غبار کو

باہر ہے اختیار سے میرے وگرنہ میں
سینہ میں روکوں نالۂ بے اختیار کو

کیا دشمنی تھی مجھسے بتا تجھکو ایفلک
برباد کردیا مرے مشت غبار کو

کافی ہوا نہ طول بھی روز حساب کا
چھیڑا جو میں نے ذکر شب انتظار کو

اللہ رے نصیب کہ وہ چشم غیر میں / دیتے بجائے سرمہ ہیں میری غبار کو
آنا اگر ہے آچکو وعدہ سے کس لئے / ڈالا ہے کشمکش میں میری جان زار کو
ناصح دراز ہے شب فرقت میں کیا کہوں / رشتہ ہی زلف یار سے شب ہائے تار کو
مدفن کی فکر چاہئے مجھ ناتوان کو کیا / سوراخ مور کافی ہے میرے مزار کو
اوسکو بھی کچھ لگاؤ سہی اسطرف مگر / کیونکہ یقین آئے دل بیقرار کو

ذاکر ذرا اٹھو چلو شاید کہیں ملے
دیکھا نہیں ہی ہمنے دل غمگسار کو

کبھی نالہ کبھی گریہ کبھی فریاد کرتے ہو / اوسی ظالم کو تم ای حضرت دل یاد کرتے ہو
ہوی تقصیر کیا مجھ سے کہ ایسی بدمزاجی ہے / کبھی ہو دیکھتے خنجر کبھی آزاد کرتے ہو
تم اپنے ہاتھ میں شمشیر لو حاضر ہے سر میرا / اشارہ کسلئے ہر دم سوئے جلّاد کرتے ہو
تمہارے واسطے ہمنے اڑائی خاک دنیا کی / ہماری خاک کیوں تم اسطرح برباد کرتے ہو
عبث نالہ عبث گریہ عبث ای دل یہ زاری ہے / وہ ظالم تمکو بھولا ہے تم اوسکو یاد کرتے ہو
ستم کا رنگ بعد از قتل یہ ہمنے نکالا ہے / حنا کی جائے خون ناتونمیں ملکر یاد کرتے ہو

عجب سوزش ہے ذاکر آپکے دل میں کہ راتوں کو
ہلاتے ہو زمیں کو جب کبھی فریاد کرتے ہو

مسکرا کر بھی کرو قتل اگر تم مجھکو / لو دیّت کیلئے کافی ہے تبسّم مجھکو
حالت نزع ہے مشکل ہے تکلم مجھکو / دیکھنے آئے ہو اسوقت یہاں تم مجھکو
آپ غیروں سے ہنسے اور میں غیرت سے مرا / جوہر تیغ ہوے موج تبسّم مجھکو
غیر کے خواب میں جانا نہ ہو وہ غیرت حور / تھا شب وصل میں بھی یہی توہّم مجھکو
ناتواں ایسا ہوا آہ غم فرقت میں / اپنے خود حال پہ آتا ہے ترحّم مجھکو
جی گیا میں ترے آجانے سے سچ تو ہے یہی / کہنے کو حضرت عیسی نے کہا تم مجھکو

غیر سے وصل ہو محروم رہوں میں فراکر
کاش دنیا سے کرے آکے اجل گم مجھکو

نہ رکھوں دل میں کیونکر میں خیال روئے جانانکو
کہ ہو جاتی ہے کچھ تسکیں دل بیتاب نالانکو

دکھاؤں چیر کر سینہ اگر میں داغ پنہاں کو
تو غیرت آئی اوسکے سامنے مہر درخشانکو

بچاؤں کسطرح ناصح میں اوس سے دین و ایمانکو
سنوارا ہے بت کافر نے پھر زلف پریشانکو

بڑا ہو بیقراری کا تغافل پھر لگا کرنے
کیا تھا مہرباں مشکل سے ہمنے اوسکے دربانکو

مرے شوق شہادت کا اونہیں بھی حال کھلجائے
اگر وہ ہاتھ میں لیلیں ذرا شمشیر عریانکو

اثر پیدا کیا ہمدم یہانتک میری وحشت نے
کہ زنجیر اوسکی برہم کردیا زلف پریشانکو

ابھی کھلجائے تیری عاجزی اے ابر عالم میں
اگر برسائیں ہم تیرے مقابل چشم گریانکو

دکھایا دل نے مجھکو ربط مقناطیس و آہن کا
عجب انداز سے لپٹا ہے دیکھو اوسکے پیکانکو

مزا ہے جو تبسم سے نمک ریزی کریں وہ بھی
کہ زخم دل پہ خالی کر چکا ہوں میں نمکدانکو

تمہاری شرمگیں آنکھیں قیامت ہمپہ لائینگے
کیا ہے لیس تم نے آج اپنی تیر مژگانکو

چلا ہے بتکدہ کو آج فراکر اٹھکے کعبہ سے
خدایا تو سلامت رکھ اوسکے دین و ایماں کو

نازک بدن کا آپکے گر اوسکو ڈر نہو
آہ جگر خراش مری کارگر نہو

ڈر ہے کہ راز عشق رقیبوں پہ کھل نجائے
اے آہ میرے دل میں عبث رخنہ گر نہو

سوز تپ فراق کی یہاں انتہا نہیں
جلجاؤں ایکدم بھی اگر چشم تر نہو

کیسی شب وصال تو جلدی سے کٹ گئی
گر رات ہجر کی ہو تو ہرگز سحر نہو

دیوانگی میں خوب ہی جلدی سے موت آگئی
افشا یہ راز دل کا مرے دربدر نہو

روز جزا دیت کی ہیں تکلیف دوں اونہیں
شور نشور حشر میں با[illegible]گر نہو

دیتے ہیں گیسوؤں کو وہ بل روز اسلئے
دلکو رہائی زلف سے تا عمر بھر نہو

قتلِ عدو پہ کسکے وہ باندہینگے کس طرح — قسمت سی جب رقیب کی اون کی کمر نہو
وصلِ صنم نہیں ہے تو کیا زہر بھی نہیں — اتنا بھی مضطرب تو عبث چارہ گر نہو
وہ نازنیں سمائے نہ جب بسملیں ضعف سے — کیونکر وبالِ دوش مجھے اپنا سر نہو
اونکے مریضِ عشق کے تیمار کا خیال — شرمندہ اس گلی میں مسیح آن کر نہو
فرحت فزا ہے شکلِ نکیریں قبر میں — سمجھا ہوں آگیا کہیں پیغام بر نہو

ذاکر دکھاؤں زخم میں دلکی پہ وہم سے
یہہ خوف ہے کہ غیر کی اون پر نظر نہو

زلفوں نے ترے چھوٹ کی اور حشر بپا ہو — اچھا ہے یہیں دل مرا اگر لاکھہ بلا ہو
برہم نہ مجھے دیکھکے کیوں زلفِ دوتا ہو — وہ جانے مرے درد کو دل جسکا پھنسا ہو
خلوتمیں بھی ہو یوں کہ الگ بیٹھی ہو بالکل — یہہ کیونکہ نہ سمجھوں میں کہ تم مجھسے خفا ہو
تم کیا ہو کہ تاثیر کرے دل میں تمہارے — افلاک کو پھونکے جو مرا نالہ رسا ہو
گلذار ہے سینہ مرا داغوں سے سراسر — آجاؤ گر اسوقت تو کیا خوب مزا ہو
ابتک تو مرے پاس تھا سینہ میں کھٹکتا — خون ہوکے یہ دل میرا نہ آنکھوں سی بہا ہو
مرجانے پہ موقوف ہو آنا اگر اون کا — ہرگز نکروں ایک بھی گر لاکھہ دوا ہو
رکھا نہ لحاظ اونکی نزاکت کا شبِ وصل — شرمندہ کیا مفت میں اس دل کا برا ہو
مرتے ہیں شبِ وعدہ جو بے آئے ہم اونکے — آجائیں شبِ ہجر تو پھر دیکھئے کیا ہو
آئیں بھی شبِ وعدہ اگر غیر کے ہمراہ — کیوں ورنہ دلمیں مرے پھر اور رسوا ہو

وہ ذاکرِ غم دیدہ کہ جو تمپہ تھا مرتا
کی اوسنے قضا تمنے بھی شاید کہ سنا ہو

غیر کی بزم میں ہنس ہنسکے رلاتے کیوں ہو — نقشۂ مہر و وفا دل سے مٹاتے کیوں ہو
کرکے اقرار مرے دل کو جلاتے کیوں ہو — قتل کرتے ہو کرو روز ستاتے کیوں ہو

یہی دعوا ہے نزاکت کا تو ای رشک پری
ہاتھ پھر قتل پہ تم میرے اٹھاتے کیوں ہو

زخم ہائے دل و جاں تمنے مزا پایا ہے
مجھکو بسیا ختہ ہنس ہنسکے رلاتے کیوں ہو

دیکے دشنام بھویں تانتی ہو مقتل میں
آج تم زہر میں خنجر کو بجھاتے کیوں ہو

خواب راحت ہو کہیں باعثِ قتلِ عالم
نالہائے شب غم شور مچاتے کیوں ہو

کیا یہ سمجھتے نہیں تم اسمیں سدا رہتی ہو
کیا غضب کرتے ہو تم دلکو جلاتے کیوں ہو

امتحاں جور کشی کا مرے گر ہے منظور
دلسے اس دور فتادہ کو بھلاتے کیوں ہو

گر نزاکت ہوی مانع کہ یہاں تک آؤ
چھپکے پھر غیر کے گھر راتکو جاتے کیوں ہو

گرچہ مطلوب ہو حاضر ہے ابھی تم لیلو
ترچھی نظروں سے مری دلکو چراتے کیوں ہو

مجھسے ملنا ہے جو منظور نہیں ہے تمکو
شکل پھر خواب میں بھی آکے دکھاتے کیوں ہو

گر تغافل ہے مرے حال سے تمکو منظور
یاد رہ رہکے شب و روز پھر آتے کیوں ہو

میرے ہی نام سے بدنام ہوے صاف کہو
رکھکے اغیار پہ در پردہ سناتے کیوں ہو

آج کیوں بزم میں پھر غیر سے سرگوشی ہے
مژدۂ قتل اگر ہے تو چھپاتے کیوں ہو

حرف آتا ہے نزاکت پہ ذرا تو سوچو
آپ دشمن کو عبث سر پہ چڑھاتے کیوں ہو

شب فرقت سے بھی کیا ہوگا عذاب او رندوں
واعظو آتشِ دوزخ سے ڈراتے کیوں ہو

مہرباں صاف کرو اپنو کدورت دل سے
جیتے جی خاک میں بس مجھکو ملاتے کیوں ہو

گرچہ آیا نہیں دل غیر سے چھپ کر میرا
سامنے غیر کے پھر آنکھ چراتے کیوں ہو

دردِ فرقت ہے مرے جاں کو کافی یارو
زلف کی دلکو مرے یاد دلاتے کیوں ہو

دردِ الفت کبھی چھپ سکتا نہیں صاف کہو
ذاکرِ خستہ جگر بات بناتے کیوں ہو

ہے دلکو یہ خیال کہ انکو خبر نہو
اے کاش میری مرگ کی دنیا تک خبر نہو

صد حیف میرے درد کا یہاں تک اثر نہو
میں جاں سے بھی جاؤں تو ان کو خبر نہو

کس کام کی وہ آہ کہ جس میں اثر نہو — کیا خاک وہ شجر ہے کہ جسمیں ثمر نہو
دیکھو ہمارے زخم جگر کو نہ ہر گہڑی — ڈر ہے کہیں تمہاری ہی تمکو نظر نہو
وصل صنم ہوا ہے بہت مدتوں کے بعد — یارب شب وصال کی ابتو سحر نہو
لفظ دوئی تو مجھکو یہانتک نہیں پسند — الفت ہوا و نکو غیر کی میری مگر نہو
پیغام شوق وصل کا کیونکر پہونچ سکے — جسکی گلی میں حیف صبا کا گذر نہو
گر دو نہیں ہاتہ غیر کے اور میرے روبرو — ایسا بھی بیحجاب تو کوئی بشر نہو

ایسے سے ہائے کیونکہ بر آئے امید وصل
ذاکر بر آئے نام بھی جسکی کمر نہو

اونکی الفت اور کھوتی ہے دل دلگیر کو — لیکے کیا چولے میں ڈالوں سرمہ تسخیر کو
مضطرب دیکھا جو مجھکو پھر گئی مقتل سے وہ — بخت برگشتہ کو پیٹوں روؤں یا تقدیر کو
وصل کیا اور ہجر کیا یہاں کشمکش میں کٹ گئے — لاگ یہہ ویسے پڑی تھی زلف کی زنجیر کو
کلبۂ احزاں میں میرے ایک تھا مہماں عزیز — کیوں نکالا چیر کر پہلو سے میرے تیر کو
وصل بھی اونکا مقدر ہو ولیکن روز ہجر — تا بکے چاٹا کروں ہمدم خط تقدیر کو
مانع الفت ہیں ہمکو آپ ہیں مشتاق حور — کیوں زباں کھلوائی واعظ طی کرو تقریر کو
وصل کا کیا ہی مزا دل نے اٹھایا بعد مرگ — تیر نے قاتل کو کھینچا دل نے میری تیر کو
بل بے جوش بیخودی مضطر وہ آئی خواب میں — اف رے میری روز آہ ہاں شاباش ہے تاثیر کو
روز ہجراں کیا قیامت ہے قیامت آگئی — موت پر آتی نہیں ہے موت کی تاخیر کو
سخت جانی سے مزا الفت کا دونا ہو گیا — خوب لپٹایا گلے سے یار کی شمشیر کو

لاکھہ کی تدبیر ذاکر اوسکے ملنے کی مگر
کچھہ نہ بن آئی یہاں تقدیر سے تدبیر کو

نکلنا ہجر میں مشکل ہے جان کو — ملا دے کوئی مجھسے مہربان کو

مرے ہم وہاں تو دیکھو بدگماں کو
وہ سمجھے دم دیا ہے پاسباں کو

کیا نامہرباں اوس مہرباں کو
کہ ہر چٹیوں میں تاثیر فغاں کو

مجھی کو ڈہونڈ کر مقتل میں مارا
نہ بھولونگا میں ایسے مہرباں کو

بڑا ہی اضطراب برق کیسا
ذرا دیکھا ہی میرے آشیاں کو

تواضع میں بھی تھا ہمکو تکبر
نہ دیکھا آنکھہ اوٹھا کر آسماں کو

اترتی ہی فلک سے ہمپہ آفت
پسند آیا ہوں شاید آسماں کو

ذرا دیکھہ آتش گل آج بلبل
جلا دے تو بھی اپنے آشیاں کو

اگر تم تک رسائی مجھکو ہوتی
سناتا اپنی ساری داستاں کو ق

نہ اوٹھتا بعد مردن بھی فلک سے
اٹھاتا گرچہ مجھسے ناتواں کو

جہانمیں ہمکو کہواؤں ستمگر
دکھاؤں کسطرح زخم نہاں کو

سگ دلدار بھی مجھہ تک نہ آیا
بچا رکھا تھا اپنے استخواں کو

میں اتنی بات پر مرتا ہوں ذاکر
کہ اونکے نام سے نسبت ہے جاں کو

اپنے بسمل کا تماشا کبھی آکر دیکھو
خاک میں نام کو عاشق کے ملا کر دیکھو

شکل عاشق کی ذرا اپنے بلا کر دیکھو
درد فرقت کی بھلا اب تو دوا کر دیکھو

گر وفا سے نہیں حاصل تو جفا کر دیکھو
کبھی ایکبار تو اعدا کو ستا کر دیکھو

خاکساری تو کچھہ قتل کی امید نہیں
بے محل ابکے کوئی اونکی خطا کر دیکھو

تمسے معشوق بہت مجھسا ہی عاشق کمیاب
آئینہ ہاتھہ میں تم اپنے اوٹھا کر دیکھو

جور آسان ہیں مشکل ہے وفا کا کرنا
تمکو باور نہیں آتا تو وفا کر دیکھو

ہو نہیں عاشق مجھی کیا مہر و وفا کی خواہش
لاکھہ الفت کرو تم لاکھہ ستا کر دیکھو

طعنہ زن آپکے عاشق پہ ہوا ہے ناصح
شکل واعظ کو ذرا اپنی دکھا کر دیکھو

تہمت عشق کی ناحق ہے سزا اعدا کو — رنگ تم کاذب و صادق کا ملا کر دیکھو

شب فرقت میں جو تم آئے تو فرقت نہ رہی — حال دیکھو جو مرا نامہ جلا کر دیکھو

بی اجل مرگ پہ راضی ہیں اس شرط سے ہم — کہ کسی طرح سے بالیں پہ تم آکر دیکھو

ہم اگر آئیں تو سو بار نکالو ہمکو — ہائے افسوس کہ دشمن کو بلا کر دیکھو

وصل کیا چیز ہے ذاکر شب ہجراں کیا ہے
کسی معشوق سے تم آنکھ لگا کر دیکھو

ردیف ہائے ہوز

غمخواری ہی دلاسے ہیں جور و جفا کے ساتھ — کرتے ہیں غیر پر وہ ستم بھی وفا کے ساتھ

پرسش ہی حال کی مرے اور کس ادا کے ساتھ — انکا اپنے عذر ہے عذر حنا کے ساتھ

اقرار قتل کرتے ہو کرتے نہیں مگر — کیوں جور ناتمام ہے مجھ مبتلا کے ساتھ

اونکی خرام ناز سے محشر بپا ہوا — مردونکی نیند اڑگئی آواز پا کے ساتھ

ہے شکر کی جگہ پس مردن پہونچ گئی — یہ مشت خاک کوچہ میں اوسکی صبا کے ساتھ

صدقے میں ایسی موت کے یہ دن نصیب ہوں — آئیں وہ میری لاش پہ ناز و ادا کے ساتھ

خون شہید ناز بھی اب کام آئے گا — الفت ہوئی ہے اونکو جو رنگ حنا کے ساتھ

چیں جبیں ہیں کف بدہاں ہیں عتاب میں — لب آشنا ہوئے جو مرے مدعا کے ساتھ

کٹتی نہیں ہیں جو کاٹے سے شب ہائے تار کو — ہے ربط باطنی ترے زلف دوتا کے ساتھ

روز جزا کا خوف نہیں ہمکو ہمنشین — ہے واسطہ غلامی کا خیر الورا کے ساتھ

ذاکر تری خطا ہے کہ تو جان بوجھکر
پابند ہے وفا کا اور اوس بیوفا کے ساتھ

وعدہ پہ یہاں جو آئے تو اک انجمن کے ساتھ — کرتے ہیں وہ وفا بھی تو اک بانکپن کے ساتھ

بیجا تھی زلف یار سے تشبیہ مشک کو — سمجھا نہیں صریح خطا ہے ختن کے ساتھ

کیونکر بنیگی چین جبیں سے مری خدا
نکلی ہی جان جاتی ہے یہاں شکن کی ساتھ

یہاں فکر نازکی ہیں کٹی رات وصل کی
سوئی بھی گر نصیب سے اوس گلبدن کے ساتھ

قسمت میں میرے بادیہ گردی مگر رہی
آرام و عیش جہل گئے اک وطن کے ساتھ

وعدہ کیا تھا آنیکا یہاں موت آگئی
مجھکو یقین ہے آئینگے اب وہ کفن کے ساتھ

کیونکر نہ ہجر میں اوسے سونا حرام ہو
اسی وائی جسکی آنکھہ لگے سیم تن کے ساتھ

کیونکر بہار باغ سے تشبیہ اون کو دوں
یہہ حسن لازوال خزاں ہے چمن کے ساتھ

بگڑے جو مجھہ سے آہ منے پھر نہ تم کبھی
دشمن سے گر خفا ہوئی جاتے ہو من کے ساتھ

کشتہ ہماری جاں کا کیا کیمیا ہوا
سونا ملا نہ مجھکو اگر سیمتن کے ساتھ

ذاکر خیال یار میں ایسی غزل لکھے
صدآفریں کی آئی صدا ہر سخن کے ساتھ

لطف کیا کیا آئے ہیں قاتل تری خنجر کے ساتھ
حشر تک ہوگا ہی ذوق شہادت سر کے ساتھ

قبر میں دیکھوں پس مردن گذر ہو کسطرح
خواہش صحرا نوردی ہے دل مضطر کے ساتھ

درد و فرقت یاس و حرماں سوز دل و داغ جگر
رہتے ہیں غمخوار کیا کیا اس دل مضطر کے ساتھ

ہوں شہید ابروئے خمدار قاتل بعد مرگ
قبر میں اک نیمچہ رکھنا ہمارے سر کے ساتھ

ہے خیال یار سودائے وفا جوش جنوں
کیسی کیسی آفتیں ہیں اک ہمارے سر کے ساتھ

دل وہی اچھا ہے جسمیں ہو محبت کا مزا
دیکھو بڑھجاتی ہی قیمت تیغ کی جوہر کے ساتھ

پرسش احوال کیا ہے چیر دو پہلو مرا
سب نکلجاینگے حسرت آپکی خنجر کے ساتھ

ہے یقیں ہو وصل اوس سفاک کا ہمدم نصیب
میں گلے مل ملکے رویا خواب میں خنجر کے ساتھ

دیکھتے ہی اوسکو مقناطیس کا عالم ہوا
کیا گلا لپٹا ہے میرا دیکھنا خنجر کے ساتھ

تھی مقدر میں جو میری تشنہ کامی وقت قتل
دم روانہ ہوگیا آب دم خنجر کے ساتھ

اوسکی چشم مست کا کشتہ ہوں میں اے ہمدمو
مے کی شیشی قبر میں رکھنا ہماری بر کے ساتھ

دل لگے صحرا میں کیا اپنا کہ سب جاتی رہی — جمع تھی سامان وحشت جو ہمارے گھر کے ساتھ
میری وحشت کی سبب سے اوسکو بھی وحشت ہوئی — راہ گم کر وہ پڑا پھرتا ہوں میں رہبر کے ساتھ
میں وہ میکش ہوں کہ پی جاؤں ابھی وہ چار خم — کیا کرونگا شغل ساقی ایک دو ساغر کے ساتھ
باز رکھا اونکو آنے سے بہا کر بحر اشک — دشمنی کیا کی تھی ہمنے اپنے چشم تر کے ساتھ

دلسے رہتی ہے دعا اکر یہہ اپنی روز و شب
حشر کیجو یا الٰہی میرا پیغمبر کے ساتھ

وہاں کرتے ہیں وہ جور و ستم آہستہ آہستہ — یہاں خو گر دل مضطر کو ہم آہستہ آہستہ
نقاب الٹی اگر رخ سے صنم آہستہ آہستہ — خجالت سے ہو نور مہر کم آہستہ آہستہ
چلی مسجد سے او ٹھکر تو کہاں ٹہیرینگے پھر واعظ — پہونچ جائینگے ہم بیت الصنم آہستہ آہستہ
بہا دی کشتی کردونکو یہہ سیل بلا اک دن — بہے جائیگی جو یوہیں چشم نم آہستہ آہستہ
ملا ہی خاکمیں دیکھو ہمیں میرا دل نازک — ذرا رکھنا زمیں پر تم قدم آہستہ آہستہ
رکاوٹ کچھہ تو تھی دلمیں وگرنہ کس لئے قاتل — گلے پر چلتی ہے تیغ دو دم آہستہ آہستہ
وہ آئی ہیں ہماری قتل کو بے پردہ ای خنجر — ذرا چلیو تجھے سر کی قسم آہستہ آہستہ
بحال نزاع آئی ہیں ذرا دیکھوں نہیں دل بھر کر — اگر نکلے مرے سینہ سے دم آہستہ آہستہ
جب آنکھوں میں سمایا ہی تو دلمیں بھی مری ہمدم — اترہی آئیگا نقش صنم آہستہ آہستہ
عدو کی صحبتیں دیکھیں کہاں تک اپنی ناکامی — ہماری جان لے لیگا یہہ غم آہستہ آہستہ
مدوا ہی ناتوانی آج وہ مقتل میں آتے ہیں — چلے ہیں یاس و حسرت لیکے ہم آہستہ آہستہ
ملون سی نہیں ہے جور میں وہ تند خو کامل — مگر ہو جائیگا ثابت قدم آہستہ آہستہ
ہوا ہی میکشی کا شوق اوسکو سیر گلشن میں — ترشح چاہئے اے چشم نم آہستہ آہستہ
نہیں بچنے کا کہتا ہے مسیحا دیکھکر مجھکو — جگر تک اسکے جا پہونچا ورم آہستہ آہستہ
ابھی اوس کافر کا دل نور عرفاں سی خالی ہی — مگر بن جائیگا یہہ جام جم آہستہ آہستہ

اس سادگی پہ قہر ہیں اوس دلربا کی ہاتھ
لاکھوں ہی خون کرتی جو ہوتی حنا کی ہاتھ

جھگڑہ پڑا ہے موت سے بسمل کا آپکے
قصہ تمام کیجیے اسکا لگا کے ہاتھ

ناصح خدا کی واسطے دلکو نہ چھیڑنا
ہیں کر چکا ہوں بیچ اسے ایکبار سا ہاتھ

تڑپا تھا ہجر میں غم دوری سے چھٹ گیا
جھگڑا ابھی مٹگیا مرا سارا قضا کے ہاتھ

آنکھوں نے مجھکو مار لبوں سے جلا دیا
اپنی تو عمر گو زیست ہے اونکی ادا کے ہاتھ

دنیا میں گو محال ہے بدلا مگر بتو
انصاف اپنا حشر میں ہوگا خدا کے ہاتھ

چین جبیں ہیں تیغ بکف ہیں بصد عتاب
زلفوں کو اونکی چور بنا ہیں لگا کے ہاتھ

مجھکو گلا نہیں ہے تغافل کا یار کے
مشکل جو کچھ اٹھائے وہ اپنے وفا کے ہاتھ

خوگر ہوں جور یار کا پروا نہیں مجھے
ہاں صاف ہیچ اور بھی کیجیے جفا کے ہاتھ

ہاتو نہیں اونکی رات کو چوری مگر ہوئی
باندھے ہیں اب جو شوخ نے دزد حنا کی ہاتھ

شکوہ وصال غیر کا بھولے سے لکھدیا
ملزم بنا ہوں آپ میں اپنے کٹا کے ہاتھ

یہہ رشک ہے کسی پہ نہ افشائے راز ہو
کیونکر پیام وصل کا بھیجوں صبا کے ہاتھ

ذاکر خیال زلف نے دیوانہ کر دیا
دل پڑ گیا ہے ابکے مرا کس بلا کے ہاتھ

ردیف یائے

الفت کا کام ملگیا ناکام کیلئے
بدنام میں ہوا تو ہوا نام کیلئے

کیونکر نہ حرز جان ہو مرے دلربا کا نام
پیدا ہوا ہے دل کا نگیں نام کیلئے

الفت میں ہو شوق سے میرے دل لگی رہی
پیدا کیا تھا حق نے اسی کام کیلئے

دنیا میں میں ہوں تو تری جستجو رہی
کافی ہے ورنہ گور ہی آرام کیلئے

رشک عدو سے جان ہی سا غیر ہے اسلئے
محفل میں تو سہی غیر کی کیوں جام کیلئے

جور و جفا سے لاکھ میں پامال ہو گیا
دلمیں جگہ ہے اب بھی دل آرام کیلئے

اندوہ روز ہجر سے گر جان بچ رہی
تو شبہ لگا رہیگا ہی شام کیلئے

پیچ نہیں زلف یار کی اچھا ہی تو خوب — کچھ کام چاہئے دل ناکام کیلئے
پیچیدہ زلف یار مشابہ ہی لام سے — کیونکر فدا ہو جان نہ اسلام کیلئے
پہونچا جو تیری کوچہ میں پھر گر نہ پھر سکا — قاصد کہاں سی لاؤں پیغام کیلئے

بیت الصنم میں آپ پہ پتھر پڑے تھے کیا
ذاکر چلے جو کعبہ کو احرام کے لئے

شب جدائی جو شور نشور ہوتا ہے — یقیں ہے نالوں کا اپنے ظہور ہوتا ہے
عبث نہیں ہیں چمن میں یہ بلبلیں نالاں — مصرع طرح — شہید ناز کا ماتم ضرور ہوتا ہے
دیا تھا طور پہ جلوہ کہ غش ہوے موسیٰ — بتوں کے نور سے پیدا یہ نور ہوتا ہے
چھوا جو زلف کو ہمنے خطا ہوئی بخشو — جو آدمی ہیں انہیں سے قصور ہوتا ہے
دماغ اونکا جو ہو عرش پر عجب کیا ہے — متاع حسن پہ سبکو غرور ہوتا ہے
شراب تیز سے زیادہ ہو تیز تم ناصح — کہ نام بادہ سے ہمکو سرور ہوتا ہے

خدا سے رکھتے ہیں امید بخشش بے ذاکر
بتوں کی چاہ میں جو کچھ قصور ہوتا ہے

وہ کیا خوش ہوں تمہاری دلربائی دیکھنے والی — ستم سہ سہ کی دل پر بیوفائی دیکھنے والی
عجب حالتیں رہتی ہیں نہ مرتے ہیں نہ جیتے ہیں — چراغ صبح سمجھو ہیں جدائی دیکھنے والی
حلاوت قتل میں آئی اگر کچھ کند خنجر ہو — تماشا دیکھ لیں نازک کلائی دیکھنے والی
صنم خانہ میں گر جاؤ تو دیکھیں حضرت ناصح — تمہاری پارسائی پارسائی دیکھنے والی
لگاؤ ہاتھ خنجر کا لگا تسمہ نہ بچا رے — نزاکت ہاتھ کی دیکھیں صفائی دیکھنے والی
دکھاؤں جذبۂ الفت بلاؤں غیر کے گھر سے — کشش دل کی بھی دیکھیں نارسائی دیکھنے والی
وداع جسم اور جاں ہے کوئی دم کی مہماں ہے — مصرع طرح — چراغ صبح ہیں شام جدائی دیکھنے والی
عدو سے بھی نظارے ہیں ادہر مجھسے اشارے ہیں — " — لڑا سکتے ہیں سر محفل لڑائی دیکھنے والی

اسیری سے نہ راحت ہی نہ ذاکر کچھ رہائی سے
فدا ہیں آپ پر دستِ حنائی دیکھنے والی

لکھے غیروں سے لڑی جب سے لڑائی نہ گئی — دل گیا جان گئی اون کی رکھائی نہ گئی
آج کیا شرع کا واعظ نے لگایا پردہ — دخترِ رز محفل رندوں میں جلائی نہ گئی
کیا ہوا کچھ تو کہو چپ ہیں یہ کیوں محفل میں — بچھنی شیخ کو کیا آج پلائی نہ گئی
ڈس لیا دلکو کچھ ایسا کہ نہ مانگا پانی — ناگن اوس زلف کی غیر سے کہلائی نہ گئی
محفل احباب کی ہوئی وہ پر جوش ہوتا — میری تقدیر یہاں ایسی بنائی نہ گئی
میری قسمت سے بڑھی جور و جفا کی عادت — یا وفا آپ کو پہلے سے پڑھائی نہ گئی
کون کہتا ہے کہ موت آئی شب فرقت میں — دل تڑپتا ہی رہا وہ تو نہ آئی نہ گئی
پہونچا میں ملک عدم وہ بھی وہانتک پہونچا — بخت بد کی مرے کمبخت رسائی نہ گئی
جلتے جی آتشِ فرقت نے جلایا ایسا — مصرعہ — میری مٹی بھی رفیقوں سے اٹھائی نہ گئی
کیا کہیں بختِ رسا میری وہانتک پہونچی — بزم اغیار یہہ کیوں آج سجائی نہ گئی
ان بتونکو بھی خدائی کا ملا ہے جوبن — لاکھ منکر ہوسے پر جان بچائی نہ گئی
آگیا عاشقِ دلگیر کے پھولوں کا خیال — آج پوشاک جو پھولوں میں بسائی نہ گئی
بزم میں غیر کے جا کر اونہیں بدنام کیا — ایسی بگڑی مری حالت کہ چھپائی نہ گئی
کیا فقط میرے جلانیکو بنے تھے ساقی — ایک پیالی بھی محبت سے پلائی نہ گئی
قتلگہ میں مرے مردہ کو تڑپتا چھوڑا — لاش مٹی میں ستمگر سے دبائی نہ گئی
جا چھپے چرخ چہارم پہ تری شوخی سے — جان بچتی جو مسیحا کو بھی پائی نہ گئی

حال دل دلمیں تھا سب اونکو سناؤں ذاکر
ناتوانی سے غزل بھی تو سنائی نہ گئی

تھی ہتھیلی مری قسمت کہ منائی نہ گئی — بات بگڑی مری ایسی کہ بنائی نہ گئی

تھی جو پیش آئی مقدر کی مٹائی نہ گئی
مرمٹا ہیں مری قسمت کی برائی نہ گئی

بہ گئیں آنکھوں سے دریا نہ ہوا دل ٹھنڈا
آگ سینہ کی مگر اون سے بجھائی نہ گئی

خاک میں مجھکو ملایا مرے دل کو لوٹا
پھر بھی غم کی مری سر سے چڑھائی نہ گئی

بعدِ مردن بھی لپٹتا ہیں بگولا بنکر
خاک بھی میری صبا تجھسے اڑائی نہ گئی

زلفِ پیچاں سے مری دل کی پریشانی ہیں
بکھری کچھہ ایسی طبیعت کہ اٹھائی نہ گئی

آبِ خنجر سے رہا تشنہ دہاں میں بسمل
حلق میں بوند بھی خنجر سے پلائی نہ گئی

جور پر جور ہوے اور رہیں جھلاون کو
وسعتِ دل کی مرے پھر بھی سمائی نہ گئی

آہ و نالے نے مرے الٹا جلایا مجھکو
آگ دشمن کے مگر دل کو لگائی نہ گئی

ونہیں سو بار عدو سے تو لڑے اور منے
مجھسے جب آپ لڑے پھر وہ لڑائی نہ گئی

سرِ محفل ترے غیروں سے اشارے دیکھے
ترے دیدے کی مگر اب بھی صفائی نہ گئی

کیا ہوا شیخ جی گر ہم نے بتوں کو پوجا
بندے کے بندے رہے حق کی خدائی نہ گئی

واعظا شرکِ جلی ہے یہہ من و ما و توئی
کفر کی لاش بھی تم سے تو جلائی نہ گئی

دم دیا آنے کا یہہ آپکا آنا کیسا
دی قسم غیر کی ہنسنے تو وہ کھائی نہ گئی

مر مٹے جان گئی عذرِ حنا پر نہ گیا
مہندی پاؤں کی بھی تمسے چھوڑائی نہ گئی

دیدیا دل ہی تو تھا ہمنے نذر میں ذاکر
دوست سے دل کیلئے آنکھہ چرائی نہ گئی

گلشن میں آج آمدِ فصلِ بہار ہے
اے میکشو یہہ رحمتِ پروردگار ہے

اٹھتی ہوی جوانی ہے جوبن پہ یار ہے
گویا ہے اک چمن کہ باوجِ بہار ہے

وقتِ وداعِ جان دموں کا شمار ہے
آجاؤ تم مدد کو تو بیڑا ہی پار ہے

ق

منزل سے پہلے گور کی اور جان نثار ہے
ہمدم نہ اپنا ہے نہ کوئی غمگسار ہے

ڈرتا ہوں روزِ حشر خدا جانے کیا بنے
میں ناتوان ہوں سر پہ گناہوں کا بار ہے

جاتا ہوں قتلگہ میں تماشا بنا ہوا
ایسا مٹایا مجھکو زمیں میں ملا دیا
مدت ہوی کہ غیر مدینہ پہونچ گئے
داور سر حساب ہے اور یہ گناہ گار
ہے زندگی کو موت کا کھٹکا لگا ہوا
تیار ہم سفر کو ہیں پا در رکاب ہیں
وعدہ شب وصال کا تو مجھسے کل نہ کر
کہتا ہوں میں خوشی سے مرا سر اتار کے
لیجیے حضور آئی حاضر ہے دل مگر
تو نے ستایا مجھکو فلک مجھکو کیا ملا
لائق ہیں مہر و لطف کے اغیار بوالہوس

قطعہ

مژگان چشم یار کی آگے قطار ہے
اب بھی فلک کی آنکھ میں میرا غبار ہے
محروم وصل ہی سے مگر خاکسار ہے
اک تیری لب کشائی کا امیدوار ہے
وہ کونسا ہے گل کہ نہیں جسمیں خار ہے
دیدار کا تمہارے فقط انتظار ہے
یہاں کل کا میری جان کسے اعتبار ہے
اس سر کا اپنی دوش پہ مدت سے بار ہے
نظروں میں رکھنا اسکو کہ ناکردہ کار ہے
گردش میں اپنے آپ تو لیل و نہار ہے
جور و ستم کے واسطے یہ خاکسار ہے

زیر نظر ہے جلوہ گیسوئے عنبریں
ذاکر یہ تجھپہ رحمت پروردگار ہے

جان لب پر تری فرقت میں میری آئی ہے
اوسکے کوچہ سے جو خوشبو صبا آئی ہے
ہیچ ہی اونکا گوارا ہے نہ دشمن سے ملاپ
وہ نہ آئے نہ سہی ہم ہی گذر جائے ای کاش
کیوں تسلسل ہے بلا اونکا شب فرقت میں
خط تقدیر مرا میری جبیں سے نہ مٹا
کھلے جاتے ہیں مرے زخم خوشی کے مارے
شور ہے اونکی جفاؤں کا جہاں میں ہر جا

مجھسے مردہ کو جلالو تو مسیحائی ہے
مژدہ وصل کہیں یار کا یہ لائی ہے
ہے ادہر چاہ جو مجھکو تو اودہر کھائی ہے
مجھ تک آئی ہوی کیوں موت تمکو آئی ہے
خلوت یار میں کیا غیر نے جا پائی ہے
ترے در پر میری مدت سے جبیں سائی ہے
چاٹ لے خنجر مژگاں کی تری پائی ہے
آشنا کسکا ہوا وہ بت ہرجائی ہے

ناز و انداز بلا اور جفائیں قاتل
کونسی اوسکی ادا دل کو مری بھائی ہے
شکوۂ جور و جفا کیونکہ زبان تک لاؤں
اونکو بدنام کروں یہ بھی تو رسوائی ہے
نیم جاں چھوڑ گیا مجھکو تڑپتا قاتل
مصرع طرح
ایک عالم مرے مرنیکا تماشائی ہے

جلوہ ہے سارا خدائیکا بتو نمیں واکر
دیکھتے اہل نظر ہیں جنہیں بینائی ہے

بیٹھکر غیر کے گھر میں وہ کریں یاد مجھے
ایسی تاثیر نہیں چاہئے فریاد مجھے
چھوڑ دے کر وہی غم و رنج سی آزاد مجھے
کھول دی کنج قفس جانفزدی صیاد مجھے
دیتے رہتے ہیں دلاسے شب غم میں ناصح
دل ناشاد کو میں اور دل ناشاد مجھے
اٹھیے اغیار پہ کیوں پڑتی ہے گر عشق نہیں
کھل گئی تیری اشارے ستم ایجاد مجھے
روز محشر میں اٹھونگا بھی کہتا حق سے
ذبح کرنیکو ملے پھر مرا جلاد مجھے
اوسکی تصویر جو کھنچے تو یہ احسان ہوگا
کھینچ دی پہلوئے جاناں ہی میں بہزاد مجھے

دیکھکر میرے جنازہ کو وہ روئے واکر
رحم کب آیا کہ جب کر چکے برباد مجھے

بے پردہ جو وہ روئے مصفا نظر آئے
خورشید بھی نومید چراغ سحر آئے
اے جذبۂ دل تیرا اثر جب نظر آئے
گھبرایا ہوا آج وہ وقت سحر آئے
کاہیدہ و شرمندہ و مضطر نظر آئے
اوس بت کے مقابل میں جو گاہے قمر آئے
کیا شیخ جی کیا برہمن و حضرت ناصح
جو آئے ترے کوچہ سے تھامے جگر آئے
ہے دل میں مرے شوق سے اک ڈاک کا عالم
کیونکر نہ ترے کوچہ کے ہر دم خبر آئے
گر ڈھونڈے ایک عمر لکھوں خط غلامی
ہاتھ آپکی جانباز جو مجھسا بشر آئے
اوس شوخ کے کوچہ میں بجاؤں کبھی ناصح
قابو میں ہمارا دل مضطر اگر آئے
تا وقتیکہ ہو صاف نہ دل حرف دوئی سے
ہرگز نہ کبھی صورت دلبر نظر آئے

کیا پھونکدیا ہی شبِ فرقت نی الٰہی
جو آہ کے بدلے مری دل سی شرر آئے

قاصد تجھے اب ڈھونڈتا پھرتا ہی پریشان
کہدینا یہہ گر ذاکر شوریدہ سر آئے

دیر کیا ہی تری ای آہ اثر میں باقی
موت آجائے جو ہو دیر سحر میں باقی

شب فرقت میں یہہ دیتا ہوں دلاسی دلکو
رات تھوڑی ہی ہے نہیں دیر سحر میں باقی

بام پر جاکی کہیں اوسنی اٹھایا ہی نقاب
ورنہ کیوں آج نہیں نور قمر میں باقی

جان و دل کو مری کس واسطی بیتابی ہی
نوکِ مژگاں ہی تری میری جگر میں باقی

دلکو رو بیٹھا تھا اوّل مگر ای غم ابتو
نہ رہا نام کو بھی خون جگر میں باقی

کثرت ضعف سی دعوی نہیں ای ابر کہ اب
ہمت گریہ نہیں دیدۂ تر میں باقی

وائے قسمت کہ ہوا وصل کب اوس سی ذاکر
بوریا تک نہ رہا جب مرے گھر میں باقی

مصرع طرح

وہ کرتے رہے امتحاں کیسی کیسی
بگڑہیں ابھی بدگماں کیسی کیسی

عبث ہو کوئی ذوال دنیا پہ مفتوں
کئی قتل اوسنی جواں کیسی کیسی

ہوئی ہیں اونکو عشرت سی فرصت نہ شبکو
رہی مضطرب ہم یہاں کیسی کیسی

نہ پہونچا وہاں نامہ بر وائے قسمت
بتائی تجھے اوسکو نشاں کیسی کیسی

مری شور وحشت کی شہرت تو دیکھو
رقیبوں میں بھی ہیں بیاں کیسی کیسی

ہوا کیوں نہ برباد چرخ ستمگر
اجاڑا کیا آشیاں کیسی کیسی

نہیں باز آتے تم الفت سی ذاکر
ہوئی ہیں تمہاری زیاں کیسی کیسی

چھوڑدیں دل سی خیالِ رخ تاباں کیسے
ہمکو سمجھاتی ہیں ناصح بھی ہیں ناداں کیسے

الفتِ کانِ ملاحت ہے سراسر دل میں
زخم دل کے لئی کافی ہوں نمکداں کیسے

بعد مردن کبھی جلاتی ہو عدو سے ملکر
میری جان تو کہو تم ہو مسلماں کیسے

گرچہ دلمیں ترے ہوتی نہ رکاوٹ قاتل
چلتا رگ رگ کی بھلا خنجر براں کیسے

ناز و انداز بلا ناوک مژگاں آفت
قتل کے میرے کئے یار نے ساماں کیسے

ہوتا دلکو نہ اگر زلف مسلسل کا خیال
دشت وحشت میں نکلتے مرے ارماں کیسے

زلف پر خم میں اگر دل نہیں الجھاؤ اگر
رات دن پھرتے ہیں پھر آپ پریشاں کیسے

کے کسی کی کسی نے ہاں ایسی
تم کے مجھ سے مہرباں ایسی

جذب دل کھینچکر اونہیں لاتا
دلمیں تاثیر ہوتی ہاں ایسی

بار الفت بھی اب نہیں اٹھتا
ضعف سے گھل گئی ہے جاں ایسی

یہاں تک آئیں تو پھر نہ جائینگے
میں سناؤنگا داستاں ایسی

منع کو تم صنم سے کرتے ہو
واعظا واں بھی ہے جناں ایسی

بعد مردن وہ لاش پر آئیں
میری قسمت مگر کہاں ایسی

لطف کیا خاک زندگی کا ملے
فصل گل میں ہو جب خزاں ایسی

اون سے اور غیر کا گلا ؤ اکر
دیکھو اچھی نہیں زباں ایسی

مجھے تم دیکھ لو آکر اگر اس وقت آتا ہے
لبوں پہ جان ہے اب زیست کا تھوڑا زمانا ہے

وہ پوچھیں یا نہ پوچھیں ہمنے اپنی دلمیں ٹھانا ہے
کہ شب ہائے جدائی کا اونہیں قصہ سنانا ہے

سوال بوسہ میرا اپنا حرف مدعا سمجھو
کہ میرے قتل کا یہ آپکو اچھا بہانا ہے

نہیں اوس شوخ کی شانو نپہ چھوٹی ہوئی زلفیں
سمند ناز کو گویا ہوا اک تازیانا ہے

نہیں ہے وجہ اتنی بیخودی و بیہوشی میری
دہان یار کا اب غیب سے مضموں چرانا ہے

ترے وحشت زدہ کو بعد مردن بھی یہ آرایش
غبار دشت کا تربت پہ اوسکی شامیانا ہے

لڑائی کیلئے بھڑکاتی ہیں کیوں آپ دشمن کو | یہ مطلب ہے کہ اس شعلہ میں اب تجھکو جلاتا ہے

نہو اب خواب میں گستاخ ذاکر قول ناصح سن
خجالت یار سے ہوگی کبھی تو ہوش آتا ہے

اونکی وہ لطف و مہر کی عادت نہیں رہی | پہلے سے عشق میں مری صورت نہیں رہی
تجھے مریض غم کی عیادت نہ کی کبھی | دنیا میں ہائے رسم مروت نہیں رہی
آپ اور مرے سامنے اغیار سے ملیں | میں اور غم اٹھاؤں یہہ طاقت نہیں رہی
قاصد لفافہ چاک کیا کس لئے اگر | اونکو ہمارے نام سے نفرت نہیں رہی
چھپ چھپکے بار بار نہیں جاتے ہو کہیں | سچ ہے کہ تمکو غیر سے الفت نہیں رہی
دو چار بار اونسے جو شکوا اڑادیا | اپنی بھی عرض حال کی عادت نہیں رہی
آتے ہیں روز دیکھنے مجھہ خستہ جان کو | کیا اونکو اب رقیب سے صحبت نہیں رہی

کوئی بتا انکو چھوڑکے مسجد میں جا رہے
ذاکر کیا بتوں سے محبت نہیں رہی

نہ پوچھو مجھہ سے تمہاری نگاہ کیا ٹہیری | کبھی ستم کبھی آفت کبھی بلا ٹہیری
ہوا ہے عرش کا آداب سنگ رہ شاید | وگرنہ چرخ پہ کیوں آہ نارسا ٹہیری
بہاؤں آنکھہ سے خون جگر کو میں کیونکر | شب فراق میں میری تو یہ غذا ٹہیری
بیاں وہ کر سکے کیا خاک مدعا اپنا | کہ جسکو موت جوانی کی مدعا ٹہیری
چلے تھے رات کو لیکن تمہارے آنیکی | خبر سنے تو مری جان دلربا ٹہیری
مریض عشق ہے کہتا ہے دیکھکر یہہ مسیح | سوائے موت کے اسکی نہ کچھہ دوا ٹہیری

مرے طرف سے کوئی جاکے پوچھہ لے ذاکر
ہوئے جو مجھہ سے خفا میری کیا خطا ٹہیری

وہ نہ سوئے نالہ شبگیر سے | منفعل ہوں میں بھی اس تقصیر سے

کیا سناؤں حال دل ای چارہ گر
کام کب نکلا ہی تیغ پیر سے

ساتھہ سوتی مجھکو دیکھا خواب میں
جو پریشاں ہوگئی تعبیر سے

حال دل سنکر یہہ فرمانی لگے
دم الجھتا ہی بس اس تقریر سے

وہ نہ آتی ہیں نہ آتی ہی قضا
نیمجاں ہوں صدمۂ تاخیر سے

حال دل لکھا تو ہی لیکن کہیں
قتل قاصد ہو نہ اس تحریر سے

قتل کرکو اونسی سب میں کہدیا
بڑہ گیا رتبہ مرا تشہیر سے

خانۂ حق ہی دل وحشی مرا
خوف کر ظالم تو اس تعمیر سے

وہ سنا ہی اور ذاکر نے غزل
ہی صدای آفریں تصویر سے

ہی تعجب مجھکو اس تاثیر سے
یہانتک آئی وہ مگر دلگیر سے

کام دل نکلا نہ کچھہ تدبیر سے
مفت شرمندہ ہوی تقدیر سے

یوسف مصری کہاں تجھہ سا مگر
کچھہ مشابہ ہی تری تصویر سے

ہوگئی دلمیں خلش زیادہ میری
تمنے کیوں چہیڑا تھا نوک تیر سے

التجائی وصل سنکر یہہ کہا
ہم بھی عاجز ہیں تری تقدیر سے

ہو چکیں پند و نصیحت واعظا
فایدہ بے فایدہ تقریر سے

دلمیں رہتا تھا خیال مہوشاں
اوسکو چیرا تم نے نوک تیر سے

جنبش ابرو ہمیں کافی ہی بس
کام کیا ہمکو کسی شمشیر سے

قتل ہوتی ہم کو دیکھا غیر نے
بیخبر غافل تھا اس تعذیر سے

اسقدر وحشت نی پہیلائی ہیں پاؤں
ہی صدائی الاماں زنجیر سے

جذبۂ دلمیں نہیں ذاکر اثر
فائدہ کیا نالۂ شبگیر سے

کہاں امید قاتل سے کہ اپنا مدعا نکلے
ہماری قتل پر خنجر وہ لیکر بیوفا نکلے

تری رفتار سے ظالم ہزاروں جانیں جاتی ہیں
قیامت ہوگی محشر میں جو تو ای دلربا نکلے

نہیں ہے یہ ہنسی اونکی سوال خون ہے میرے
مگر ناں یہہ دُردنداں برائے خون بہا نکلے

مری مرقد پہ آیا ساتھہ غیروں کے وہ سنگین دل
کرم بھی تری ای کافر سراپا جور و جفا نکلے

خدایا خیر کیجو آج کچھہ بیتاب سے دل ہے
کہیں وہ ساتھہ غیروں کے نہ کافر بیوفا نکلے

بیاں کیا خاک کیجے حال دل الحضرت ناصح
جگر پہلو میں جلتا ہے زباں سے میری کیا نکلے

ہماری قتل میں قاتل بہلا اب کیا توقف ہے
کبھی تو ایک بھی ظالم ہمارا مدعا نکلے

مجھے کیا غم کہ وحشت میں بھی ایک صحبت میسر ہے
کہ قیس و کوہکن مدت کی میری آشنا نکلے

عجب عالم ہے دنیا کا تعجب ہے مجھے ذاکر
کہ جسکو دوست ہم سمجھے وہ آخر بیوفا نکلے

گھر سے غصہ میں گر وہ آ نکلے
مہر نکلے تو کانپتا نکلے

اونکو نفرت ہے نام سے میرے
غیر ہمنام یا خدا نکلے

وہ بھی آشفتہ ہوں کسی پہ خدا
سوزِ الفت کا جب مزا نکلے

تاب و طاقت نے بھی جواب دیا
یہہ بھی قسمت سے بیوفا نکلے

کام نکلیں مگر شہیدوں کے
اونکے کوچہ سے گر حنا نکلے

وہ جفا ہی کریں تغافل سے
کچھہ تو پھر دل کا حوصلا نکلے

مونہہ کی کھائیں یہہ بوالہوس سارے
امتحاں کو جو مہ لقا نکلے

خاک ہوکر میں کامیاب ہوا
وہ جو مرقد پہ میرے آ نکلے

جورِ اغیار بھی اٹھاؤں مگر
تیرے ملنے کا راستا نکلے

مجھکو دعوی تھا اپنی نالوں پر
ضعف سے وہ بھی نارسا نکلے

خنجر اٹھا نہ وہاں نزاکت سے
خاک پھر دل کا مدعا نکلے

بتِ ترسا کو دل دیا ذاکر
تم بھی کہنے کے پارسا نکلے

میرے چہرہ سے دردِ دل عیاں ہے ۔۔۔ زباں کو کہنے کی طاقت کہاں ہے
کدھر ڈھونڈوں کہاں جاؤں الٰہی ۔۔۔ نشانِ یار اس جا بے نشاں ہے
دکھاؤنگا تجھے اک دن تماشا ۔۔۔ اگر نالہ بھی آتش فشاں ہے
نہوگا پھر کبھی آباد گلشن ۔۔۔ اگر یہہ ہی جفائے باغباں ہے
خدنگِ ناوکِ مژگانِ قاتل ۔۔۔ مرے دل میں بجائے دل نہاں ہے
رہے مرکر بھی ہم سرگشتہ حیراں ۔۔۔ ہماری خاک گردِ کارواں ہے
پیامِ وصل بھیجا غیر کے ہاتھہ ۔۔۔ کوئی اسمیں بھی شاید امتحاں ہے
میں چاہوں غیر کو استغفر اللہ ۔۔۔ عبث ظالم تو مجھہ سے بدگماں ہے

قطعہ

کہا مینے یہہ اک دن اوس سے ظالم ۔۔۔ تو مجھپر کس لئے نامہرباں ہے
کہا سچ ہے مگر تو ہی بتا دے ۔۔۔ کہ ہم میں کون کس پر مہرباں ہے
ستم سے اوسکی یہہ حالت ہوئی ہے ۔۔۔ عدو بھی اب ہمارا ہمزباں ہے
سنا چاہے تو آکر ایک دم سُن ۔۔۔ مری حیرت فزا ایک داستاں ہے

کیا باتوں ہی باتوں میں اوسے خوش
یہہ ذاکر بھی عجب سحر البیاں ہے

نظر آتا جو سبکو آسماں ہے ۔۔۔ وہ اپنے سوزشِ دل کا دھواں ہے
فلک زخمی ہے کب یہہ کہکشاں ہے ۔۔۔ تمہاری تیغِ ابرو کا نشاں ہے
شبِ فرقت کی سنتا داستاں ہے ۔۔۔ غضب صیاد ہمپر مہرباں ہے
مریضِ عشق کی حالت عیاں ہے ۔۔۔ جہاں سے اٹھنیکی طاقت کہاں ہے
تمہارے فتنہ سے بھاگے مسیحا ۔۔۔ مثل سچ ہے کہ جی ہے تو جہاں ہے

نہیں لینے کا بوسے اجازت
عبث ظالم تو مجھ سے بدگماں ہے
خلاف اپنے سدا کرتا ہے گردش
مگر ضد پر ہمارے آسماں ہے
شب فرقت مدد اے جذب الفت
او نہیں منظور میرا امتحاں ہے
تبسم برق کو کیوں دمبدم
کہیں دیکھا ہمارا آشیاں ہے
سنا ہے حال بدبختی کا میرے
ہوا دشمن جو اپنا رازداں ہے
یہہ ہی جائے ادب اے جوش افغاں
نہ بڑہ اتنا کہ آگے لامکاں ہے
شب فرقت نہ پوچھو حال میرا
مری حیرت فزا اک داستاں ہے
نہیں ہیں بے سبب نیچی نگاہیں
تمہیں پر میرے دل کا سچ گماں ہے
ستم جور و جفا انداز تیرے
ہزاروں مدعی یہاں ایک جاں ہے
ہوا آشفتہ دل تم پر غضب ہے
کہ مار آستین ہر دم یہاں ہے

زمیں پر آسماں گرتا ہے ذاکر
یہی فرقت میں گر آہ و فغاں ہے

عیاں ہے جب تو کیا حاصل بیاں سے
کروں شکوہ میں کیوں اپنی زباں سے
ہمیں کیا کام گل سے گلستاں سے
یہاں جھگڑے پڑے ہیں باغباں سے
ہماری بیکلی ہی دیکھ ستمگر
عیاں ہے صاف اب کسکی زباں سے
دکھائی غیر نے تصویر یوسف
خفا الٹی ہوئی مجھ نیم جاں سے
تصور میں تمہارے میں تھی شب بھر
نہ پایا چین جان ناتواں سے
میں اپنی جذبۂ الفت کے صدقے
وہ پوچھیں حال میرا خود زباں سے
ہوئی ہے عشق میں حالت یہہ اپنی
جگر غیروں کا جلتا ہے بیاں سے
تمہیں اے ناصحو جنت مبارک
غرض ہمکو تو ہے کوئے بتاں سے
تصدق سادہ پرکاری پر اوسکے
بیاں غیر سے ہے مجھ نیم جاں سے

سرا سیمہ پریشاں منفعل سے
ملا اک دن جو دستہ میں قضا را
سمجھکر مونس و ہمراز میرا
کہا اوس نے کہاں میں جانتا ہوں
تری فرقت میں یہہ صورت ہوئی ہے
کہا گر سچ ہے تو یہہ اوس سے کہدے
فراق دوست میں مرنا کسیکا

وہ آتے ہیں خدا جانے کہاں سے
کہیں تلنہا وہ میرے رازداں سے
کہا واقف ہے تو اوس خستہ جاں سے
بہت بیچین ہے وہ درد نہاں سے
ہے طاقت طاق جسم ناتواں سے
سفر لازم ہے اب مجھکو یہاں سے
بہت بہتر ہے عمر جاوداں سے

چلو کعبہ کو ذاکر اوسکو چھوڑو
بس اب آ گے اوس بدگماں سے

عالم میں غل ہے خلق کا دل پائمال ہے
باد صبا نے زلف کو چھیڑا غضب کیا
وہاں وہ ہیں اور بزم رقیبان بوالہوس

آفت ہے حشر ہے کوئی یا تری چال ہے
اوس بدگماں کو پہلے ہی مجھسے ملال ہے
یہاں صدمۂ فراق میں جینا محال ہے

ذاکر بلا ہیں اوسکے تو انداز دلبری
تمکو بھی دل سکے دیتی ہیں صاحب کمال ہے

یہہ خبر کچھ نہیں اس شخص کی حالت کیا ہے
مغز کیوں کہاتی ہو ناصح تمہیں معلوم نہیں
ایسی دنیا ہے جو عاشق ہوے ہم وائے نصیب
تمکو نفرت ہے اگر مجھسے تو نفرت ہی ہی

چھیڑ دینی کی تجھے ناصحا عادت کیا ہے
راحت وصل ہے کیا شئے غم فرقت کیا ہے
آج تک جسکی سمجھتے نہیں خصلت کیا ہے
پھر مری غیروں سے ہر لحظہ شکایت کیا ہے

چھوڑ کر بتکدہ کعبہ کو سدھارو ذاکر
ایسے بے رحموں سے ظالم تجھے الفت کیا ہے

کب تری گیسوئے پر خم سے پریشان رہے

کب ہزاروں نہ تری کوچہ میں حیران رہے

گلِ نرگس رہی تربت پہ چشم یا مائل پس مرگ
نرگسِ چشم کا مارا ہوں یہی پہچان رہے

تو جو ہرجائی ہے ہر جا ہے قیامت برپا
تیری رفتار سے فتنے بھی پریشان رہے

بعدِ مردن بھی نہ نکلی کوئی حسرت میری
مر گیا پر وہ میری حال سے انجان رہے

وہاں نہیں غیروں سے فرصت او نہیں ہم سے افسوس بھر
اور یہاں ہمکو فقط ملنے کی ارمان رہے

اونکو غیروں سے جو فرصت ہو تو میں بھی پوچھوں
وہ کہاں آپکے مجھسے جو کبھی پیمان رہے

جسنے دیکھا ہے تجھے عالم میں ہوا یہ عالم
لاکھوں حیران ہوے لاکھوں پریشان رہے

یوں تو سب باتیں ہیں کہنے کو مگر جب جاؤں
مجھسے بیمار کا گر ہمکو بھی کچھ دھیان رہے

اب تو دہلی میں ہم جب چاہے بتوں کا ذاکر
دیکھئے کیونکہ سلامت مرا ایمان رہے

کیوں ہو خاموش ماجرا کیا ہے
کچھ تو فرماؤ مدعا کیا ہے

ہمکو خونِ دل ہے شراب مدام
کیا بتاؤں مری غذا کیا ہے

اونکا وعدہ ہے اضطراب نہیں
انکی شب ہے ای خدا کیا ہے

حال سن سنکے میرا قاصد سے
پوچھتے ہیں کہ مدعا کیا ہے

رشکِ یوسف ہے غیرتِ بلقیس
کیا کہوں دل میرا لیا کیا ہے

کیا سناتے ہو قصۂ فرہاد
میرے افسانہ سے سوا کیا ہے

دیکھ میت کو میری کہتے ہیں
ہیچ کہو اسکو یہ ہوا کیا ہے

ہوتی ہیں جو ہلاک دردِ وفا
وہ نہیں جانتے بقا کیا ہے

کیوں نہ مر جاؤں جب وہی چھپیں
شبِ فرقت کا ماجرا کیا ہے

بت پرستی سے دین ای ذاکر
تجھے کمبخت ہو گیا کیا ہے

ابھی نہیں فکرِ ستم گر اے دلِ ناشاد باقی ہے
طبیعت میں یہاں بھی حسرتِ ایجاد باقی ہے

چلے آئے ہیں مقتل میں وہ میرے قتل کو لیکن
بس انہی شوق شہادت تابِ تمی امداد باقی ہے

قفس میں ہوں مگر ہوتی ہے پھر بھی خواہش رہائی
ابھی شوقِ رہائی و طلب میں اے صیاد باقی ہے

ستم کھینچے ہیں ایسے ہمنے اپنے زندگانی میں
بجا ہے ظلم اونکو اب ہماری یاد باقی ہے

نکل اتنی بھی جلدی قتل میں میں دیکھ لوں اونکو
ابھی تو جان آنکھوں میں مری جلاد باقی ہے

پریشاں ہوگئی وہ ایک ہی نالہ سے اے ہمدم
مجھے اونکی تغافل کی ابھی فریاد باقی ہے

نکالو وہ بھی ارماں ناتواں ہیں تو ہونے دو
اگر طرزِ ستم کوئی ستم ایجاد باقی ہے

مری مرقد پہ لائے غیر کو اچھا کیا تمنے
نہ کہنا پھر کہ ہمکو حسرت بیداد باقی ہے

مصائب عشق کی کسکو سناؤں جا کے میں ذاکر
نہ اب مجنوں ہی زندہ ہے نہ اب فرہاد باقی ہے

شبکو خلوت میں بلالے کوئی
مجھکو دیوانہ بنالے کوئی

مجھکو مجنوں سے کہیں نسبت ہے
سامنے میرے بٹھالے کوئی

سنکے وہ نالہ و افغاں میری
کہتے ہیں اسکو بلالے کوئی

دیکھتے ہی اوسے کیا حال ہوا
آکے ناصح کو سنبھالے کوئی

سنکے کہتے ہیں تغافل کا گلا
جان آفت میں نہ ڈالے کوئی

آج خورشید کو ہے حسن پہ ناز
پردہ اب رخ سے اوٹھالے کوئی

بوالہوس ہی سہی ہم دیکھیں تو
اپنے ناز اٹھالے کوئی

اجل آتی ہے مضطر ذاکر
مگر اتنا ہو کہ آلے کوئی

قید ہجراں سے مجھے ابتو چھڑادے کوئی
زہر کے گھونٹ ہی اے کاش پلادے کوئی

اس سے ڈرتا ہوں کہ وہ غیر سے پھر جا نہ ملیں
بیوفائی کی ادا اونکو سکھادے کوئی

ضعف نالہ سے خبر موت کو ہوتی معلوم
میری بالیں پہ ذرا اوسکو بلادے کوئی

طعنۂ الفتِ اغیار بجا ہے لیکن
مجھ سا جانباز زمانہ میں دکھادے کوئی

دل ہی دلمیں ہی سب پند و نصیحت ناصح
چشم آفت جو تجہی اپنی دیکہاوی کوئی

یاد کاکل میں کیسے میں بہت جاگا ہوں
قبر میں چین سی اب مجہکو سُلاوی کوئی

رحم فرماکی مری لاش پہ شاید آویں
موت کی میری خبر اونکو سناوی کوئی

دوستو حسرت دیدار میں جان جاتی ہے
آخری شربت دیدار پلاوے کوئی

زاہدا جلوۂ حق حشر میں جب ہم جائیں
بی نقاب اوس بت کافر کو دکہاوی کوئی

آہ نالہ کا اثر تجہپہ کسیکا نہ پڑے
ایسی کر مہر و وفا جسمیں دعا دی کوئی

آرزو وصل کی اور اوسنے شب فرقت میں
دل کی ہی میری خطا اسکو سزا دی کوئی

موت کی ساتھ ہی مخصوص جو آنا اون کا
اب میں مرتا ہوں ذرا اونکو بلادی کوئی

دل آشفتہ سے پامال یہہ ہو جائیگا
ایسی ذاکر کو نیا اور خدا دے کوئی

شب ہجر میری یہہ حالت ہوئی
کہ غفلت سی اونکو ندامت ہوئی

کسی سی کہوں حال فرقت کا کیا
مرے سر پہ گویا قیامت ہوئی

نہیں سنتی نالے تو کہتے ہیں وہ
کہیں دور سی اوسکو صحت ہوئی

زباں پر کبہی آگیا مدعا
تو کہتے ہیں انکو بہی وحشت ہوئی

مری شکل مغموم کو دیکہہ کر
اوس آئینہ رو کو بہی حیرت ہوئی

سناؤنگا تمکو بہی میں حال دل
اگر دل کی تسکیں سے فرصت ہوئی

خموشی ہوی ناتوانی یہاں
وہاں یہہ بہی شان بلاغت ہوی

گئے بہول ناصح کو دنیا و دیں
اوسی دیکہتی ہی یہہ حالت ہوی

چہڑا قشقہ کعبہ کو ذاکر چلے
بتوں سی تمہیں باری نفرت ہوی

ہنو جب پاس اپنے یار جانی
تو ہو کیا خاک لطف زندگانی

رہا دن رات یہاں فرقت کا ساماں
کٹی ہے اسطرح اپنی جوانی

مزا کچھ آگیا الفت کا جو وہ
سنا کرتی ہیں یوسف کی کہانی

ہوی معدوم چشم خلق سی خضر
جسے کیا پی کے آب زندگانی

چلی گلشن میں جب وہ بہر گلگشت
ہوی ہمراہ سرو بوستانی

عیاں ہے اس سے ذاکر جوہر نظم
زباں ہے میری تیغ اصفہانی

دل کھینچتی ہے سینہ سی زیبائی کیسکی
حیراں کئے دیتی ہے خود آرائی کیسکی

میں ہوں وہ مریض شب فرقت کہ مبتلا
ہرگز نہ چلے مجھپہ مسیحائی کیسکی

دل جاتی ہی جاتی رہی عقل و خرد و ہوش
اس عشق میں کیا چلتی ہے دانائی کیسکی

آئی تھی ابھی نیند مگر واہ ری تقدیر
پھر خواب میں صورت مجھے دکھلائی کیسکی

دیکھا ہے اونہیں جب سی تصور ہے اونہیں کا
آنکھوں میں سماتی نہیں رعنائی کیسکی

افسوس سی وہ یاد مجھے کرتے ہیں صد شکر
سن لیتے ہیں جب بادیہ پیمائی کیسکی

مجنوں ہیں وہاں سیکڑوں فرہاد ہیں لاکھوں
کام آئے نہ وہاں ناصیہ فرسائی کیسکی

حوروں سے بنی دیکھئے کیونکر پس مردن
دلمیں ہے بسی اپنی تو زیبائی کیسکی

عالم حرم و دیر میں ہے نعرہ زن شوق
اسپر بھی وہ سنتا نہیں ہرجائی کیسکی

کس ناز سی کہتے ہیں وہ سنکر مری نالے
ہے کون یہاں دیکھو صدا آئی کیسکی

تربت میں رہے دیکھکی حیراں نکیریں
تصویر جو میں تھا اونہیں دکھلائی کیسکی

الفت سی جو مانع ہو تمہیں خیر ہے ناصح
ایسی نہیں سنتا دل سودائی کیسکی

بیچین نکیوں رشک سی ہوں میں پس مردن
قبر اوسنے جو کوچہ میں ہے بنوائی کیسکی

کیونکر اوسی سمجھاؤں میں ذاکر ہے یہی چپ
سنتا ہی نہیں ہے دل سودائی کیسکی

کسطرح مجھہ سے رہے کوچۂ جاناں خالی
کہیں ہوتا بھی ہے بلبل سے گلستاں خالی

اُف رے وحشت کہ بھر آتا ہے دل رہ رہکر
روتا ہوں پر نہیں ہوتا دل نالاں خالی

لگ گئی چاٹ مرے زخم جگر کو ایسی
ہوگئی سیکڑوں اکدم میں نمکداں خالی

میں وہ خوش لہجہ ہوں سننے کو صدا آتی ہیں
عندلیبانِ چمن کرکے گلستاں خالی

دیکھتا ساتھہ رہا غیر سیہ رو جب بھی
خواب میں میرے نہ آیا کبھی جاناں خالی

جلوہ فرما نہیں تو خانۂ دل میں جب سے
یہہ پڑا رہتا ہے پر حسرت و ارماں خالی

کیا انہیں شغلِ عشقِ بتاں کا نہ رہا
پھرتے ہیں حضرتِ ذاکر جو پریشاں خالی

یہہ جنس نہیں غیر کے قابل نظر آئی
حصے میں مرے روزِ ازل چشم تر آئی

شاید خبر آمدِ جاناں ہے چمن میں
پھر حضرتِ ناصح کی جو صورت نظر آئی

مت چھیڑ کہ آجائیگا طوفان جہاں میں
رونے پہ جو ابر مرے چشم تر آئی

واعظ تو اگر جانتا کچھہ سوزِ محبت
سن لیتا میں او سوقت تری ہرزہ درائی

نہ وصل بتاں ہے نہ اجل آتی ہے ای چرخ
اپنی تو نہ تجھہ سے کوئی امید بر آئی

ای موت مجھے اتنی دے فرصت کہ وہ آجائیں
آئینگی یہاں آج تھی اُن کی خبر آئی

دل چھوڑا نہ سینہ میں مرا تیرِ نظر نے
ہوشیار کہ نوبت تری اب ای جگر آئی

پھر تمکو ہوا آکے خیالِ رخِ جاناں
ایحضرتِ دل آپکی شامت مگر آئی

ناصح تجھے کچھہ خبر ہے چھٹتا ہے کہیں عشق
بس کیا ہے طبیعت جدھر آئی اودھر آئی

وحشی سے پڑی پھرتی ہو کچھہ ہم سے تو کہئے
کیوں حضرتِ ذاکر ہے طبیعت کدھر آئے

غضب سے ہیں جو وہ تیغِ ستم اٹھائے ہوے
گلے نکل نہیں سکتے زباں پہ آئے ہوے

ہمارے مرنیکا غم اونکو کیوں نہو ہمدم
کہ تھی وہ لاکھہ طرح ہمکو آزمائے ہوے

نہ رکھا چرخ نے اوس کوچہ میں پس مردن
غبار پھرتی ہی میرا صبا اڑائے ہوی

خیال ترک وفا اور ہیں کروں واعظ
بتوں کی جلوی ہیں دل میں مری سمائے ہوی

یہہ وہ ادا ہی کہ جاتی ہی جان اسپہ کہ وہ
شکایت اپنی سنیں اور سر جھکائے ہوی

ہماری لاش کو کچھ غسل کی نہیں حاجت
کہ آب تیغ سی قاتل کے ہیں نہائے ہوی

سنا ہی جب سی بگڑتے ہیں سنکے نالہ کو
مثال پردہ میں رہتا ہوں دم چرائے ہوی

تو کھینچ لا اوسی دیکھیں تو جذبۂ الفت
سنا ہی غیر کی گھر آج ہیں وہ آئے ہوی

خیال آتے ہی ہوتی ہے گدگدی دل میں
وہ بیٹھی سینہ کو ہیں اسطرح چھپائے ہوی

یہہ شرم کیا ہی ستم ہی تمہیں کرو انصاف
کہ وصل میں بھی ہو مجھسی منہ چھپائے ہوی

سبب تو اسکا بیاں ہم سے کچھ کرو ذاکر
کہ پھرتی رات کو تم کیوں تھی تلملائے ہوی

جھگڑے ہوئے جدائی کے آخر بلا چکے
وہ آئیں موت آئی جو آنا ہو آ چکے

اک بار کاش اسکا بھی جھگڑا مٹا چکے
صیاد گر خفا ہی تو گھر کو جلا چکے

صدمے شب فراق کی ساری اٹھا چکے
باقی رہی ہے موت کہیں وہ بھی آ چکے

صبر و سکوں تو صرف بتاں ساری ہو گئی
ایک جان ناتواں ہی کہیں یہہ بھی جا چکے

گریہ بھی صبر سوز ہی وہاں حسن و ستو
روز جزا بھی دیکھنا ہم تاب لا چکے

کہیے جو حال دل کا تو کہتے ہیں بے سنی
قصہ تمام کیجے بہت جان کھا چکے

عاشق ہیں اونکی آتش دوزخ سے کیا ڈریں
ناصح ہم اونکی ہجر کی صدمے اٹھا چکے

ناصح نہیں ہی کھیل کوئی دل کی داستاں
یہہ قصہ وہ نہیں ہی جو روز جزا چکے

دعوی تھا میری نالوں کو لب تک نہ آسکے
گریہ ہی ضعف ہی تو فلک کو گرا چکے

محفل میں عاشقوں کی تو پیدا ہوا ہی نام
گو ننگ و نام خاک میں اپنا ملا چکے

کافر نے مفت بھی نہ لئی جانی حیف ہے
گو جان و دل نگاہ پہ یہاں بار ہا چکے

اتنا تو اب بھی جذبۂ الفت میں ہے اثر
اونکو شب فراق میں اکثر بلا چکے

ضد کر نہ مجھسے غیر کہ دعوے ہے آہ پر
سو بار ہم فلک کو بھی نیچا دکھا چکے

دیکھا ہے جسنے کوچۂ دلدار واعظا
سامان خلد آنکھ میں اوسکی سما چکے

میں وہ نہیں کہ غصہ میں اونہیں دلسے دوں بھلا
گر لاکھ بار دلسے وہ مجھکو بھلا چکے

ہو جو یہ نہیں ہو کہ ترک ستم ہوا
مرنیکی وہ خبر کہیں ذاکر کی پا چکے

دلکو ہاتوں سے اپنے کہو بیٹھے
ہم تو جینے سے ہاتھ دہو بیٹھے

خاک بھی اپنی پھر کبھی نہ اوٹھی
تیرے کوچے میں جبکہ ہو بیٹھے

اونکے ملنے سے اور کیا حاصل
درد فرقت مگر سہو بیٹھے

جان جاتی ہے آخری دم ہے
اب کدہر کو چلے رہو بیٹھے

شب وصلت تو اک بہانہ تھا
ہم کہیں حال تم سنو بیٹھے

نام بھی وصل کا نہیں سنتے
لاکھ منت کیا کرو بیٹھے

مصرعہ طرح

ہمتو بازار عشق میں ذاکر
ایک دل تھا سو وہ بھی کہو بیٹھے

مانع وصل اگر آپکو ایجان ہونگے
کیا مری موت کی بھی غیر نگہبان ہونگے

مضطرب ہم نہ تہ خنجر براں ہونگے
دامن یار ابھی خون میں افشاں ہونگے

کچھ جو تاثیر کرے میری پریشانی دل
اپنی زلفوں سے زیادہ وہ پریشاں ہونگے

صبح ہو جائیگی جس طرح سے ممکن ہوگا
موت کی آس پہ جیتے شب ہجراں ہونگے

رشک سے آیا یہاں تک تو کتان کی صورت
دھجیاں دیکھنا پھر لاکھوں گریباں ہونگے

بدگماں مجھسے نہو شوق سے تم قتل کرو
اپنے خون کے کیا حشر میں خواہاں ہونگے

واعظا عشق کی بنیاد پڑی آدم سے
جنکو الفت نہو کیا ایسے بھی انسان ہونگے

دوستو اونکو نہ فرقت میں یہانتک لاؤ
دیکھکر حال مرا وہ بھی پریشان ہونگے

آسماں جلتا ہے فرقت میں زمیں ہلتی ہے
اپنے نالہ کی یہہ سب کار نمایاں ہونگے

دستِ حسرت سے شبِ ہجر میں کٹتی ہیں سدا
سینے عاشق کے کسی وقت میں سنداں ہونگے

دشتِ وحشت میں مجھے آبلہ پائے پیچل
غم سے لب تشنہ کھڑے خارِ مغیلاں ہونگے

اپنی آنکھوں میں نہاں رہتی ہیں اشکِ طوفاں
آسماں مجھکو رولاتی ہیں پشیماں ہونگے

چھپ کے تم غیر کے گھر راتکو جاؤگے کہاں
ہم کھڑے کوئی عدو میں نہ مری جان ہونگے

رشکِ مہ کی جو محبت میں پھٹے جاتے ہیں
دلِ عاشق جنہیں کہتے ہیں وہ کتاں ہونگے

طلبِ بوسہ پہ موہنہ پھیر لیا گر اوسنے
شبِ وصلت میں شبِ ہجر کی ساماں ہونگے

موت آجائیگی گر جائیگا دل پہلو سے
ہم کسیطرح نہ تنہا شبِ ہجراں ہونگے

پسِ مردن بھی نہ چین آئیگا ہمکو ذاکر
وہ جو مرقد پہ مرے آنکے گریاں ہونگے

پائمالِ ہوسِ سیرِ بیاباں ہونگے
جوشِ وحشت میں جو ہم قیدیِ زنداں ہونگے

سرو قد جائیگا گلشن میں اگر سیر کو تو
پیشوائی میں ترے سب گل و ریحاں ہونگے

خورد سالی میں اٹھاتی ہیں ہزاروں فتنے
جب جواں ہونگے تو وہ آفتِ دوراں ہونگے

پہ سے اعدا کی کس انداز سے لائی اون کو
اوسکے کام پہ ہم جان سے قرباں ہونگے

چشمِ مخمور سے الطاف ادہر بھی ساقی
جامِ مے پینے سے کافر نہ مسلماں ہونگے

ہمتو اس بات پہ مرتے ہیں شبِ فرقت میں
روزِ محشر ہمیں نظارۂ جاناں ہونگے

محو ہوں حسرتِ دیدار میں آئینہ نمط
مجھکو اگر جو وہ دیکھینگے تو حیراں ہونگے

شبِ فرقت میں تڑپتا ہوں تو کچھ چبتا ہے
رہگئے زخمِ جگر میں ترے پیکاں ہونگے

بے گناہ قتل جو کرتے ہیں تمہارے گیسو
دیکھنا یہہ بھی کسی روز پریشاں ہونگے

شبِ فرقت یہہ برا حال ہے آجائے اگر
ملک الموت پہ ہم جان سے قرباں ہونگے

یا خدا وصل ہوا اوس کان ملاحت کا مجھے — زخم دل کے لئے کافی نہ نمکداں ہونگے
تو جلائیگی ہمیں ہم بھی جلائینگے فلک — تجھ سے ہیٹے تو نہ ہم آتش ہجراں ہونگے
معرکہ میں ہوا گر جامہ سے باہر قاتل — دلمیں کیا کیا نہ مرے اور بھی ارماں ہونگے
داغہائے دل و جاں تم بھی دکھا دو جوبن — آج وہ گرم عناں سوئے گلستاں ہونگے

جان اک میم کو دیکر ہوے آج عیسائی
واہ ذاکر بھی کوئی صاحب ایماں ہونگے

عش ہمیں دیکھکے بیرحم ابھی ہاں ہونگے — زخم دل اپنے دکھانیکو جو عریاں ہونگے
بعد مردن بھی کرم اونکے نمایاں ہونگے — داغ دل کے نہ مرے سینہ میں پنہاں ہونگے
یہہ جو ششدر ہیں کھڑے سر پہ پریشاں بیحال — منتظر آپکے آنے کی مریجاں ہونگے
رنگ تاریک ہی زلفونکے ہوا یہہ معلوم — اونکے رخسار مگر چشمۂ حیواں ہونگے
شیشۂ دل جو تبسم سے کٹے جاتے ہیں — ذرے الماس کے شاید وہ دنداں ہونگے
تنگدستی مری کھو دیگی مزا وحشت کا — چاک کرنیکو کہاں روز گریباں ہونگے
موت ایک وقت جو آنی ہے وہ آئیگی مگر — شب فرقت میں جو آجائے تو احساں ہونگے
کیوں نہ آئیگا مزا آبلہ پائے کو مرے — دشت وحشت میں نہ کیا خار مغیلاں ہونگے
حال دل کا وہیں در پردہ سنائینگے کہیں — محفل غیر میں ہم جاکے غزل خواں ہونگے

خدمت حضرت غالب میں چلو اے ذاکر
بزم اشعار میں وہ آج غزل خواں ہونگے

طرح

کسی والا حسب سے آنکھ لگی — در پہ ہر کس سبب سے آنکھ لگی
کس بت پر غضب سے آنکھ لگی — نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی
شب وعدہ نہ آئی وہ افسوس — اپنی در پر ہم کب سے آنکھ لگی
نیند یہاں اڑگئی ہی راتوں کی — جاگتے ہم ہیں جب سے آنکھ لگی

درد فرقت میں شکر ہو مرکر — تیرے عاشق کی شب سے آنکھ لگی

بھول جاؤ گے تم بھی اے ذاکر
جبکہ اوس تو العجب سے آنکھ لگی

خاک ہوتا تو خاکسار مجھے — جانتی چشم کا غبار نہ مجھے
شب فرقت میں زندگی لادے — مرگ دشمن ہے مستعار مجھے
اہل دنیا کا فائدہ معلوم — کیوں ملی چشم اشکبار مجھے
شب فرقت میں ہچکیوں کا ہجوم — یاد کرتا ہے کیا مزار نہ مجھے
تیغ جاناں سے مرتے دم لپٹا — آگیا آخری جو پیار نہ مجھے
شب وعدہ میں جذب الفت سے — الٹا کرتے ہیں شرمسار مجھے

جینے دیگی نہ صبح تک ذاکر
بزم اعدا میں چشم یار مجھے

نوید قتل پہ ہوتا ہے اب نثار مجھے — کہ جان نثار ہوں میں تھی کیا شمار مجھے
شب وصال میں ہو جائے حال میرا غیر — خدا کرے نہ نزاکت سے شرمسار مجھے
تمہارا وعدۂ فردا ہے اسلئے شاید — نہ چین گور میں تا دیوے انتظار مجھے
کروں میں شکوہ فلک کا عبث نہوں نادان — عدو کو عیش دیا رنج بیشمار مجھے
دم آخر یہہ ناصح نہیں ستاتے ہیں — تمہاری یاد دلاتے ہیں غمگسار مجھے

خزان عشق نے برباد کردیا ذاکر
چمن میں ڈھونڈتی ہے آنکھ بہار مجھے

روز فردا جو ترے آنے کی شہرت ہوگی — دیکھنا حشر میں اک اور قیامت ہوگی
جیتے جی ہجر میں دن رات جو ہم مرتے ہیں — بعد مرنیکے نہ کیا اور مصیبت ہوگی
جوشش وحشت تو مجھے اونکی گلی تک لیچلی — کچھ تو مونہہ دیکھ کر اونکو بھی مروت ہوگی

فیصلہ ہجر کا ہو کاش کہ جھگڑہ چھوٹے
زہر دوگے جو مجھے یہہ بھی عنایت ہوگی

شب فرقت میں تو مرنا نہیں مشکل لیکن
وہ اگر آگئی وعدہ پہ خجالت ہوگی

چھوڑ دو تنہا نہ مجھے ہجر میں سوچو اتنا
رفتہ رفتہ مجھے تنہائی کی عادت ہوگی

شب فرقت نکروں نالہ کہانتک روکوں
تمکو اعدا سی کسیطرح نہ فرصت ہوگی

خون دل پیتے ہیں فرقت میں حیا کی باعث
کچھہ زباں سے جو کہینگے تو شکایت ہوگی

وعدہ ایفا نہ ہوا اونکا بلا سے نہ ہوا
ہم شکایت جو کرینگے تو ندامت ہوگی

تو شب وصل اگر ہوگا بگڑ کر رخصت
جان ہمراہ تری اپنی بھی رخصت ہوگی

کہتی ہے کانمیں میری شب ہجراں ہردم
دشت وحشت کی تجھی جلد حکومت ہوگی

محنتیں جور کشی کی بھی سہوا ای ذاکر
کبتک اوس شوخ کو تمسی نہ محبت ہوگی

طرز رفتار ستم ایسا کہاں ہوتا ہے
دل پسے جاتے ہیں پامال جہاں ہوتا ہے

بات سی وضع سی چہرہ سی عیاں ہوتا ہی
کب چھپائی سی غم عشق نہاں ہوتا ہے

بہر گلگشت جو شبکو کبھی آجاتے ہیں
چاند چھپ جاتا ہی سورج کا گماں ہوتا ہے

میلی پوشاک سی ہو جاتا ہی روشن چہرہ
خاک ڈالی سے کہیں چاند نہاں ہوتا ہے

جذب دل کھینچ کے لاتا ہی کبھی جو اونکو
وہیں رخصت میرا بس تاب و تواں ہوتا ہے

شکوۂ الفت اغیار وہ فرماتے ہیں
بخت شاید کہ مرا ابتو جواں ہوتا ہے

یونہی بڑہتے گئی ذاکر بجتے گر مشق سخن
بس کوئی دن میں تو اب فخر جہاں ہوتا ہی

آرزو وصل فتنہ زا کی ہے
موت سی عشق کی دوا کی ہے

مجہمیں ہی عیب جان نثاری کا
یہہ ہی علت مرے سزا کی ہے

دل نالاں نے عشق کی ہاتوں
زندگی اپنی بدمزا کی ہے

خود وہ گھر آئیں میری نالو نے
ایسی تاثیر یار ہا کی ہے
اونکی تعریف کیا کرون ناصح
ایک قدرت مگر خدا کی ہے
دل تو کیا شے ہے جان بھی دیدون
تمکو عادت مگر جفا کی ہے
ابتک آئی نہ وہ نہ موت آئی ق
شب فرقت عجب بلا کی ہے
اونکے آتے ہی فیصلہ ہوگا
منتظر موت دلربا کی ہے

ذاکر آشفتہ ہیں وہ خید وں پر
جن سے خواہش تمہیں وفا کی ہے

تمکو تو کچھ اثر نہ کیا میرے آہ نے
کیا کیا کنوین جہکائے مجھے تیری چاہ نے
الفت کا میرے حال نہ کہلتا کسطرح
افشائے راز کر دیا حال تباہ نے
کعبہ سے مجھکو لاکے کلیسا میں لے گیا
دہبہ چھٹایا زہد کا میرے گناہ نے
سنکر وہ میرے شور و فغاں کو خفا ہوے
الٹا اثر دکھایا مجھے میرے آہ نے
طفل سرشک نے مجھے بدنام کر دیا
میری بگاڑ دی بات مری خیرخواہ نے
الفت ہوی رقیب سے ہوگئی وفا کی قدر
کچھ تو اثر دکھایا مجھے میری آہ نے

تیر نگاہ یار سے ذاکر تو مرگیا
مجھکو تباہ کر دیا زلف سیاہ نے

دی گواہی دعائے دلبر کی
میری مرقد پہ سل ہو مرمر کی
وعدہ اغیار سے قسم میری
قدر یہ رہگئی مرے سر کی
آئینہ دیکھکر مکدر ہیں
شامت آئیگی اب سکندر کی
دل مضطر نے آس جب توڑی قطعہ
شب غم وعدہ ہائے دلبر کی
جان دی ہجر میں پتنگ اگر
یہہ مہم دل نے اسطرح سر کی
خط کے پرزہ دئے جو قاصد کو قطعہ
یہ بھی اک بات تھی ستمگر کی

قطعہ

زخم دل کو نگیہہ ہوں پیوند
پھر نہ حاجت رہی رفوگر کی

بعد مرنیکے وہ یہاں آئے
یہ بھی شامت مری مقدّر کی

لاش پہ لائے غیر کو ہیہات
ہٹے برباد میرے آکر کی

ولمیں آٹھوں پہر سمائے ہو
مجھکو حاجت نہیں کبوتر کی

دل نے چھوڑا نہیں بھی ای ذاکر
دیکھکر خو کسی ستمگر کی

صفحہ دہر سے ہیں نام مٹانے والے
اونکی گیسو ہیں بلا جان پہ لانے والے

ابتو اغیار رہوے اونکے لگانے والے
ورنہ کس دن تھے وہ اسطرح جلانے والے

ضعف سے ابتو لبوں پر بھی ہے آنا مشکل
ورنہ نالے تھے جہاں سر پہ اوٹھانے والے

جنکو منظور وفا ہے وہ وفا کرتے ہیں
چھپ کر اغیار سے آجاتے ہیں آنے والے

اونکے آتے ہی صد افسوس گئی تاب و تواں
ہائے قسمت کہ یہ تھی آج ہی جانے والے

تمکو برگشتہ کیا مجھہ سے عدو نے ملکر
بُرے ہوتے ہیں یہ باتوں میں اڑانے والے

ہے عدم میں بھی کہیں موت کا کھٹکا یارب
وہاں سے پھر کر کبھی آتے نہیں جانے والے

میرے مرنے سے کھلے تیغ کے تیرے جوہر
مٹنے والوں سے ہیں مشہور مٹانے والے

ذاکر اوس رُخ کی صفائی نے دیا صاف جواب
ورنہ ہم بوسہ کے ٹلتے تھی جانے والے

سیہ زلفوں میں اوسکے دل پھنسا کے
حوالے کر گیا مجھکو بلا کے

ملایا خاک میں سرمہ لگا کے
نہ مارو مجھکو تم آنکھیں دکھا کے

مجھے کو عمر بھر رکھا پریشاں
نہ بل نکلے مگر زلف دوتا کے

نہ دیکھا جب علاج عشق واعظ
مسیحا چلدئے آنکھیں چرا کے

ذرا تو بچکے چل زلفوں سے ایدل
نہ چھوٹے گا پھر اس پھندے میں آکے

نگہ بد نظر ہے قتل ناصح
غضب بیٹھی ہو تم زلفیں بنا کے

نہیں سنتی اگر مر جائے کوئی
اگر یہہ بت نہیں بندے خدا کے

عدو پر بھی نہ ہوتی یہہ نوازش
اگر پابند ہی ہوتے جفا کے

مئے الفت کے بدلے موت آئی
مزا ہم نے یہہ پایا دل لگا کے

رہی آٹھوں پہر اوسکو بھی گردش
فلک چکر میں ہے مجھکو ستا کے

جلایا تو بجلے ذاکر ہمیشہ
رہے پابند ہم اوسکی رضا کے

شب فراق عدو ہم سے دو بدو کیا ہے
شب وصال سمجھ لینگے ہم کبھو کیا ہے

ہر ایک بات ہی الٹی ہر اک سخن برعکس
ادا ہی یار ہے ناصح کی گفتگو کیا ہے

کھڑے کھڑے جو تو ہم سے دلمیں آتی ہو
سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ جستجو کیا ہے

ڈرو نہ روز جزا سے کہ خوں بہا چھوڑا
ہمارے قتل میں اب کہئے گفتگو کیا ہے

تمہارے ملنے کو دنیا میں ہاتھ ملتا ہے
وگرنہ زاہد مکار کا وضو کیا ہے

شب فراق میں نکلیں نہ حسرتیں کیا کیا
سوا وصال کے اب مجھکو آرزو کیا ہے

ملے جو دست جنوں سے اماں تو ہم جانیں
ہزار دامن دلمیں کرو رفو کیا ہے

جو ضد پہ آئے زمیں آسماں ہلا ڈالے
ہمارے نالہ کے آگے تو اے عدو کیا ہے

کیا جو ہم نے گلا ہجر کا چلے اوٹھکر
یہہ زود رنجی تری شوخ تندخو کیا ہے

ہمارے حال پریشاں کا گر نہیں سایہ
تو اونکی زلف پریشاں یہہ موبمو کیا ہے

جفا کا اونسے ہے ناحق تجھے گلا ذاکر
ہزاروں پھرتے ہیں آشفتہ ایک تو کیا ہے

دست نازک کو ہے قاتل کی شکایت میری
سخت جانی سے مٹے ہائے شہادت میری

ایک بوسہ پہ جو تم اتنے خفا ہوتے ہو
کیوں بگاڑی تھی بھلا پہلی ہی عادت میری

شکوہ اک روز کیا اونسی جفا کا تو کہا
نملی کوئی بُری جانی جو عادت میری

عشق اوس پردہ نشیں کا میں چھپاؤں کیونکر
اشکِ خونین مری دیتی ہیں شہادت میری

لیکے دل حشر میں انکار کیا گر قاتل
نازو انداز ترے دینگے شہادت میری

سنگ دل لاکھہ ہو پر رحم ہی آئی آئے
کان رکھکر جو سنو مجھہ سی حکایت میری

زخم پر زخم دئے صدمہ پہ صدمے ابتک
جان بھی لو تو میں دون دے یہی ہمت میری

دردِ فرقت میں تمہاری ہیں یہاں دم توڑوں
تم عیادت کو بھی آتی نہیں قسمت میری

کچھہ تو ہی دل سی محبت مری اونکو ورنہ
مری احباب سی کیوں کرتے شکایت میری

آبرو چاہئے السنا کی نجائے پس مرگ
تمنے تشہیر کیا بڑھ گئی عزت میری

آنا اوس شوخ کا اب پھر عیادت معلوم
سن لیا ہی کہ خطرناک ہی حالت میری

ہاتھہ ڈالو نہ مرض پر یہ مسیحا سی کہو
دم آخر ہے مرا ہو چکی صحت میری

بے بہا جنس ہوں کیا ہوگی بھلا مال کا مول
دل جلا ہو جو کوئی جانیکا قیمت میری

کون بیٹھا ہی یہاں آپ چلے بھی آئیں
بسترِ غم پہ ہوں میں اور یہی حسرت میری

ہوں میں طفلی کی زمانہ سے محمد کا غلام
حشر میں کیا نکرینگے وہ شفاعت میری

کیا گنہ ابروئے خمدار کا اونکی فاکر
تھی نصیبوں میں اسطرح شہادت میری

وہ لئی غیروں کو رشکِ آفتاب آنیکو ہے
دردِ دل آرام جاں کی ہمرکاب آنیکو ہے

کیوں عنادل کی دل آویزیاں گل سرگرم ہیں
کیا کہیں گلشن میں پھر وہ بی نقاب آنیکو ہے

ملکِ فرقت کی جو ہمنی طے کئی ہیں کوہ و دشت
بارگاہِ عشق سی مجنوں خطاب آنیکو ہے

یار کی چشم عنایت پھر چلی سوئے عدو
امتحانکا وقت اب چشم پر آب آنیکو ہے

لوح دل پر ہی رقم جورِ بتاں کا حال سب
دیکھہ لینگی ایکدن روزِ حساب آنیکو ہے

دیکھئے کبتک سنوارینگے وہ زلفِ پر شکن
یہاں لبوں پر جان کہا کر پیچ و تاب آنیکو ہے

تابِ طاقت پہلی ہی ہجر میں جا چکی
اب زبانِ نالہ پر بھی یہاں جواب آنیکو ہے

فال میں لاتقنطوا آیا ہے اپنے چارہ گر
ہے یقیں قاصد ہمارا کامیاب آنیکو ہے

دشتِ وحشت کی طلب ہے اور گھبراتا ہے دل
پھر کسی پہ کیا دلِ خانہ خراب آنیکو ہے

یہاں ہیں فرقتیں ذاکر زہر بھی ملتا نہیں
وہ بدمِ غیر ہیں وہاں دورِ شراب آنیکو ہے

مجھے تو کام ہے زلفِ دوتا سے
نہ پوچھو حال میرا تم بلا سے

گلا ہے مجھکو جذبِ نارسا سے
کروں ناحق میں شکوہ بیوفا سے

عبث وعدہ ہے اونکا کب وہ آئے
میں کیوں شرمندہ ہوں اپنی قضا سے

وہ آئے بعد مرنے ہائے افسوس
خجالت مجھکو ہے اپنی دعا سے

ملے تم غیر سے مجھکو ملایا
ہمیشہ خاک میں جور و جفا سے

غلط یہ امتحاں تھا خوں رُلانا
مگر تم تھے لہو کے میرے پیاسے

دیا دل کیا کہیں تم نے بھی ذاکر
نظر آتے جو تم ہو بد مزا سے

مجھے ہے عشق شاہِ دوسرا سے
عبث میں ڈر کروں روزِ جزا سے

الٰہ العالمیں کر رحم مجھ پر
مرے حرص و ہوا خوں کی ہیں پیاسے

مدد کرنا مرے اے شاہِ عالم
مجھے محفوظ رکھنا ہر بلا سے

جلوں آتش سے دوزخ کے نہ ہرگز
توقع مجھکو ہے خیر الوریٰ سے

شرابِ شوق دے ہمکو بھی ساقی
کہ کوثر پر نہ ہم ترس جائیں پیاسے

ملاؤں خاک میں اعداکو کیا کیا
خدا دے آشنائی آشنا سے

شفاعت پر تمہارے مطمئن ہوں
ہمیشہ دل کو دیتا ہوں دلاسے

میں عاشق جسکا ہوں اوسکی ہے پروا
نہیں کچھ مدعا حرص و ہوا سے

عبادت میں کرو حوروں کی امید | ذرا تو زاہدا ڈرے خدا سے
گناہوں میں سراسر میں بھرا ہوں | نہیں خالی سر مو بھی خطا سے
یہہ ہی ہے آرزو ہر وقت میری | کہ نکلے کام دل تیری عطا سے
سراسر بحر عصیاں موج زن ہے | رہا کر مجھکو جلد ہی اس بلا سے

مدینہ ہی مرا مدفن ہو وے اگر
یہی ہے آرزو اپنے خدا سے

تخمیس بر غزل قدسی در نعت حضرت سرور کائنات صلوٰۃ اللہ علیہ

ہوتا کسواسطے پھر بعد تیرے کوئی نبی | تجھپہ ہے ختم رسالت مرے مولا ہادی
تجھسے محشر میں ہر اک کو ہی شفاعت طلبی | مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

عزت ملک عرب تھی جو خدا کو منظور | یعنے اس ملک میں خیر و برکت ہو موفور
اور کرنا تھا زبان عربی کو مشہور | ذات پاک تو دریں ملک عرب کرد ظہور

زاں سبب آمدہ قرآں بزبان عربی

حشر کو اے شرف آدم و فخر عالم | ہر نبی دیکھکے تجھکو یہہ کہے گا پیہم
اسطرف بھی ہو عنایت کی نظر شاہ امم | نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بی ادبی

تھا مسبب تو ہی جو خلق ہوئی خاص و عام | ہے تری ذات سے شاداب یہہ باغ اسلام
ہے ہر اک شے کا تو باعث شہ والا اکرام | نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام

زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

بحر عصیاں میں گیا ڈوب ہوں ایسا اگر | کہ نہیں اپنی بدو نیک کی کچھ مجھکو خبر

بس سوا تیری کہوں کس سی میں حال ابتر — چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

معصیت میں گھرا ہوں کہ نہیں جس سی نجات — ٹہیرتا اب نہیں اس جا ئی مرا پائی ثبات
ساتہہ اور رونکی ہوں میں بھی مری والا ورجات — ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

جسم خاکی سی کیا تو نی جہاں کا گلگشت — رشک گلزار ہوئی فیض سی تیری سب دشت
ہر قدم پر تہی ملایک لئی انوار کی طشت — شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامی کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

تیری باعث سی ظہور آدم و حوا کو ہوا — تری گلگشت کے خاطر یہہ بنی ارض و سما
تو نہ ہوتا تو یہاں کچہہ بھی نہ ہوتا اصلا — نسبت نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

ہو گئی محو تجھے دیکھ کے ہر دو عالم — تیرا وہ حسن دل آویز ہے ای شاہ امم
کہتا جبریل ہے یہہ دیکھ کے تجھکو ہر دم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدیں بوالعجبی

فکر دنیا میں ہے بیطور پھنسا ذاکر ہی — عیش و آرام سی اوقات نہ اک دم گذری
رحم کر حال پر اوسکی بھی بقول قدسی — سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سوئی تو قدسی پی درمان طلبی

خمسہ بر غزل حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

در نظر افتاد صدہا دلبری — گرچہ دیدم بہتری از ہر بہتری
ثم باللہ تو نداری ہمسری — من ندیدم چوں تو ہرگز دلبری

سرکشی عاشق کشی غارتگری

تیری خوبی کس زباں سے ہو سکے
کوئی اس انداز سے کیونکر بچے
جس نے دیکھا ہو گیا سکتہ اوسے
از تو یک ناز و ز خوباں عالمے

از تو تیری و ز دلہا لشکری

کوئی کب تک دلکو سمجھایا کرے
تیرے کس کس ناز پر ظالم مرے
کس توقع پر وفا کے دکھ سہے
من ندیدم چون تو ہرگز دلبرے

سرکشی عاشق کشی غارتگری

تو ہی وہ ای مایۂ شرم و حجاب
تیرے جلوہ میں ہے شان انقلاب
تاب کیا ہے ہو مقابل ماہتاب
ور زمین پنہاں بماند آفتاب

گر برآئی بامداد از منظری

حال یہہ فرقت میں اب پہونچا ہے ہم
آرزو ہے یہہ ترے سر کی قسم
چشم پر نم جان بلب ہوں ای صنم
من سری دارم کہ در پایت کنم

کز تو در خوبی نداری ہمسری

وصل سے گاہی نہیں ہوتا ہیں شاد
آرزو ہے ہر نفس دلکو زیاد
تجھ سے اپنی کچھ نہ بر آئے مراد
از کجا بر روزگار من فتاد

چون تو سنگیں دل بلائی کافری

سوز فرقت سے یہہ ہے حالت مری
دل نہیں سینہ میں آتش ہی دبی
طاقت اب تن میں نہیں باقی رہی
دست نہ بر سینہ ام تا بنگری

آتش پوشیدہ در خاکستری

آنکھہ سے اک دم نہیں تھمتا لہو
پھر رہا ہوں ہو کی مضطر کو بکو
یاس کی رہتی ہے ہر دم گفتگو
از دو چشم روز و شب در چار سو

تا مگر ناگہ درائے از در ہی

ضبط ہو اتنا سہوں سب رنج و غم | پر اٹھا سکتا نہیں ہیں یہہ ستم
غیر پر کرتا ہے تو لطف و کرم | من کہ از خود بردۂ غیرت می برم

چوں توانم دید پیش دیگری

عشق کے ذاکر کہوں کیا داستاں | کام اسکے ہیں زمانہ میں عیاں
چارہ گر بھی اسکے دیکھے نیمجاں | ہر کہ دیدا ز چشم خسرو خوں رواں

گشتہ ہر مو بر تنِ من نشتری

تخمیس بر غزل نواب یوسف علیخاں صاحب ناظم رئیس رامپور

کیا کہوں حال تھا اوس ہوش ربا کا کیسا | صحبت غیر سے گھبراتا تھا کیسا کیسا
ہوگیا ہے وہی اب مونس اعدا کیسا | جلد جم جاتا ہے ہر شخص کا نقشا کیسا

سادہ دل ہے وہ بت آئینہ سیما کیسا

لائق دید ہے آرایش دنیا ساری | کہ نظر آتے ہی ہر چیز یہاں کی اچھی
مگر اس طرز و روش کی تو نہیں چیز کوئی | جلوہ حسن بتاں کی ہے نمایش کیسی

اے دل اس باغ کا ہوگا چمن آرا کیسا

ذکر یاروں نے کیا میری وفا کا اکثر | اور رنج و غم و اندوہ کئے سب یکسر
پر اونکو نہ ہوا پر نہ ہوا کچھ بھی اثر | میں تو کس گنتی میں ہوں حسن تیں کا قصہ سنکر

کہتے ہیں یہہ بھی ایک انداز ہے سودا کیسا

نیم جاں ہوں تو پلا شربت دیدار شتاب | مجھمیں دم بھی نہیں لاؤں جو مجھے دیکھنے کی تاب
ہاں اٹھا عارض رخسار سے تو اپنی نقاب | ذوق دیدار میں بیخود ہوں مگر مجھسے حجاب

اٹھ گیا بیچ سے جب میں ہی تو پردہ کیسا

ہے یہ افسانہ بھی دلچسپ و حقیقت نادر
ایسے کم ہونگے زمانہ میں بھی ظالم کافر
لاش موجود ہی ہوتا نہیں قاتل ظاہر
کرکے خوں ایک کا جا بیٹھے ہیں گھر میں اور پھر

پوچھتے ہیں کہ مرے در پہ ہے غوغا کیسا

دشت غربت کی اگر خاک کسی نے چھانی
جان دینے کو ہے کس درجہ یہاں آسانی
پھرنا جنگل میں ہے مجنوں کی طرح نادانی
تپش و زاری و تنہائی و سرگردانی

گھر میں سب کچھ مرے موجود ہے صحرا کیسا

آتش عشق نہانی ابھی دیکھی کیا ہے
تم نے خونابہ فشانی ابھی دیکھی کیا ہے
شب غم کے نگرانی ابھی دیکھی کیا ہے
مرے اشکوں کی روانی ابھی دیکھی کیا ہے

گفتگو نوح کے طوفاں میں ہے دریا کیسا

مسکراتے ہیں جو سنکر مرے افسانہ کو
بات کچھ بھی وہ نہیں جانتے مرجانیکو
اور دیوانہ بنالیتے ہیں وہ دیوانہ کو
شمع پر گرتے ہوے دیکھ کے پروانہ کو

پوچھتے ہیں کہ یہہ ہوتا ہے تماشا کیسا

ہے قیامت کہ نصیبوں میں نہیں عیش و طرب
نہ رہی یاس سے اب طاقت عرض مطلب
مگر اندوہ فراواں نے کیا ہے یہہ غضب
اور دکھ درد اگر ہوں تو بھگت لوں میں سب

مجھکو بخشا ہے غم حوصلہ فرسا کیسا

دعوی عشق و محبت میں دل اپنا کھویا
بھید اتنا تھا مگر ہم بھی نہ سمجھے اصلا
جان شیریں گئی لیکن نہ ہوا وہ اپنا
جو ستمگار نہو معتقد مہر و وفا

کیا وہ سمجھے کہ غم عشق ہے ہوتا کیسا

دیکھی دل اہل وفا کرتے نہیں ایسا کام
دیکھو ذرا اگر کو وہ کہتا ہے بطور افہام
یار شوخی سے جو بگڑے تو اوسے دیں الزام
طلب بوسہ میں کیا چاہئے ناظم ابرام

دیچکے دل ہی تو پھر اوس سے تقاضا کیسا

مخمس بر غزل قدسی رحمۃ اللہ علیہ در نعت سرور کائنات صلعم

حبذا نورِ خدا نورِ ہدا نورِ نبی — باعثِ ارض و سما زینتِ عرش و کرسی
نامِ پاکت بخدا رافعِ دردِ قلبی — مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں بادِ فدایت چہ عجب خوش لقبی

تاب دیدار نہ آورد بکوہی موسیٰ — بہمثالے کہ نشد سایۂ عالی پیدا
حسنِ پاکِ تو شہا کرد خدا را شیدا — نسبتی نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

در فراقِ تو چناں جانِ جہاں گریانم — موجِ اشکم ببرد تا درِ جانان دانم
جز بوصلت نشود ہیچ مرا درمانم — من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمالست بدیں بو العجبی

عیسیٰ از عاجزی بر چرخِ چہارم بنشست — حاملِ وحی ہم از راہ نرسیدہ برگشت
نہ طبق ارض و سما ہیچ نکردہ گلگشت — شبِ معراج عروجِ تو ز افلاک گذشت
بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

ای خوشا حالِ سگِ کوئے تو جانِ عالم — کردمِ خویش بپائے تو گذارد ہر دم
وائے بر حالِ من پائے فتادہ بگلم — نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگِ کوئے تو شد بی ادبی

تنگ می آیم و در ہجرِ تو میرم اکثر — ذوق دیدار مگر زندہ کند بارِ دگر
در فراقت بلبم جان مرا اے دلبر — چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

کعبہ از نورِ تو ای جانِ جہاں شد معمور — ظلمتِ کفر شد از ذات سراسر کافور

عزتِ ملکِ عرب گشت خدارا منظور — ذاتِ پاکِ تو دریں ملکِ عرب کرد ظہور
زاں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی

دلِ عشاق بہ ہجرِ تو ندارند ثبات — چشمِ الطافِ تو بہتر ز ہمہ قند و نبات
تشنۂ دیدار بجز دید نیابند نجات — ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

دل و جان بر تو فدا زینتِ باغِ اسلام — منہدم ساخت زیک جلوہ تمامی اصنام
شد منور ز قدم جانِ جہاں خیرِ انام — نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

پر گناہ بارِ گنہ بر سر و ذاکر خاطی — توشہ جز فضلِ تو یک ذرہ ندارد عاصی
شافعِ روزِ جزا ہستی واللہ غنی — سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

مخمس بر غزل امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

ہاں حسن میں یوسف سے تمکو حق نے دی ہے برتری — کل عالم و آدم پہ بخشی رب نے تمکو سروری
عاشق ہوا تیرا خدا زیبا ہے تمکو سروری — اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آزری
ہر چند وصفت میکنم در حسن زاں بالا تری

معراج میں تیری شہا سب پر حقیقت کھل گئی — واپس ہوا افلاک سے زنجیرِ در ہلتی رہی
طالب ہوا تیرا خدا کہتی تجھے یہ ساری نبی — تو از پری چابک تری و ز برگِ گل نازک تری
وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

اغیار کا کھٹکا تھا مجھکو آرزو تھی وصل کی — پر ہو گیا بیخود میں ایسا مٹ گئی ساری خودی
الفت میں تیری اے صنم اب تو یہہ حالت ہو گئی — من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

عاشق ہیں تیری کو بکو مفتوں ہیں تجھ پہ چار سو
آتی ہے تجھ میں حق کی بو آشفتہ دل کیونکر نہ ہو
ممکن نہیں تجھسا کبھو پیدا ہوا ہو خوبرو
عالم ہمہ یغمائے تو خلق خدا شیدائے تو
آں نرگس رعنائے تو اور وہ رسم کافری

ہیں محو ہوں صورت پہ ایسا اٹھ نہیں سکتا قلم
زیبا ہے یکتائی تجھے کہتا ہوں میں کھا کر قسم
اور وصف تیرے حسن کا ممکن نہیں کرنا رقم
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

حور و ملایک اور بشر مفتوں ہیں تیرے حسن پر
الفت میں تیری اے صنم عالم ہوا زیر و زبر
بیخود پڑا کوئی ادھر بیتاب ہے کوئی ادھر
ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر
شمسی ندانم یا قمر یا زہرہ یا مشتری

ہیں ورد دل سے کیا کہوں کیا کیا نہ مجھ پر بن چکا
کب تک سہی جور و جفا آخر کچھ اسکی انتہا
باقی رہا ذاکر سو وہ حرف غلط تھا مٹ گیا
خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری

مسدس

افتابے تو شہا من ذرہ ام
اشتیاق کوئے تو دارد دلم
پرتوے بر من ہم از راہ کرم
تا کہ سازو خاک آں کو بسترم
آرزو دارم کہ خاک آں قدم
توتیائے چشم سازم دمبدم

ہجر میں سب زندگی ہے کٹ رہی
ہے نہاد شوار ہے اب اک گھڑی
مفت میں اوقات ضائع ہو گئی
لو خبر للہ ہے دم پر بنی

آرزو دارم کہ خاکِ آں قدم
توتیائے چشم سازم دمبدم

سوزشِ ہجراں سے دم پر بنگئی
جان بلب ہوں اب نہیں حالت رہی

آگ ہے سینہ میں میرے دب رہی
لو خبر للہ اے مولا مری

آرزو دارم کہ خاک آں قدم
توتیائے چشم سازم دمبدم

شوقِ دل تو یار تک پہونچا مجھے
شکلِ احمدؐ یا خدا دکھلا مجھے

اوسکو یہاں لایا وہاں لیجا مجھے
شیفتہ کر اونکی صورت کا مجھے

آرزو دارم کہ خاکِ آں قدم
توتیائے چشم سازم دمبدم

رات دن دل مضطرب ہے بیقرار
دیکھہ لوں وہ شکل نوری ایکبار

سینہ سوزاں اور ہے چشم اشکبار
جذبِ دل ہاں دکھا اپنی بہار

آرزو دارم کہ خاک آں قدم
توتیائے چشم سازم دمبدم

شان میں جنکے کہا لولاک ہے
اونکی الفت میں مرا دل چاک ہے

جنکا شیدا خود خدائے پاک ہے
بیقرار و مضطر و غمناک ہے

آرزو دارم کہ خاک آں قدم
توتیائے چشم سازم دمبدم

جو نگہباں حضرتِ یونس کا تھا
چاہ میں یوسف کا حافظ جو رہا

جس نے کشتی نوح کی لی تھی بچا
نام پر احمدؐ کے ذاکر ہو فدا

آرزو دارم کہ خاک آں قدم
توتیائے چشم سازم دمبدم

دیگر مسدس

دل میں وزکارم فریادرس الٰہی
زود نما نگارم فریادرس الٰہی
در ہجر اشکبارم فریادرس الٰہی
تاجاں بہ او سپارم فریادرس الٰہی

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

سوز دروں نے دلمیں اک آگ ہے لگائی
شور و فغاں سے میری عاجز ہوی خدائی
اور ہجر احمدی نے ہے جان پر بنائی
فضل و کرم سے تیرے ممکن ہے رہائی

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

عصیانمیں عمر اپنی افسوس سب گنوائی
تاب و توانِ اعضا ہیں ہوتے گئے گواہی
گذری جوانی ساری پیری بھی سر پہ آئی
جز حسرت و الم اب دیتا نہیں دکھائی

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

عشق نبی میں میری ابتر ہوی ہے حالت
خواب و خیال میں بھی آتی نہیں وہ صورت
تاب و تواں تحمل باقی رہی نہ طاقت
جور و جفا کے اونکی کس سے کروں شکایت

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

فرقت میں یا محمد مشکل ہوا ہے جینا
سوزِ دروں سے میری واقف ہوا ہے بینا
ہاں پار بحر غم سے کر دو میرا سفینہ
اب وقتِ آخری ہے دکھلاؤ بس مدینہ

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی

جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

اب ہند میں ہمارا ہوتا نہیں گذارا
تا ہجر نبی میں یارب پھرتا ہوں کب سے مارا
یثرب کی آرزو میں گذرا زمانہ سارا
اس بیکسی میں کوئی حامی نہیں ہمارا

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

فرقت میں اوس صنم کے چھوڑوں نہ سر کو کبتک
امید وصل میں میں جیتا رہا ہوں ابتک
سودا رہیگا سر میں ہاں سر رہیگا جبتک
شکوہ جفا کا اوسکے کیونکر نہ آئے لب تک

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

جام شراب وحدت ساقی پلا گیا ہے
کثرت میں عین وحدت دلمیں سما گیا ہے
محو جمال اپنا مجھکو بنا گیا ہے
بیخود کیا ہے ہمکو خود ہی سما گیا ہے

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

دلمیں سما رہی ہو آنکھوں سے کیوں نہاں ہو
ڈھونڈوں کہاں ہے جا کر کیا جانوں تم کہاں ہو
پردہ میں چھپ رہی ہو کاہیکو بے نشاں ہو
ذاکر ہوا ہے عاجز لیجاؤ تم جہاں ہو

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

شہر آشوب بزبان عذر شہ

سناؤں کیا تجھے حال خراب اے ہمدم
سخن جو لب پہ ہے وہ ناصواب اے ہمدم
کہ دل پہ رنج ہے جاں پر عذاب اے ہمدم
میں بیٹھا جاتا ہوں مثل حباب اے ہمدم

بہت اٹھائی ہیں غم میں نے زندگانیں
خوشی ہوئی نہ کبھی اس سرائے فانی میں

میں کیا کہوں کہ گذرتی ہی کسطرح میری
میں کیا کہوں کہ میری عمر کسطرح سی کٹی
میں کیا کہوں کہ مری جان و دل پہ کیا ہی بنی
میں کیا کہوں کہ ہی آگے کی فکر اب کیسی

کوئی شفیق رہا نے کوئی انیس رہا
نہ کوئی یار رہا نے کوئی جلیس رہا

کہوں میں حال زمانہ کا تم سی کیا یارو
نہ نام بلبل بیدل کہیں رہا یارو
عجب طرح کا تغیر یہاں ہوا یارو
ہوئی ہی زاغ کو اب نازش ہما یارو

نہ وہ چمن رہا اور وہ نہ عندلیب رہی
نہ ہائے پہلے سی دہلی بھی بدنصیب رہی

ہوا جو حال یہاں کا کہا نہیں جاتا
ستم یہہ چرخ کا ہم سی سہا نہیں جاتا
کہوں نہ کچھ بھی اگر چپ رہا نہیں جاتا
برس رہی ہیں بلائیں بچا نہیں جاتا

شریف جتنے تھے وہ تنگ روزگار ہوئے
رذیل جتنے یہاں کے تھے مالدار ہوئے

یہہ وہ جگہہ ہی کہ صاحب کمال تھی جسمیں
یہہ وہ جگہہ ہی کہ سب خوش خصال تھی جسمیں
یہہ وہ جگہہ ہی کہ آسودہ حال تھے جسمیں
یہہ وہ جگہہ ہی کہ اہل جمال تھے جسمیں

جہاں آباد کو ہے ہے لٹا دیا کیسا
فلک نے ہائے اُسے اب مٹا دیا کیسا

یہہ انقلاب زمانہ میں آگیا ابتو
فلک کے دلمیں یہ کیسا سما گیا ابتو
کہ ابر تیرۂ غم دلپہ چھا گیا ابتو
کہ نام و نسل بھی اونکی مٹا گیا ابتو

لٹی شریف ہوئی نقد جاں کی ارزانی

ہوئی ہے کثرتِ آبادی ننگِ ویرانی

کہاں گئے وہ جو صاحب سریر رہتے تھے
کہاں کہاں نہیں اونکے سفیر رہتے تھے

مدام عیش میں وہ جو اسیر رہتے تھے
کہ در پہ جنکے ہزاروں امیر رہتے تھے

زمیں ہے فرش میسر نہ چارپائی ہے
پڑے ہیں خاک میں اور رات دن گدائی ہے

یہاں تھے جتنے ذلیل و رذیل دنیا کے
ہوا ہے حال یہ اب اونکا عہدی پاپا کی

کہ انڈے مرغ کے جو بیچتے تھے جا جا کے
شریف پاس بٹھاتے ہیں اونکو لالا کے

شریف اونکو خوشامد سے دیکھکر جھک جائے
سلام لیتے ہوئے اونکو عار سی بس آئے

زمانہ کرتا ہے کس کس طرح خراب اونہیں
رذیل کہتے ہیں لاکھوں ہی ناصواب اونہیں

رُلاتا خون ہے دیکر غم و عذاب اونہیں
نہیں ہے بس کہ جو کچھ دیویں وہ جواب اونہیں

نہ ہائے ہائے شریفوں کا اعتبار رہا
وہ کیا رہیں جو یہاں کا نہ شہریار رہا

قلم کو روک زباں تھام فواکر رنجور
جو کہہ چکا ہی نہ ٹھیرے کہیں وہ تیرا قصور

کسیکا حال نہ للہ کہہ کسیکے حضور
کہانکا قصہ لیئے بیٹھا ہے اِسے کرور

سدا سے یوہیں زمانہ کا حال ہوتا ہے
اسطرح سے یہہ رنج و ملال ہوتا ہے

مثلث بر غزل امیر خسرو رحمت اللہ علیہ

آشفتہ نیم بر رخت حور و ملک جن و پری
ای چہرهٔ زیبای تو رشکِ بتانِ آذری

ہرچند وصفت میکنم لیکن ازاں بالاتری

ہاں خوبتر از روئی تو دیدہ بہ چرخِ جنبری — تو از پری چابک تری وز برگِ گل نازک تری
وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

من ہم بتو فانی شدم تو جائی دل پنہاں شدی — من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

نسبت نداری با قمر سایہ نداری چوں بشر — ہرگز نباید در نظر صورت نروئیت خوبتر
شمسی ندانم یا قمر یا زہرہ یا مشتری

من سروہا را دیدہ ام گلہائی بستاں چیدہ ام — آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

جانم فدا بر پائی تو در سر شدہ سودائی تو — عالم ہمہ یغمائے تو خلق خدا شیدائی تو
آں نرگسِ رعنائے تو آوردہ رسم کافری

در فرقتِ تو گر شہا امروز فداکر شد فدا — خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری

تضمین مصرعہ خوش بگو لا الہ الا اللہ

نورِ ایماں چو خواہی از اللہ — خوش بگو لا الہ الا اللہ
وصل خواہی چو با رسول اللہ — خوش بگو لا الہ الا اللہ
گر کنی خویش را فنا فی اللہ — خوش بگو لا الہ الا اللہ
داری الفت چو با حبیب اللہ — خوش بگو لا الہ الا اللہ
نیست معبود جز خدا و اللہ — خوش بگو لا الہ الا اللہ
میشود ذات را بقا باللہ — خوش بگو لا الہ الا اللہ
ہست نورِ خدا نبی اللہ — خوش بگو لا الہ الا اللہ

در دل را دواست بسم اللہ	خوش بگو لا الہ الا اللہ
مشکل آسان میکند اللہ	خوش بگو لا الہ الا اللہ
داشت در زبان خلیل اللہ	خوش بگو لا الہ الا اللہ
گر تو خواہی شوی خدا آگاہ	خوش بگو لا الہ الا اللہ
در بیابان اگر کنی گم راہ	خوش بگو لا الہ الا اللہ
کارِ مشکل روا شود دلخواہ	خوش بگو لا الہ الا اللہ
تر زبان است در چمن لالہ	خوش بگو لا الہ الا اللہ
بلبل اندر چمن کند نالہ	خوش بگو لا الہ الا اللہ
قرب جوئی اگر بفضل الہ	خوش بگو لا الہ الا اللہ
ذاکر از ذکر میشود واللہ	خوش بگو لا الہ الا اللہ

قطعہ تاریخ وفات فرخ بنت عنایت اللہ بیگ بعمر چار سال قضا کرد

آن دختر چار سالہ از دستِ قضا	چوں حور نعیم نیک و زیبا فرخ
رفتہ سوئے خلد سالِ فوتش آمد	وائے وائے شدہ ز دنیا فرخ
	۱۲۹۵ھ

تاریخ فوت والدہ خود گفتہ

حیف از مرگ مادرِ مشفق	ذاتِ او بود الفت آمایش
ذاکر خستہ سالِ فوتش گفت	کہ بہشتِ برین بود جایش
	۱۲۹۵ھ

دیگر ایضاً

برفت از دہر فانی مادرِ من	زمرگش مرگِ ما ہم زود بادا

بسالِ فوت او ذاکر نوشتم — خدایا عاقبت محمود بادا
۱۲۹۵ھ

تاریخ وفاتِ میرزا عبد اللہ بیگ عرف میرزا دولہ والد خود گفتہ

ز دنیا سفر کرد چوں قبلہ گاہ — عنایاتِ حق بر روانش شود
بماہِ محرم برفت از جہاں — بفردوسِ اعلیٰ مقامش شود
فلک داد رنج پدر رحم تا — نگارم چو حدِ حسابش شود
بدوں آز ماتم دعائش بکن — کہ رحمت ز حق بہر کابش شود
کرم کن خدایا طفیل نبی — بہی مغفرت آب جامش شود
نکو روز گرداں خدایا براو — کہ در حشر اعلیٰ مقامش شود
بود نارِ دوزخ حرامش خدا — بہشت بریں پایگاہش شود
بفکر اندر آمد چو ذاکر بسال — کہ تا در جہاں یادگارش شود
ز روئی خودش کرد حور ایں دعا — الٰہی بجنت مقامش شود
۱۳۰۰ھ

تاریخ وفات نواب غلام فخر الدین خان خسر خود گفتہ

خان والا نژاد فخر الدین — کہ ز دنیا نداشت پروائی
سالِ فوتش بگفت ایں ذاکر — اے ترا خلد باد ماوائی
۱۳۱۱ھ

قطعہ برای واعظان بازاری کہ یکے را ہفتاد و ملت ستاد و دیگرے را صفدر نام گفتہ

ننگ باشد بواعظانِ فہیم — وعظ و دشنام بر سرِ بازار
در بیاشید بر سرِ منبر — لا فہا می زنند چوں می خوار
کہ عبادت کنند بہرِ خدا — شوق حور است بر سرش اسوار

وائے از علم آہوئے اسلام
از زباں پائی بندِ اسلام اند
حیف صد حیف تفرقہ انداخت
با حسد بغض و کینۂ سینہ
مشتعل کرد شعلہای نفاق
ظلم تا چند بر مسلمانی
سخنِ راست تلخ مے باشد
طبع بد راستی نمی گیرد
سترِ حق را اگر بپوشید ی
عاقل آنست پند را گیرد
عزِ اسلام گر رود از سر
ور رود و سلام بود نفاق
گر ہمیں اختلاف اسلام است
قیمتِ خویش خود نمی دانی
گم شو از خویش تا کہ خود بینی
آب جو رفتہ باز کے آید
ایں گراں مایہ نعمتے داری
کوسِ رحلت زند نفس ہر دم
پائے بندِ وجود کے بیند
کسے تواں دید ہر کہ نابیناست
آشنا باش تا کہ بشناسی

از پس ریش میکند شکار
بیخ الفت کنند در اظہار
از نصایح و پند و ز تکرار
میگریزد ز حالش استغفار
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار
خوف کن از فغان آتشبار
گرچہ شیریں بود سرِ گفتار
نیشِ عقرب شود پئے آزار
سرِ منصور کے شدی بردار
گرچہ بیند نوشتہ بر دیوار
مقنع بر سر زد نہ ایں دستار
بہ شود از ہزارہ یک زنار
خاک بر سر بہ کافری اقرار
گلہ از خویش کن نہ از اغیار
ہر زماں از خدائی خود دیدار
ہر نفس را غنیمتے پندار
تا بکے ضایع میکنی ہشدار
تا زخوابت ترا کند بیدار
روئی محبوب از پسِ دیوار
روزِ محشر خدائی را دیدار
روزِ آخر خدائے را ہی یار

گر تمنائے وصل حق داری | علم و دانش بدیگراں بسپار
غافل از خویش و از خدا گشتی | نخلِ امید کے دہد اثمار
تا کجا اختلاف در اسلام | کاخ دیں تا کجا شود مسمار
لقمۂ چرب از حرام خورندہ | ور ریا بر زباں استغفار
ہوشیار است آنکہ مدہوش است | گشت مدہوش ہر کہ شد ہشیار
خواند آں کس کہ علم دنیا را | گشت رسوا بکوچہ و بازار
علم آں بہ کہ علم حق داند | تا رہاند ترا ز ہر تکرار
عالمِ دنیا حجاب اکبر شد | گفت زیں ساں علیؓ خوش گفتار
ہر شجر ہر حجر کہ می بینی | پیدا کرد است کے خدا بیکار
نیست موجود غیر حق چیزے | از وحوش و طیور و از اشجار
ہر کہ پیدا شدہ است مظہرِ اوست | پس کرا باز گفتئی اغیار
نحن و اقرب بگفتہ در قرآں | از خدا تو جدا نۂ زنہار
اول آخر ظہور و در باطن | جز خدا نیست دیگرے اغیار
ہر چہ موجود گشت مظہر اوست | پس ز وحدت چرا کنی انکار
کفر و اسلام راست چوں خالق | در بد و نیک کے سزد تکرار
عام را شرع ظاہری زیباست | خاص را خاص پیشہ و پندار
آدم از خلد گر جدا نشدی | صنعتِ حق چساں شدی اظہار
صنعتے نیک و بد سوید اکرد | صانع ہر دو ہست یک ستار
پند نااہل گوئے بر گنبد | عاقلے راست مشتی از خروار

گر فضولست ایں و آں ذاکر
خود ز ایشاں نصیحتے بردار

واسوخت ذاکر

دلکو وحشت نہ تھی الفت سے سروکار نہ تھا
زلفِ پیچاں میں کسیکے میں گرفتار نہ تھا
رنج کچھ مجھکو نہ تھا عشق کا آزار نہ تھا
دہر میں مدِ نظر کوئی ستمگار نہ تھا
جاں بلب ہوتے تھے فرقت میں نہ یوں روتے تھے
پاؤں پھیلا کے سدا شام سے ہم سوتے تھے

عیش کیا کیا نہ ہمیں پیشِ نظر رہتے تھے
جمع ہر روز یہاں اہلِ ہنر رہتے تھے
بادہ کش شام سے ہم تا بسحر رہتے تھے
لطف سے خالی کسی دم نہ مگر رہتے تھے
صبح تک شام سے ہمکو نہ خبر ہوتی تھی
چہچہے کرتے تھے یاروں میں بسر ہوتی تھی

مجھکو معلوم نہ تھا عشق میں کیا ہوتا ہے
کاٹنا کیوں شبِ ہجر انکا بلا ہوتا ہے
دردِ دل کس لئے فرقت میں سوا ہوتا ہے
محو ہوتا ہے بشر وصل میں کیا ہوتا ہے
وصل کیا چیز ہے ہوتی شبِ فرقت کیا ہے
بنتے دیوانے ہیں کیوں اور محبت کیا ہے

کہتے ہیں غیر کسے ہوتی رقابت کیا ہے
بت پرستی کسے کہتے ہیں یہہ ملت کیا ہے
دشمنی کرتے ہیں کیوں اوسکی شکایت کیا ہے
روزِ غم نام ہے کسکا شبِ فرقت کیا ہے
یک بیک ہوتی ہے انسان سے نفرت کیونکر
اپنے حالات سے ہو جاتی ہے غفلت کیونکر

یہہ نہ معلوم تھا ہمپر بھی قیامت ہوگی
دلکی بیتابی سے کچھ اور ہی صورت ہوگی
دردِ فرقت میں شبِ غم سے مصیبت ہوگی
اپنے بیگانوں کے ملنے سے بھی نفرت ہوگی
جانشیں قیس کے ہم ہونگے بیاباں ہوگا

مثل فرہاد نہ اپنا کوئی پرُساں ہوگا

بخت برگشتہ ہوی جب سی طبیعت آئی
سر پہ آفت مری الفت کی بدولت چھائی

ہوکے پابندِ وفا مینی اذیت پائی
دل لگی دل پہ مرے اور قیامت لائی

اپنے احباب سی رہنے لگی وحشت مجھکو
حال پر اپنے خود آنے لگی رقت مجھکو

ابتدا عشقکی یارو میں بیاں کرتا ہوں
زخم دلکی میں اگر اپنے نہاں کرتا ہوں

رازِ سربستہ جو ہی اپنا عیاں کرتا ہوں
سینہ پھٹتا ہی اگر ضبط فغاں کرتا ہوں

دل کو تسکین ہو نہیں زور یہہ دل پر اپنا
چشم پر زور دکھاتا ہے مقدر اپنا

طالب وصل تھی وہ پہلی نہ رم کرتے تھے
پھروں آ آکی مری گھر وہ کرم کرتے تھے

زندگی اپنی بسر عیش میں ہم کرتے تھے
روز ایجاد وہ کب ایسی ستم کرتے تھے

ابتو صحبت میں وہ غیر دنکے بسر کرتے ہیں
رات ہم شام سے رو رو کے سحر کرتے ہیں

اب مری حالکی تھوڑی سی حکایت سنلو
کی وفا میں نے جو کچھ اوسکی روایت سنلو

چرخ ظالم نے جو کی مجھپہ عنایت سنلو
اور دلبر کے تغافل کی شکایت سنلو

مری جاں ایک ہی اور دشمنِ جاں لاکھوں ہیں
ایک میں صید ہوں صیاد یہاں لاکھوں ہیں

مجمع احباب کا تھا میں بھی تھا موجود وہاں
کھولتا تھا صفتِ مہ میں کوئی اپنی زباں

وصف ہر چیز کا آپسمیں لگا ہونے بیاں
بیٹھا کرتا تھا کوئی وصفِ حسینانِ جہاں

ایک نے رازِ نہاں نوکِ زباں سے کھولا ہے
دفترِ حسنِ خداداد بیاں سے کھولا ہے

بولا دیکھے ہیں بہت یوں تو حسینان جہاں
نازو انداز میں شوخی میں شرارت میں یہاں
حسن یوسف جو سنا ایک میں دیکھا ہی عیاں
کھول سکتا نہیں میں وصف میں کچھ اپنی زباں

حورِ فردوس ہے پر جامۂ انسانی ہے
نور خورشید نہیں صنعتِ ربّانی ہے

میں بیاں کرتا ہوں اب سنئے سراپا اوسکا
سرو آزاد ہے گویا قدِ رعنا اوسکا
پایا کب سرو نے ہی یہہ قدِ بالا اوسکا
شعلۂ طور ہے یا ہی قدِ زیبا اوسکا

یہہ نزاکت یہہ لطافت یہہ سجاوٹ کب ہے
سرو میں لاکھ طرح کی یہہ لگاوٹ کب ہے

شعلہ ایک نور کا ہی اوسکا وہ قامت کب ہی
سرو آزاد میں رفتار کی طاقت کب ہی
اوسکی رفتار سے بڑہ سکتی قیامت کب ہی
کبک کی چال سے دنیا میں یہ آفت کب ہی

روز ایجاد ستم اوس سے کہاں ہوتے ہیں
لاکھوں پامال دلِ خستہ وہاں ہوتے ہیں

زلف سے اوسکی بلائیں نہیں زنہار فزوں
سامنے اوسکی ہی طول شب ہجراں بھی زبوں
اوسکی نکہت پہ ہوے سیکڑوں ایسے مفتوں
کوئی دیوانہ ہوا اور کسی کو ہی جنوں

مانگ میں قدرتِ حق ایک نہاں ہے گویا
جادۂ منزل ظلمات عیاں ہے گویا

اوسکی پیشانی کا اب حال بیاں کرتا ہوں
صنعتِ خالقِ مطلق کو عیاں کرتا ہوں
نور کو نور کے پردہ میں نہاں کرتا ہوں
اور اوس نور کا ظاہر یہہ نشاں کرتا ہوں

اوسکو جب دیکھہ لیا ارض و سما کو دیکھا
جسنے دیکھا اوسے انوار خدا کو دیکھا

اوسکی ابرو سے کماں کو نہیں نسبت کچھ بھی
ہی یہہ محراب سجودِ دلِ عاشق کو بنی

یا یہہ جدول ہی کہ جو مصحفِ رخ سے کہنچی
قاب قوسین کی معنی کی ہی تفسیر یہی

سے بجا کہیے جو غارتگر ایماں یہہ ہیں
چمنِ حسن کی یا دونوں نگہباں یہہ ہیں

آنکہہ اوسکی وہ قیامت کہ عیاذاً باللہ
وضع میں ایسی ہوئی نرگسِ رعنا تو کیا
چشم آہو میں کہاں عشوہ یہہ انداز و ادا
یہہ لگاوٹ یہ شرارت ہی کہاں اوسمیں بہلا

چشم سے اوسکی ہی صاف عیاں ہوتا ہے
ایک گردش میں یہاں قتل جہاں ہوتا ہے

چتون اوسکی ہی قیامت سی شرارت سی بہری
محو ہو جائی پری بہی اوسی دیکہی جو ذری
چشم وہ مست جہاں دیدۂ آہو نظری
جان سی اپنی گیا جسکی وہاں آنکہہ لڑی

آنکہہ سی اوسکے جنہیں آنکہہ ملاتے دیکہا
سر کو تکیہ سی نہ پہر سینے اٹہاتے دیکہا

پردۂ چشم حیا خیز ہیں مژگاں اوسکے
فرسِ ناز کو مہمیز ہیں مژگاں اوسکے
بیمروت ستم انگیز ہیں مژگاں اوسکے
خونِ عالم پہ بہت تیز ہیں مژگاں اوسکے

زخم کا اونکے کسی سے نہیں درماں دیکہا
اونکے گہایل کو سدا اور سے نالاں دیکہا

ظاہر انگشتِ قضا بینی ہی اوس کافر کی
دلبر و ہوش ربا بینی ہے اوس کافر کی
مخزنِ حسن ہی یا بینی ہی اوس کافر کی
بانیِ ناز و ادا بینی ہے اوس کافر کی

اوسکی باعث سی غضب چہرہ پہ رعنائی ہے
وہ مگر حسنِ خدا اوسکی زیبائی ہے

اوسکی رخسار سی اور چاند سی نسبت ہی کہاں
تابِ خورشید سی روشن ہی اگر ایکجہاں
دہبہ ہی چاند میں آئینہ سا روشن ہی یہاں
اوسکی پرتو سی نمایاں ہی عیاں اور نہاں

اوسکے رخسار نہیں مصحف رحمانی ہے
آیۂ سورۂ یوسف کی وہ پیشانی ہے

کان ہیں کان ملاحت جو سراسر ہیں عیاں
کشتیٔ حسن انہیں کہتے ہیں سب اہل جہاں

برگ گل یا ہیں عجب رنگ کی بیخوف خزاں
عقل بھی دیکھہ کی ہوجاتی ہے اونکو حیراں

قلزم حسنکے وہ دونوں صدف ہیں گویا
یا تراشے ہوے یہہ درّ نجف ہیں گویا

لب جان بخش کی توصیف بیاں کیا کیجے
قدرت حق کا معما ہے عیاں کیا کیجے

اپنے قابو میں نہیں ہے میری زباں کیا کیجے
حق نمایاں ہے یہاں اوسکو نہاں کیا کیجے

لب پان خوردہ کی شوخی میں یہہ رعنائی ہے
مردے جی اوٹھتے ہیں جنبش میں مسیحائی ہے

اوسکی دانتوں کی صفائی کا ہو کسطرح بیاں
چرخ کہا گریں اختر جو وہ ہوجائیں عیاں

ہے مگر سلک گہر درج دہن میں پنہاں
رہوے حیراں اگر دیکھلے اونکو انساں

در کبھی مونہہ نہ دکہاوے رہے پنہاں ہوکر
دیکھے گر چشم صدف وارہے حیراں ہوکر

کس سے یارب صفت چاہ زنخداں ہو بیاں
کیوں نہ اوس چاہ سے ہوجائے پریشاں انساں

چاہ میں ڈوب گیا یوسف کنعاں جہاں
دلرباؤں کی ہے جس چاہ پہ جانیں قرباں

سب سراسیمہ و سرگشتہ اسی راہ میں ہیں
خضر و الیاس بھی ڈوبے ہوے اس چاہ میں ہیں

دہن تنگ کی تعریف میں کیا کہولوں زباں
عقلا ساری جہاں کی ہوے اسجا حیراں

ہو کوئی چیز تو میں وصف کروں اوسکی بیاں
نام سنتے ہیں مگر پاتے نہیں اوسکا نشاں

آشنا حرف سے جب اوسکے زباں ہوتی ہے

صنعت خالق ستار عیاں ہوتی ہے

اوسکی گردن ہر کہے گردن مینائی بلور
صدقے ہوجائی اگر دیکہلے کاہر اوسکو حور

غرق عجلت ہو جسے دیکہہ کی شمع کافور
اوسکی نظارہ میں ہے عین نور سی آنکہیں معمور

بادۂ حسن خداداد سے لبریز ہے وہ
یہ نزاکت ہیں قیامت ستم انگیز ہے وہ

دیکہی شانونکو اگر اوسکے کوئی حسن پرست
سمجہی یکساں وہ غم نیستی و شادی ہست

ہی یقیں دیکہہ کے ہوجائے کچہ ایسا بدمست
خلق اوسی کہنے لگی بادہ کش جام الست

کیا کہوں تم سے عجب دل کے وہ شانے ہیں
دیکہکر اونکو ہوے سیکڑوں دیوانے ہیں

اوسکے بازو کی صفت کیونکہ ہو مجہہ سی تحریر
پنجۂ دست ہیں ایسے کہ نہیں جسکی نظیر

ایک فقط لفظ میں کیا ہو سکے اوسکی تقریر
ہو بہو حضرت یوسف کی کہنچی ہے تصویر

عمر بہر دیکہا کسی نے نہیں پہونچا ایسا
جانیں قربان کریں دیکہیں جو حوریں پہونچا

ہاتہہ سے اوسکی مقابل نہیں ہے تاباں
اونگلیونکو کہو اوسکے کہ ہیں شاخ مرجاں

ید بیضا ہی کف دست سی موسیٰ کا عیاں
شاخ مرجاں میں مگر ایسی نزاکت ہی کہاں

ناخن اوسکے جو حنا سے گل بستانی ہیں
سبکو ہوتا ہی یقیں لعل بدخشانی ہیں

کیوں نہ حیرت ہو جو دیکہے کوئی پستانکو بشر
یا قران شمس و قمر کا یہہ ہوا ہے اکثر

سرو آزاد میں پیدا ہوئے یا کہ دو ثمر
رہگئی حسن پہ یا جم کے ملائک کی نظر

قبۂ نور ہیں یا اوسکے ہیں پستاں دونو
یا مہ و شمس ہیں جو ہیں یہہ درخشاں دونو

شکم صاف پہ اوسکی جو پہونچ جائے نظر
پھر اوسے دیکھ کے کیونکر نہو حیران بشر

ہو فرشتہ بھی اگر تھام کے رہجائے جگر
عقل ہی صورت آئینہ جہاں ہے ششدر

سیم سادہ جو اوسے کہئے تو منہ زوری ہے
یہہ یقیں ہوتا ہے ایک تختۂ بلوری ہے

ہے زباں سے کمر یار کی توصیف محال
اوسکو میں بال سے دیتا ہوں جو اسجائے مثال

فکر میری مجھے اسوقت ہوئی ہے جنجال
عقل کہتی ہے کہ اس وہم میں تو جی کو نڈال

ناف نے آگے جو اُسجا پہ جگہ پائی ہے
آنکھہ عاشق کی کمر دیکھنے کو آئی ہے

اوسکے کولوں پہ بشر کرتے ہیں سو جان فدا
کیا کہوں آگے کہ مانع ہے مجھے شرم و حیا

دم رفتار پسا جاتا ہے دل عالم کا
ہاں مگر بحر لطافت میں صدف ہے گویا

دو یہہ قوسین ہیں مہندس نے برابر کھینچیں
دو ہلال آئے ہیں ایک برج میں کچھہ اور نہیں

اوسکے زانو نکی صفائی میں ہو کیونکر گفتار
شعلہ زن نور ہو جامہ میں جو وقت رفتار

حور جہاں باختہ ہو جائے جو دیکھے اکبار
کیوں نہ بیتاب اوسے دیکھکے ہو عاشق زار

دیدہ وادیدہ سے جب وہ تہ و بالا ہو جائے
کیوں نہ مدہوش اونہیں دیکھنے والا ہو جائے

کرتے ہیں پاؤں نزاکت پہ قیامت برپا
وہ کف پا ہیں کہ شرمندہ ہو مہر لقا

سینکڑوں ہوتے ہیں رفتار سے فتنے پیدا
اوسکے تلوؤں کے برابر نہ ہو چہرہ کی ضیا

جب پڑی فندق پا کا یہہ عجب رنگ نظر
سرو کی بیخ سے آوے گل اورنگ نظر

ہیں عجب قد سے وہ ساق بلوریں معمور
پردۂ نور میں جوروں کا کیا حق ذی ظہور

دیکھی خورشید اگر نور ہو اوسکا کافور
نور کے آگے بہلا کیا ہو ضیائے بلور

جلوہ فرما جو بہم شاہ و سحر ہو جائیں
ایکوقت اوس سے خجل شمس و قمر ہو جائیں

وہ بیاں کرتا تھا جسوقت سراپا اوسکا
میں ہی تھا کہ ہوی چپ اپنا جگر بیٹھا تھا
مجھپہ طاری تھا وہاں سکتہ کا عالم گویا
ایک حیرت تھی کہ یہہ حسن خداداد ہی کیا

حسن میں حور پری شکل میں انسان کیا ہے
رشک بلقیس ہے مطلوب سلیمان کیا ہے

کرچکا اوسکی وہ جب سارے سراپا کا بیاں
پوچہا میں نے کہ کہو اوسکا ہی کیا نام و نشاں
نام کیا رکھتا ہی کس جاپہ ہی وہ سرو رواں
بولا وہ ہنسکے کہ سن لیجئے عیاں راچہ بیاں

اوسکو خورشید جہاں ایک جہاں کہتا ہے
اوسکے انوار سے پر نور مکاں رہتا ہے

سنکے یہہ حال عجب ہو گئی حالت میری
ہو گئی شوق سے مردہ کی سی صورت میری
طبع بہی ہونے لگی مونس وحشت میری
گہہ ہی گھبراتی تھی ہر لحظہ طبیعت میری

پاس کچھہ غیر و یگانہ کا نہیں ہوتا تھا
وہ ہی ہر دم تھا خیال آٹھہ پہر روتا تھا

دلمیں تھا شوق کہ کب دیکھنے جاؤں اوسکو
اپنا یہ حال وہاں جاکے دکہاؤں اوسکو
قصۂ درد و الم سارا سناؤں اوسکو
مہرباں پاؤں تو ایک روز بلاؤں اوسکو

اوسکے آجانے سے روشن مرا کاشانہ ہو
شمع ہو بزم میں وہ دل مرا پروانہ ہو

رہتی تھی دلکو مرے فکر یہی صبح و مسا
مجھہ سے اکروز یہہ اوس شخص نے آکر پوچھا
کیا ہوا تمکو یہہ کیا حال تمہارا ہی ہوا
دھیان کسکا ہی بندھا کسکا ہوا ہی سودا

یہہ کہا میں نے کہ کیا حال مرا پوچھتے ہو
آگ پانی میں لگا دیتے ہو کیا پوچھتے ہو

سحر تھا آپکے اوس روز سراپا کا بیاں
وہ کہا تم نے کہ میں ہو گیا سنکر حیراں
جسکے سننے سے مری جاتی رہی تاب و تواں
یہ بھی یارا نہ رہا کہ بھی سکوں آہ و فغاں

میں ہوں اور سوزش دل آٹھہ پہر ہی مجھکو
اوسی گفتار کے جادو کا اثر ہے مجھکو

سنکے بولا کہ خبر یہہ نہ تھی مجھکو حاشا
تم سے ہو جاتی ملاقات تو اچھا ہوتا
کیا بڑی بات تھی ہمراہ تمہیں لیچلتا
اور جو چاہتے وہ نقشہ تمہارا جمتا

قول سے اپنے بہر حال میں کب ٹلتا ہوں
آپکے ساتھہ اسیوقت چلا چلتا ہوں

سنکے یہ مژدۂ جاں بخش اُٹھا میں اکبار
بیقراری تھی فزوں دلکو نہ تھا میرے قرار
ہاتھہ میں لیکے چھڑی ساتھہ چلا بی تکرار
کہتا تھا دلمیں خدا جانے یہہ کیا ہو اسرار

ہر قدم شوق مرے دلمیں سوا ہوتا ہے
مضطرب دل ہے وہاں دیکھیے کیا ہوتا ہے

اس شش و پنج میں پیچ پھر تو وہاں تک پہونچا
ہمنشیں تجھسے کہوں کیا کہ کہاں تک پہونچا
ساتھہ اوس شخص کے جب اونکی مکاں تک پہونچا
دیکھکر صلّ علی میری زباں تک پہونچا

وہاں عجب طرز کا ایک میں نے شبستاں دیکھا
مسند آرا جہاں ایک مہر درخشاں دیکھا

صحبت غیر سے اوس بزم کو خالی پایا
ناز و انداز سے یہہ لفظ زباں پر لایا
دیکے تعظیم مجھے اوسنے وہاں بٹھلایا
مجھکو ممنون کیا تمنے کرم فرمایا

ہو زمانے سے جو فرصت تو یہہ اوقات رہے

دو گھڑی آپ سے ہر روز ملاقات رہے

سنکو یہہ میں نی کہا اوس سے کہ ای جانِ جہاں
مجھہ سے کیا ہو سکے اس لطف و عنایت کا بیاں
اس تری مہر و عنایت پہ ہوں دل سے قرباں
جو ہوا حکم بجا لاؤنگا بے خوفِ زیاں

دل سے آشفتہ محبت کا ہوں قرباں میں ہوں
تو شۂ حسن ہے اور تابع فرماں میں ہوں

الغرض اوس سے بہت دیر ملاقات رہی
لطفِ صحبت رہا اور غم کی مکافات رہی
ہر روش کی نئی انداز سے ہر بات رہی
مہر و الفت کی بھی کچھہ حرف و حکایات رہی

تلخی اوس سے اجازت کا ہوا میں جس وقت
بولے کل آوگے فرماؤ یہاں تم کس وقت

بولا میں کیا کروں اس بات کا اقرار بھلا
ہو گئی وعدہ خلافی تو نہیں اس میں مزا
ہوگی فرصت مجھے جس وقت چلا آؤں گا
میں تمہیں کہتا ہوں موقع ہی مجھے جس وقت ملا

دیکھے دم یاروں کو مجمع سے نکل آؤں گا
آج کے وقت خدا چاہے تو کل آؤں گا

وعدہ کل آنیکا جب مجھہ سے ہوا مستحکم
جب چلا واں سے تو کیا حال کہوں میں ہمدم
رخصت اوسنے کیا پھر دیکے مجھے سخت قسم
چشم گریاں تہیں مری دل کا عجب تھا عالم

ہر قدم پر مجھے کچھہ غش سا چلا آتا تھا
دل مرا سینہ میں ہر وقت جو گھبراتا تھا

پھر تو یہہ حال ہوا روز وہاں جاتا تھا
وقت پہ وہ جو کسی دن نہ مجھے پاتا تھا
لطف کیا کیا مری صحبت سے اوسے آتا تھا
مضطرب ہوتا تھا اور سخت وہ گھبراتا تھا

بے مری چین نہ آتا تھا کسی دن اوسکو
زیست دشوار تھی گویا کہ مرے بن اوسکو

آتے جاتے مجھے جب ایک زمانہ گذرا
مجھکو بھی آنے لگا اوس سے محبت کا مزا
میں نے پیغام شب وصل کا پھر اوسکو دیا
مسکرا کر عجب انداز سے یہہ اوس نے کہا

کون سی بات ہے یہہ آپ کا اصرار ہے کیا
میں ہوں موجود مجھے آپ سے انکار ہے کیا

حسب دلخواہ جواب اوس سے جو میں نے پایا
کوئی موقع نہ کوئی وقت میسر آیا
فکر سے جب دل مشتاق بہت گھبرایا
خود بخود ایک عجب وقت مرے ہاتھ آیا

میرے احباب میں تقریب یکایک ٹھہری
محفل رقص کی ترتیب یکایک ٹھہری

ہو کے بیخوف وہاں اوسکو بلایا میں نے
ورود دل بیٹھ کے خلوت میں سنایا میں نے
راضی جب وصل پہ اوس شوخ کو پایا میں نے
عیش کا جام پیا اور پلایا میں نے

وصل میں یاد نہ یہہ روز پریشانی تھا
عیش میں محو تھا ایک عالم حیرانی تھا

پھر تو اس طرح گذرنے لگی دن رات مری
اور بڑھنے لگی ہر روز ملاقات مری
کان دھر کر وہ لگا سننے ہر ایک بات مری
تھا غنیمت مجھے وہ اور اوسے ذات مری

مجھسے بے مشورہ وہ کام نہ کچھہ کرتا تھا
میں تو عاشق تھا مگر مجھپہ بھی وہ مرتا تھا

صحبت غیر سے کیا کیا نہ تھی نفرت اوسکو
میں نہ ہوتا تھا جہاں ہوتی تھی وحشت اوسکو
ہر کسیکی نہیں خوش آتی تھی صحبت اوسکو
تھی لگاوٹ کی نہ ہر شخص سے عادت اوسکو

اوسکا دل محفل اغیار سے گھبراتا تھا
بزم بیگانہ میں رونا اوسے آجاتا تھا

رازداں اوسکا میں وہ مونس و ہمراز مرا
اوسکی خو جانتا تھا میں تو وہ انداز مرا

اوسکا جانباز تھا میں اور وہ دمساز مرا ۔۔۔ وہ اٹھاتا تھا غرض میری طرح ناز مرا

مرے وہاں ہونے سے ہو جاتی تھی عشرت اوسکو
جب میں جاتا کہیں تو ہوتی تھی وحشت اوسکو

چند مدت مری گذری یونہی بے رنج والم ۔۔۔ دیکھکر چرخ نے یہہ عیش کا میرے عالم
چاہا تقدیر سے ہو جائے یہہ صحبت برہم ۔۔۔ ڈالا وہ تفرقہ پھر مل کے نہ بیٹھے باہم

غیر کو شاد مجھے وصل سے ناشاد کیا
اوس ستمگر نے نیا ظلم پھر ایجاد کیا

اوسکا دل پھر گیا صحبت سے مری یکبار ۔۔۔ اوسکو کچھہ بھی نہ رہا پاس مرا پھر زنہار
صحبت غیر میں جانے لگا وہ ظلم شعار ۔۔۔ مجھسے رکھا نہ کسی طور کا اوسنے سروکار

وہ مزے کرنے لگا بیٹھ کے اغیار کے ساتھ
ہمنشیں ہائے رہا وہ گل تر خار کے ساتھ

جمگھٹا غیروں کا وہاں آٹھ پہر ہونے لگا ۔۔۔ راز واں اوسکا ہر اک غیر و بشر ہونے لگا
روز ہنگامہ اوسے مد نظر ہونے لگا ۔۔۔ عیش پر عیش وہاں شام و سحر ہونے لگا

بادہ نوشی کے سوا اوسکو سروکار نہ تھا
کونسا شخص تھا جو اوسکا خریدار نہ تھا

ایکدن اوس سے کہا میں نے کہ یہہ حال ہے کیا ۔۔۔ کیا اسی بات کا اقرار ہوا کرتا تھا
عقل پر آپکے پردہ یہہ پڑا ہے کیسا ۔۔۔ کیا یہہ ہی ہیں جو بیاں کرتی تھی انداز وفا

اپنے کو وضع کا پابند بیاں کرتے تھے
یہہ ہی جوہر ہیں جو تم مجھہ سے عیاں کرتے تھے

وہ بھی دن یاد ہیں ہر شخص سے گھبراتے تھے ۔۔۔ بیٹھتا پاس اگر کوئی تو اٹھ جاتے تھے
بات کرتے ہوئے ہر ایک سے شرماتے تھے ۔۔۔ لاکھہ بلوایا کرو پھر نہ وہاں آتے تھے

ملتفت ہونیکی ہر ایک سے خصلت کب تھی
ان سخنہائے فسوں ساز کی عادت کب تھی

طرفہ انداز ستم تھی یہہ کہاں تھا تو نہیں
طور خونریزی کسدن تھی رواں تھا تو نہیں
سحر آمیز تھا کب طرز بیاں تھا تو نہیں
ہوتا پامال تھا کب سارا جہاں تھا تو نہیں

شام کو بام پہ ہر روز کا آنا کب تھا
آدمی بھیجکے ہر اک کا بلانا کب تھا

کون ہمدم تھا یہاں مونس و دمساز ترا
ہر طرح کون اوٹھاتا تھا یہاں ناز ترا
کون عاشق تھا یہاں کون تھا جانباز ترا
واقف حال نہ تھا کوئی نہ ہمراز ترا

دلربائی کا یہہ انداز سکھایا ہم نے
تجھکو معشوقوں میں معشوق بنایا ہم نے

اُلجھی زلفوں کا بنانا تمھیں کب آتا تھا
سرمہ آنکھوں میں لگانا تمھیں کب آتا تھا
اور لاکھے کا جمانا تمھیں کب آتا تھا
اسطرح پان کا کھانا تمھیں کب آتا تھا

آئینہ سامنے کب تیرے دہرا رہتا تھا
ایک کرتا تھا گلے میں کہ پڑا رہتا تھا

شوخی و ناز تھی کب یوں تری چتون سے عیاں
ہوتا ہر بات میں کسوقت تھا اعجاز بیاں
کونسے دن تری تقریر میں تھا سحر نہاں
کب تری چال کو کہتی تھی قیامت کا نشاں

چرچہ کب شہر میں تھا اس تری رعنائی کا
شور کس روز ہوا تھا ترے زیبائی کا

تھی خبر سر کی نہ کچھ تھا تمھیں کنگھے کا خیال
ڈالنا تیل کا انمیں تمھیں ہوتا تھا وبال
کیا پریشاں پڑے رہتے تھے یہہ سر کے بال
گوندہنا چوٹی کا تم جانتے تھے اک جنجال

زلفوں کو شانہ سے ہر وقت بناتے کب تھے

جا کے حمام میں ہر روز نہاتے کب تھے

تن بدن کا نہ تجھے ہوش تھا ای ماہ لقا
تنگ پوشاک کی ہو ڈر سے نہ خوش ہوتا تھا

ہو شبہ کو عادت نہ تھی ہر روز اوبٹنا ملنا
تھی خبر تجھکو نہ اس حسن کی غرہ کیسا

ڈھیلے کرتہ سے ترا دل نہ برا ہوتا تھا
کب ڈوپٹہ ترے شانوں پہ پڑا ہوتا تھا

غیر سے خوب کیا تم نے جو اخلاص کیا
تمکو میری نہیں خواہش تو مجھے کیا پروا

تم سے بدمہر سے کیوں کرتا میں اسکا شکوا
میں نے بھی ڈھونڈ نکالا ہے طرحدار نیا

کیا ہو ہمشکل کوئی مہر درخشاں اوسکا
ہو خجل چاند جو دیکھے رخ تاباں اوسکا

جی میں آتا ہے کہ اک روز بلاؤں تجھکو
دلربا یانہ وہ تقریر سناؤں تجھکو

اور اوس شوخ کی انداز دکھاؤں تجھکو
کہوں سب حال ترا اور جلاؤں تجھکو

ناز و انداز سے اوسکی تجھے حیرت ہو جائے
بات جب تجھہ سی کرے وہ تو قیامت ہو جائے

تجھہ سی جب طنز سی پوچھی کہ ای جان جہاں
اپنے آنیکا یہاں کہیے سبب کچھہ تو عیاں

لائے تشریف ہو کسواسطے اسوقت یہاں
شرم ایسی ہو کہ کچھہ ہو نہ سکی تجھہ سی بیاں

فرط لکنت سے نہ قابو ہو زباں پہ تجھکو
غصہ خود آنے لگے اپنے بیاں پہ تجھکو

دیکھکر تجھکو کہے دیکھنا انکو اے واہ
انکے ہی غم میں کیا حال تھا کیا تمنے تباہ

کیا یہی ہیں کہ جھکاتی تھی کنوئیں جنکی چاہ
اجی لاحول ولا قوت الا باللہ

یہہ ہی صورت تھی کہ تم جس پہ فدا رہتے تھے
کیا اسی چال سے سو فتنے بپا رہتے تھے

ہم تو سمجھے تھے کہ معشوق طرحدار ہے وہ جسکا ہمشکل جہاں میں نہیں دلدار ہے وہ	حسن لاثانی ہے بے مثل ستمگار ہے وہ رسم سے راہ محبت کی خبردار ہے وہ

دیکھیے انداز و ادا ان کا طریقہ دیکھا
انکی گفتار سنے ان کا سلیقہ دیکھا

اوسکی تقریر کے سنے سے پریشاں تو ہو منفعل ہوکے وہیں سر بگریباں تو ہو	طرز گفتار اگر دیکھیے تو حیراں تو ہو ناز و انداز کے دعوؤں سے پشیماں تو ہو

کھل سکے پھر نہ زباں لاکھ زباں کو کھولے
کھل سکے منہ نہ ترا لاکھ وہاں کو کھولے

مجھ سا عاشق ہو جہاں اور ہو اوس سا دلدار تجھسے میں بھی بخدا ہو گیا ایسا بیزار	کیا غرض مجھکو جو میں تجھ سے رکھوں پھر سروکار نہ ملوں مجھکو کہے سارا زمانا سو بار

اب نہیں ہے دل ذاکر میں سمائی اپنی
تیری فرقت میں ہے تکلیف اٹھائی اپنی

قطعۂ تاریخ دیوان از نتیجۂ جناب مرزا خداداد بیگ صاحب متخلص مرزا ناظم عدالت اسنگاریڈی ریاست دکن

ہوا طبع دیوان ذاکر مبارک لکھو بادل شاد تم بھی یہ سن	یہہ دیوانِ ذاکر ہے دیوان نادر کہ مرزا ہوا طبع دیوان ذاکر ۱۳۲۶ھ

ایضاً از مرزا صاحب

ہے شکر ذاکر کا بھی دیوان چھپ گیا کہ باعثِ بہجت کہ مرزا ہو گیا	اردو زباں میں ہے جو سہل الممتنع عبد الصمد ذاکر کا دیوان منطبع ۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان از نتایج فکر جناب مرزا ساجد بیگ صاحب ناظم عدالت نلگنڈہ متخلص ساجد

خوبیاں کسکے زباں سے ہو بیاں دیوان کی — خوبیوں نے کردیا مرغوب طبع خاص و عام

کراٹھے اہل سخن ہمنے کوئی دیکھا نہیں — ذاکر جنت نشیں سا خوش بیان و خوش کلام

اک عدد اسمیں بڑہا دیجے تو ساجد ٹھیک ہو — ہے کتاب دلکشا دیوان ذاکر لا کلام

۱۹۰۸

قطعہ طبع دیوان از نتایج فکر جناب سید احمد صاحب متخلص شید اشاعر بے بدل طوطی چمنستان خوش مقالی بلبل گلستان نازک خیالی صیغہ دار محکمہ صفائی بلدہ حیدرآباد

احتشام و شان ذاکر دیکھہ لو — جودت و امکان ذاکر دیکھہ لو

طبع کی تاریخ شیدا نے لکھے — مرحبا دیوان ذاکر دیکھہ لو

۱۳۱۸

دیگر از حضرت شیدا حیدرآبادی

صاف بندش کے علاوہ دیکھئے — ہر غزل کا شعر پرتاثیر ہے

ہوگئی تاریخ اک انداز سے — برملا کیا نسخۂ اکسیر ہے

۱۳۲۶ اثر

از عنایت اللہ بیگ شاکر

ہوا طبع دیوان بھائی کا میرے — خدا نے دکھایا یہہ دن مجھکو شاکر

خیال آیا تاریخ کا دل کو میرے — کہ لکھوں کوئی اوسکی تاریخ نادر

نکالا نئی طرز سے میں نے اوسکو — پڑہا پھر اس انداز سے میں نے شاکر

اوسے سنکے ہاتف نے مجھکو ندا دے — لکھا ہے یہہ ذاکر نے دیوان نادر

۱۳۲۶ھ

تمت

[illegible]

صحت نامہ دیوان ذاکر

سطر	غلط	صحیح	نمبر ورق	سطر	غلط	صحیح
١٠	تلمیذ	تلمذ	٣٠	٢	عضب	غضب
٧	رنگ بوے	رنگ وبوئے	٣٠	٤	ناگوارا	ناگوار
١	خطابم	خطایم	٣٣	١٧	جب	سب
١٤	المذبنی	المذینی	٣٤	٢٠	مژوہ	مژدہ
٤	یاخدا	باخدا	٣٧	١١	میرے	مرے
٨	یاعلی	باعلی	٥٧	١١	ہستے	ہنستے
١١	فرواے	فروائے	٥٩	٥	کرتا	کرتا
٢١	میری	مری	٥٩	٨	انتظارسے	انتظاریں
٧	محوکرتا	محوکرنا	٧٩	١٣	ذال	زال
١٣	پر	پھر	٨٠	٣	اتاہے	آتاہے
٢١	یارہا	بارہا	٨١	٩	شیکو	سنکر
١٦	سوے	سوئے	٨٣	٢	ولبیربا	دلربا
٩	میرا	مرا	٨٨	١	انی	اسے
١٧	مری	میری	١٠١	١٩	پرچلے	پھرچلے
٣	سرے	میرے	١٠٥	١١	حشم	چشم
١٣	چلاگئے	چلے گئے	١٠٦	١٦	یر	گر
١	باری	بارے	١٠٨	١١	بنشت	بنشست
١٩	ازذکرذکر	ازذکر	[illegible]	[illegible]	کوئتو	کوئیتو
٣	ہہو	نہو	١٢٩	١٩	نعطیم	تعظیم
٣	عنار	[illegible]	١٣٤	٧	نبا	ثبا

اردو	انگریزی
اردو	انگریزی
١٧	١٣
١٥	١٦
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
١٣	٣
١٣٣	١٢٦